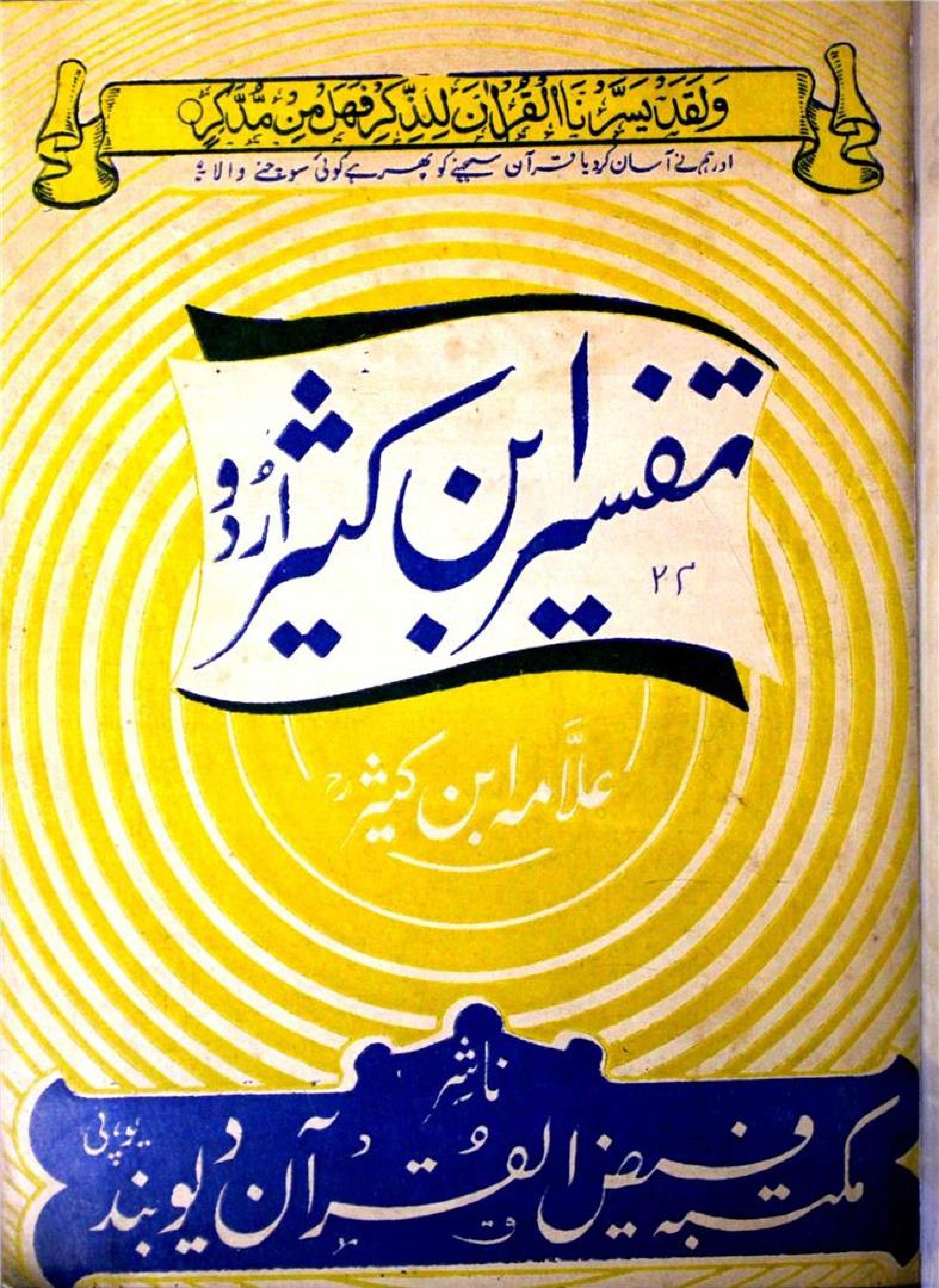

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ؟

تفسیر ابن کثیر اردو

۲۲

علامہ ابن کثیرؒ

ناشر
مکتبہ فیض القرآن دیوبند یوپی

"تفسیر ابن کثیر" اور "تفہیم البخاری" کے دو اہم پروگراموں کے ساتھ مکتبہ فیض القرآن دیوبند کی تیسری مایۂ ناز پیشکش

جدید تفسیر حقانی معہ حواشی و اضافات

مصنفہ: عمدۃ المحدثین فخر المفسرین شیخ العلامہ حضرت مولانا عبد الحق صاحب حقانی دہلویؒ

قرآن کی خدمت ایک سعادت، اس میں تعاون تازگیٔ ایمان کی علامت ہے۔ قرآن مسلمان کی زندگی کا امام، سرچشمۂ خیر و برکت، کتاب ہدایت اور تمام احکام اسلامی کا ایک مجموعۂ قانون ہے۔ ہمنے محض اسلام کی خدمت کے نقطۂ نظر سے دور حاضر کی ایک بڑی ضرورت کو مکمل کرنیوالی تفسیر کا آپ کیلئے انتخاب کیا ہے۔ یہ تفسیر مشہور مفسر علامہ حقانیؒ کے علوم قرآنی کا ایک کامیاب و نادر ذخیرہ ہے جس میں سلیس با محاورہ اردو ترجمہ، روایات صحیحہ معہ حوالہ کتب، ربط آیات، ترکیب، شان نزول، مستند قصص و واقعات اور جملہ مسائل ضروریہ یکجا جمع کر دیئے گئے ہیں، اس تفسیر میں مخالفین اسلام کے جملہ اعتراضات پر دندان شکن مکمل و مدلل جوابات جو دور حاضر کے ذہنوں کی صحیح معنوں میں عکاسی کرتے ہیں موجود ہیں، ہمنے اس تفسیر کو عصر حاضر کے رجحانات سے زیادہ قریب کرنے اور عام مسلمانوں کے لئے اس کو مفید بنانے کے لئے حسب ذیل اضافات بھی کئے ہیں:۔

خصوصیات

(۱) اس تفسیر کی زبان قدیم تھی جس کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی اسلئے کافی احتیاط کے ساتھ زبان میں اتنی نزاکت پیدا کر دی گئی جس کی بناء پر اب یہ تفسیر نہایت سہل و دلکش ہو گئی، نیز عنوانات کا اضافہ جس کی وجہ سے مختلف مضامین ایک دوسرے ممتاز ہو گئے ہیں (۲) علامہ حقانیؒ نے زیادہ تر عیسائیت اور نیچریت کی تردید میں زور قلم صرف کیا ہے، "جدید تفسیر حقانی" میں اس کے علاوہ موجودہ وقت کے تمام گمراہ فرقوں کے باطل خیالات کی تردید بھی کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے اب اس تفسیر کی افادیت کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ (۳) کیونکہ مفسر فاضل کے پیش نظر عیسائیت اور نیچریت کی تردید تھی اسلئے ان کا قلم لطائف قرآنی کو چھوڑتا چلا گیا۔ جدید تفسیر میں ان تمام لطائف و نکات کو اس طرح سمیٹ لیا گیا کہ اب اس تفسیر کے بعد آپ کسی اور تفسیر کے ہرگز محتاج نہ رہیں گے (۴) علمائے دیوبند اور قرآنی علوم کے ماہرین کی اچھوتی تحقیقات کے ساتھ ساتھ مولانا آزاد اور دور حاضر کے ان کامیاب مفسرین کی تحقیقات کے جابجا خلاصے، نیز فخر رازی اور طنطاوی کے مایۂ ناز انکشافات اس طرح سمیٹ لئے گئے کہ اب آپ کو تفسیر رازی اور طنطاوی کی طویل جلدوں کا مطالعہ غیر ضروری معلوم ہوگا:۔

پروگرام

مکمل تفسیر حقانی ۳۵ جزوں میں شائع کی جائے گی، ہر جز کی ضخامت وسطاً ایک سو صفحات ہوگی، جو ہر ماہ ایک ایک جز کی شکل میں چھپے گی سائز ۲۰×۳۰/۸ کاغذ عمدہ سفید، کتابت و طباعت معیاری، ٹائٹل رنگین، ہدیہ فی جز ایک روپیہ پچیس نئے پیسے علاوہ ڈاک خرچ ہوگا، یہ رعایت صرف ممبران کے لئے مخصوص ہے، عام ہدیہ ڈیڑھ روپیہ فی جز ہوگا۔ اس سلسلہ کی دائمی شرکت کیلئے ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ممبر بن جائیے، ممبران کی خدمت میں ہر ماہ "جدید تفسیر حقانی" کا ایک ایک جز معہ ڈاک خرچ بذریعہ وی پی مبلغ دو روپے ارسال کیا جاتا رہیگا، لیکن اگر آپ پانچ دوست مل کر ہر جز کے ہمراہ پانچ نسخے یکجا طلب فرمائینگے تو رعایتی وی پی معہ ڈاک خرچ آٹھ روپے کی ارسال ہوگی:۔

آپ کے پر خلوص تعاون کا منتظر مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور یو پی

تفسیر ابن کثیر (اردو)

مصنفہ

علامہ ابن کثیر

ترجمہ
قرآن پاک
حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمۃ

حواشی و اضافات
مولانا انظر شاہ کشمیری مدرس دار العلوم دیوبند
ابن
حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رح
محدث دار العلوم دیوبند۔

جس پر
علمائے اسلام کا اتفاق ہے
کہ
اس کے بعد کی تمام
تفاسیر
قرآن اس سے ماخوذ ہیں۔

پارہ ۲۴
جز ۲۵

ناشر
مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور (یو پی)

کتبہ
نثار احمد صدیقی

تفسیر ابن کثیر (اردو) کے جملہ حواشی اضافات
ترمیم اور عنوانات جدیدہ کے جملہ حقوق بحق "مشہود اقبال"
مالک مکتبہ "فیض القرآن دیوبند" محفوظ ہیں لہذا کوئی صاحب
اس کی نقل چھاپنے کی کوشش نہ فرمائیں ورنہ نقصان اٹھائینگے۔

مکتبہ فیض القرآن دیوبند (یو۔پی)

آپ کی علمی عصری اور اسلامی ضرورتوں کو پورا کرنیوالا اور صحیح قرآن کریم و پارہ ہائے قرآن مجید، مستند و مفید تفاسیر اور اسلامی کتب کو فراہم و شائع کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد مرکز ہے۔

اسکی کامیابی و کامرانی کا راز آپ کی مخلصانہ خدمات میں پوشیدہ ہے۔

(ناظم کتب خانہ)

۲۰۰۰
طبع ——— دو ہزار
مطبوعہ ——— وسیم فائن آرٹ پرنٹنگ پریس دیوبند
ھدیہ ——— دو روپے ۲ دعا

فہرست مضامین تفسیر ابن کثیر اُردو پارہ ۲۴ جزء ۲۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	ظلم اور فساد کی ہمہ گیر سازش	۵	۲۵	جتھہ بندی کا دن	۴۳	۴۷	دعوت الی اللہ اور عمل صالح	۷۶
۲	وہ کارساز	۷	۲۶	فرعون کی خرمستیاں	۴۴	۴۸	یہ چمکتا چاند اور جگمگاتے یہ ستارے۔	۷۸
۳	ایک کتاب جس کا مصنف خدا تعالیٰ ہے	۸	۲۷	نیک راہ	۴۵	۴۹	کج روی۔	۷۹
۴	گڑھے ہوئے خدا	۹	۲۸	مرد مومن کا ایک سوال	۴۶	۵۰	کلام اللہ اور اس کے باطل پرست۔	۷۹
۵	خالق کائنات	۱۰	۲۹	آتش نشینوں کے خرافاتی جھگڑے	۴۹	۵۱	عمل صالح اور اس کے منافع برائیاں اور ان کی مضرتیں۔	۸۰
۶	فریب نفس اور حقیقت فراموش	۱۲	۳۰	نصرت الٰہی	۵۰			
۷	وہ کرشمے شان رحمت نے دکھائے روز حشر	۱۳	۳۱	تخلیق زمین و آسمان	۵۳			
			۳۲	جہنم ٹھکانہ اُن کا	۵۳			
۸	سیاہ روئی	۱۷	۳۳	صاحب فضل عظیم	۵۴			
۹	ایک جاہلانہ مطالبہ	۱۸	۳۴	معبودان باطل سے لو لگانا ایک بڑا جرم ہے۔	۵۶			
۱۰	یہ وسیع کائنات	۱۹						
۱۱	صور اسرافیل	۲۰	۳۵	دنیا کے بدترین قیدی	۵۷			
۱۲	متکبرین کا برا ٹھکانہ	۲۲	۳۶	ذرا آپ صبر کیجئے۔	۵۸			
۱۳	فردوس نشیں	۲۳	۳۷	تمہاری ضرورت کے جانور	۵۹			
۱۴	سبحان اللہ	۲۷	۳۸	کائنات کے سفر	۶۰			
۱۵	سورۂ مومن مکیہ	۲۸	۳۹	تفسیر سورۂ حٰم السجدۃ مکیہ	۶۱			
۱۶	یہ صفات بلند پایہ	۲۹	۴۰	ایک تصنیف جس کے مصنف خود جل مجدہ ہیں۔	۶۲			
۱۷	کلام اللہ کے بد قسمت نکتہ چیں	۳۰						
۱۸	بارگاہ الوہیت کے نقیب۔	۳۱	۴۱	میں ایک انسان ہوں	۶۴			
۱۹	کفر کی ناپاک اور گرد آلود پیشانی پر مکروہ شکن	۳۴	۴۲	یہ زمین و آسمان	۶۶			
۲۰	آج کی حکمرانی۔	۳۶	۴۳	عاد اور ثمود کی حیرت انگیز داستان کے کچھ حصے۔	۶۸			
۲۱	یہ پرآشوب دن	۳۷	۴۴	مجرمین کی شہادت خود اُن کے اعضاء سے	۷۰			
۲۲	سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں۔	۳۸	۴۵	کچھ فریب کچھ دھوکے	۷۳			
۲۳	قصۂ موسیٰ علیہ السلام	۳۹	۴۶	ایمان اللہ، استقامت اور رحمت کے فرشتے۔	۷۴			
۲۴	ایک مومن کی حقیقت بیانی	۴۱						

مسئلہ سُود

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تحریر کردہ یہ کتاب سُود اور سُود سے متعلق تجارت، جاہلیت عرب کا سود، قرآن و سنت کی روشنی میں اسکا مفہوم اور اس کی حرمت سود کی دینی، دنیوی، اقتصادی و معاشی تباہ کاری پر ایک عمدہ مواد پیش کرتی ہے۔ آج کے دور میں جب کہ مشرق سے مغرب تک تمام تجارتوں میں سُود کا جال پھیلا ہوا ہے یہ کتاب ایک مشعل راہ ثابت ہوئی ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے کتابت طباعت کاغذ سب ہی عمدہ ہے۔

ہدیہ ایک روپیہ پچیس ۲۵ نئے پیسے۔

:- ملنے کا پتہ :-

مکتبہ فیض القرآن دیوبند یو.پی

قابلِ قدر رسائل

الاستبصار فی فضائل استغفار

جسمیں دُعا کے فضائل اور اس کی تاثیر کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السّلام کی دعائیں یکجا کی گئی ہیں. حضرت مولانا تھانویؒ کا شہرۂ آفاق رسالہ ہے جو علماء اور عوام دونوں کے لئے یکساں مفید ہے. خصوصًا تبلیغی حلقوں میں بیحد مقبول ہے. مصیبتوں اور بلاؤں سے بچنے کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے اعلیٰ کتابت وطباعت کے ساتھ ہدیہ چالیسؔ نئے پیسے.

تعبیر نامہ خواب

مولانا مولوی میاں سیّد اصغر حسین صاحبؒ محدث دارالعلوم دیوبند کا مشہور رسالہ تعبیر نامہ خواب مکتبہ کی روش کے مطابق شائع کیا گیا ہے. یہ کتابچہ حضرت محمد بن سیریں کے تعبیر نامہ کا خلاصہ مع فوائد پر مشتمل ہے مزید اضافات بھی شاملِ کتاب ہیں. ایک نہایت دلچسپ اور مفید ترین رسالہ ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ شاندار آرٹ پیپر کے ٹائٹیل کے ساتھ ہدیہ چالیسؔ نئے پیسے.

ڈاڑھی کا فلسفہ مکمل

از اضافات:- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

ڈاڑھی کا فلسفہ" اب تک مختلف کتب خانوں سے غیر مکمل شکل میں چھپتا رہا ہے، موجودہ وقت کے اس اہم مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مکتبہ نے اس کو نہایت عمدہ کتابت وطباعت کیساتھ شائع کیاہے۔ اس رسالہ میں اصل سوالات کے ساتھ ساتھ ان کے مکمل جوابات بھی چھاپے گئے ہیں. اس طرح یہ اب پہلی مرتبہ مکمل شکل میں شائع ہوا ہے. آں جناب جب بھی ڈاڑھی کا فلسفہ طلب فرمائیں اسکے آگے "مکمل" کا لفظ ضرور لکھئے تاکہ آپ کو ناقص ایڈیشن دستیاب نہ ہو سکے اس کتابچے میں ڈاڑھی کی مقدار ڈاڑھی سے متعلق جملہ شکوک وشبہات، نیز ڈاڑھی کی شرعی حیثیت اور اسلام میں ڈاڑھی کی اہمیت پر عقلی دلائل کیساتھ کلام کیا گیا ہے۔ موجودہ دور کے اس بڑھتے ہوئے فتنے کو روکنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں طلب فرماکر انگریزی تعلیمیافتہ نوجوانوں میں تقسیم کیجئے پہلی فرصت میں طلب فرمائیے۔ (ہدیہ صرف چالیسؔ نئے پیسے)

حفظ الایمان

مصنف:- حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ. ردِّ بدعت کے سلسلے میں مولانا تھانویؒ نے جو خدمات انجام دی ہیں، وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، یہ رسالہ بھی ردِّ بدعت کے سلسلے میں تحریر کیا گیا ہے جسمیں علم الغیب غیر اللہ کے لئے سجدہ، قبروں کا طواف، قبروں پر بوسہ، قبروں پر سجدے اور ان سے متعلق پھیلی ہوئی جملہ رسومات اور بدعات کی حقیقت پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے، قابلِ مطالعہ رسالہ ہے، مکتبہ نے اپنی روش کیمطابق بہت اہتمام کیساتھ شائع کیاہے (ہدیہ چالیسؔ نئے پیسے)

طریقہ میلاد شریف

مصنف:- مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ردِّ بدعت میں حضرت مولانا تھانویؒ کے بہت سے رسالے دستیاب ہیں. اس سلسلہ میں مولود سے متعلق اس رسالہ میں بدعات اور رسومات جو عوام میں پھیلی ہوئی ہیں اسکی نشاندھی اور انکی مضرات سے باخبر کیا گیاہے نہایت عمدہ طباعت وکتابت کے خاص اہتمام کیساتھ سفید اعلیٰ کاغذ پر یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے اس موضوع پر مولانا کا جامع کلام اور ردِّ بدعت میں ایک اہم رسالہ ہے، شائقین حضرات پہلی فرصت میں طلب فرمائیں (ہدیہ چالیسؔ نئے پیسے)

اغلاط العوام

مصنف:- حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ عوام میں پھیلی ہوئی گمراہیوں کو روشناس کرانے اور ان خرافات کی حقیقت اور اصلیت کو واضح کرنے کے سلسلے میں یہ ایک شہرۂ آفاق رسالہ ہے. بدعتی ماحول سے بچنے کیلئے اور مستورات کو ان ممنوع رسومات سے کنارہ کش کرنے کے لئے اس رسالہ کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے. مکتبہ نے اپنی روایات کیمطابق عمدہ کتابت وطباعت کیساتھ آرٹ پیپر کا ٹائٹیل بھی لگایا ہے (ہدیہ چالیسؔ نئے پیسے)

ملنے کا پتہ:- مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور- (یو-پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو)

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ① وَالَّذِيْ جَآءَ

جبکہ وہ اس کے پاس (رسول کے ذریعہ سے) پہنچی جھٹلائے کیا (قیامت کے دن) جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا اور جو لوگ سچی بات لے کر

بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ② لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

آئے اور (خود بھی) اس کو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں (ان کا فیصلہ یہ ہوگا کہ) وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ③ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا

ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیکوکاروں کا تاکہ اللہ تعالےٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ④

اور ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے۔

ظلم اور فسادت کی ہمہ گیر سازش

مشرکین نے خدا پر بہت جھوٹ بولا تھا اور طرح طرح کے الزام لگائے تھے، کبھی اس کے ساتھ دوسرے معبود جتلاتے تھے، کبھی فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں شمار کرنے لگتے تھے، کبھی مخلوق میں سے کسی کو اس کا بیٹا کہدیا کرتے تھے حالانکہ تمام عیوب سے اس کو بلند و بالا ذات پاک اور برتر تھی، ساتھ ہی ان میں دوسری بری عادت یہ بھی تھی کہ جو حق انبیاء علیہم السلام کی زبانی خداوند تعالےٰ نازل فرماتا ہے یہ اسے بھی جھٹلاتے

تھے، پس فرمایا کہ یہ سب سے بڑھ کر ظالم ہیں، پھر جو سزا اُنھیں ہونی ہے اُس سے .... اُنھیں آگاہ کر دیا کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، جو مرتے دم تک انکار و تکذیب پر ہی رہیں۔ ان کی بری عادتوں اور سزا کا ذکر کر کے پھر مومنوں کی نیک خو اور اُن کی جزا کا ذکر فرماتا ہے، کہ جو سچائی کو لایا اور اُسے سچا مانا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ہر وہ شخص جو کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والا ہو، اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اُن کے ماننے والی مسلمان اُمت یہ قیامت کے دن یہی کہیں گے کہ جو تم نے ہمیں دیا اور جو فرمایا ہم اُسی پر عمل کرتے رہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس آیت میں داخل ہیں، آپ بھی سچائی کے لانے والے اور اگلے رسولوں کی تصدیق کرنے والے اور آپ پر جو کچھ نازل ہوا تھا اُسے ماننے والے تھے اور ساتھ ہی یہ وصف تمام ایمانداروں کا تھا کہ وہ خدا پر فرشتوں پر کتابوں پر اور رسولوں پر ایمان رکھتے تھے۔ ربیع بن انس رض کی قرأت میں وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالصِّدْقِ ہے، حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رح فرماتے ہیں کہ سچائی کو لانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُسے حق ماننے مسلمان ہیں یہی متقی پرہیزگار اور پارسا ہیں، جو خدا سے ڈرتے رہے اور شرک کفر سے بچتے رہے، ان کے لئے جنت میں جو وہ چاہیں سب کچھ ہے، جب طلب کریں گے پائیں گے۔ یہی بدلہ ہے اُن پاکباز لوگوں کا، خداوند تعالیٰ اُن کی برائیاں تو معاف فرما دیتا ہے اور نیکیاں قبول کر لیتا ہے۔ جیسے دوسری آیت میں فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الخ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں ہم قبول کر لیتے ہیں، اور جن کی برائیوں سے درگزر فرما لیتے ہیں[عہ] یہ لوگ جنتوں میں رہیں گے۔ انھیں بالکل سچا اور صحیح صحیح وعدہ دیا جاتا ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ؕ وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کیلئے کافی نہیں اور یہ لوگ آپ کو (ان جھوٹے معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا

فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ ۝ وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی

(تجویز کر رکھے ہیں) اور جسکو خدا گمراہ کرے اُس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں کیا خدا تعالیٰ زبردست انتقام

انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلْ اَفَرَ

لینے والا نہیں ہے۔ اور اگر (آپ) ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے آپ (ان سے) کہیے

ءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖۤ اَوْ

کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے کیا یہ معبود اسکی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں

اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ؕ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ

یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ (اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے لئے خدا کافی ہے توکل کرنے والے اُسی پر توکل

قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ

آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں سو اب جلدی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر دنیا میں ایسا

یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

عذاب آیا چاہتا ہے جو اسکو رسوا کر دیگا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔

[عہ] محققین صوفیاء نے کہا ہے کہ آیت الفاظ کے عام ہونے کی بنا پر ان پیر بھی حاوی اور شامل ہے (بقیہ صفحہ پر دیکھئے حاشیہ عہ بھی صفحہ پر ملاحظہ

وہ کارساز

ایک قرأت میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عِبَادَہٗ ہے، یعنی اللہ تعالٰے اپنے ہر بندے کو کافی ہے، اُسی پر ہر شخص کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اُس نے نجات پالی جو اسلام کی ہدایت دیا گیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا اور قناعت بھی نصیب ہوئی۔ (ترمذی وغیرہ) اے نبیؐ! یہ لوگ تجھے اللہ تعالٰے کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں، یہ ان کی جہالت و ضلالت ہے، اور خدا جسے گمراہ کردے اُسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا، جس طرح خدا کے راہ دکھائے ہوئے شخص کو کوئی بہکا نہیں سکتا، اللہ تعالٰے بلند جناب والا ہے اس پر بھروسہ کرنے والے کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا، اور اُس کی طرف جھک جانیوالا کبھی محروم نہیں رہتا، اُس سے بڑھ کر عزت والا کوئی نہیں، اسی طرح اُس سے بڑھ کر انتقام پر قادر بھی کوئی نہیں، جو لوگ اُس کے ساتھ کفر و شرک کرتے ہیں، اُس کے رسولوں سے لڑتے بھڑتے ہیں یقیناً وہ انہیں سخت سزائیں دے گا، مشرکین کی اور جہالت بیان ہو رہی ہے کہ باوجود اللہ تعالٰے کو خالقِ کل ماننے کے پھر بھی ایسے معبودانِ باطل کی پرستش کرتے ہیں جو کسی نفع نقصان کے مالک نہیں جنہیں کسی امر کا کوئی اختیار نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰے کو یاد رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ تعالٰے کو یاد رکھ تو اُسے ہر وقت اپنے پاس پائے گا، آسانی کے وقت رب کی نعمتوں کا شکر گزار رہ سختی کے وقت وہ تجھے کام آئے گا، جب کچھ مانگے تو اللہ تعالٰے ہی سے مانگ، اور جب مدد طلب کرے تو اُسی سے مدد طلب کر، یقین رکھ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور خدا کا ارادہ نہ ہو تو وہ سب تجھے ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور سب جمع ہو کر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں جو خدا نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہرگز پہنچا سکتے، صحیفے خشک ہو چکے قلمیں اُٹھالی گئیںعـہ، یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہا کر، تکلیفوں میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں، مدد صبر کے ساتھ ہے، غم و رنج کیساتھ ہی خوشی اور فراخی ہے، ہر سختی اپنے اندر آسانی کو لئے ہوئے ہے۔ (ابن ابی حاتم) تو کہدے کہ مجھے خدا بس ہے، بھروسہ کرنے والے اُسی کی پاک ذات پر بھروسہ کرتے ہیں، جیسے کہ حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کو جواب دیا تھا جب اُنھوں نے کہا تھا کہ اے ہودؑ! ہمارا خیال یہ ہے کہ تمہیں ہمارے کسی معبود نے کسی خرابی میں مُبتلا کر دیا ہے، تو آپؑ نے فرمایا میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے معبودانِ باطل سے بیزار ہوں، تم سب مل کر میرے ساتھ جو داؤں گھات تم سے ہو سکتے ہیں سب کر لو اور مجھے مطلق مہلت نہ دو، سنو! میرا توکل میرے رب پر ہے جو دراصل تم سب کا بھی رب ہے، روئے زمین پر جتنے چلنے پھرنے والے ہیں سب کی چوٹیاں اُس کے ہاتھ میں ہیںعـہ، میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے، رسول اللہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سب سے زیادہ قوی ہونا چاہے وہ اللہ پر بھروسہ رکھے، اور جو سب سے زیادہ غنی بننا چاہے وہ اُس چیز پر جو خدا کے ہاتھ میں ہے زیادہ اعتماد رکھے بہ نسبت اُس چیز کے جو خود اس کے ہاتھ میں ہے، اور جو سب سے زیادہ بزرگ ہونا چاہے وہ اللہ عزّ وجل سے ڈرتا رہے۔ (ابن ابی حاتم) پھر مشرکین کو ڈانٹتے ہوئے فرماتا ہے کہ اچھا تم اپنے طریقے پر عمل کرتے چلے جاؤ، میں اپنے طریقے پر عامل ہوں، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں ذلیل و خوار کون ہوتا ہے؟ اور آخرت کے دائمی عذاب میں گرفتار کون ہوتا ہے؟ اللہ تعالٰے اپنے فضل و کرم سے ہمیں محفوظ رکھے آمین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ ملاحظہ ہو) جو دلالت کا غلط دعوی کرتے ہیں اور شریعت سے بے اعتنائی کرتے ہوئے شریعت کو بعض ایک چھلکا قرار دیتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ عـہ صفحہ ۶ کا ملاحظہ ہو) عـہ اس آیت میں ایک خاص نکتہ ہے جس سے غفلت نہ کیجئے یہ بات تو طے ہی ہے کہ نیکو کاروں کو اپنے حسن عمل کی اچھی جزا یقیناً ملیگی لیکن اشارہ اس طرف بھی آیت کا ہے کہ اہل تقوی بھی معاصی سے خالی نہیں، رد ہے انکا جو اپنے مشائخ اور بزرگوں کو ہر قسم کے گناہوں سے منزہ سمجھنا ضروری سمجھتے ہیں اور تردید ہے ان نادان فرقوں کی بھی جو ذرا سی غلطی اور گناہ پر مسلمانوں کو دائرہ ایمان سے خارج کئے دیتے ہیں۔ عـہ یعنی تمہاری زندگی کی پوری مدت ایک ایک جزئی واقعہ کیساتھ لکھدی گئی نہ اب اس میں کچھ تغیر اور نہ امکان تبدیلی کا پھر تشویش کیسی؟ اور غم کیوں؟ عـہ یعنی سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے چوٹیاں ہاتھ میں ہونا ایک محاورہ ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے (نفع کے) لئے اُتاری جو حق کو لئے ہوئے ہے پس جو شخص راہ راست پر آ جائیگا تو اپنے نفع کے واسطے اور جو شخص بے

ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ⑩ اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ ع ۱

راہ رہیگا تو اُس کا بے راہ ہونا (یعنی اُسکا وبال) اُس پر پڑے گا اور آپ ان پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کئے گئے۔ اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہو (ان) جانوں کو

حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جنکی موت نہیں آئی انکے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے

وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں

يَتَفَكَّرُونَ ①

دلائل ہیں.

ایک کتاب جسکا مصنف خدا تعالیٰ ہے

اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما رہا ہے کہ ہم نے تجھ پر اس قرآن کو سچائی اور راستی کے ساتھ تمام جن و انس کی ہدایت کیلئے نازل فرمایا ہے. اس کے فرمان کو مان کر راہ راست حاصل کرنے والے اپنا ہی نفع کریں گے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی دوسری غلط راہوں پر چلنے والے اپنا ہی بگاڑیں گے. تو اس امر کا ذمے دار نہیں کہ خواہ مخواہ ہر شخص اسے مان ہی لے، تیرے ذمے فرض اس کا پہنچا دینا ہے حساب لینے والے ہم ہیں! ہم ہر موجود میں جو چاہیں تصرف کرتے رہتے ہیں، وفاتِ کبریٰ جس میں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے انسان کی روح قبض کر لیتے ہیں، اور وفاتِ صغریٰ جو نیند کے وقت ہوتی ہے ہمارے ہی قبضے میں ہے. جیسے اور آیت میں ہے هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ الخ یعنے وہ خدا جو تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے اور دن میں جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے پھر تمہیں دن میں اُٹھا بٹھاتا ہے تاکہ مقرر کیا ہوا وقت پورا کر دیا جائے پھر تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا وہی اپنے سب بندوں پر غالب ہے، وہی تم پر نگہبان فرشتے بھیجتا ہے، تا وقتیکہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ تقصیر اور کمی نہیں کرتے، پس ان دونوں آیتوں میں بھی یہی ذکر ہوا ہے، پہلے چھوٹی موت کو پھر بڑی موت کو بیان فرمایا. یہاں پہلے بڑی وفات کو پھر چھوٹی وفات کو ذکر کیا. اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملاء اعلیٰ میں یہ روحیں جمع ہوتی ہیں جیسے کہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے، فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر سونے کے خیال سے جائے تو اپنے تہبند کے اندرونی حصے سے اُسے جھاڑے اس لئے کہ نہ جانے اُس پر کیا کچھ ہو؟ پھر یہ دعا پڑھے:۔ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ

ع۵ نفس روح کے ہم معنے ایک چیز ہے جسکی دو قسمیں ہیں، ایک نفس حیاتی دوسرے نفس شعوری" جیسا کہ معالم التنزیل میں ہے کہ " لکل انسان نفسان احدهما نفس الحياة وهي التي تفارقه عند الموت تنزول بزوالها ا لنا النفس والاخرى نفس التمييز وهي التي تفارقه اذا نام وهو بعد النوم يتنفس، فرق بس اتنا ہے کہ سونے کے وقت روح کا سلب ناقص ہوتا ہے اور موت کے وقت یہ سلب کا عمل نہایت مکمل طور پر کیا جاتا ہے جسکے بعد زندگی ہی ختم ہو جاتی ہے

نفسی فان حبستھا وان ارسلتھا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین ۵ یعنے اے میرے پالنے والے رب تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں لیٹتا ہوں اور تیری ہی رحمت سے میں جاگوں گا، اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے بھیجدے تو اُس کی ایسی ہی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ مُردوں کی روحیں جب کہ وہ مریں اور زندوں کی روحیں جب کہ وہ سوئیں قبض کرلی جاتی ہیں اور ان میں آپس میں تعارف ہوتا ہے جب تک خدا چاہے پھر مُردوں کی روحیں تو روک لی جاتی ہیں اور دوسری روحیں مقرر وقت تک کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں عہ یعنے مرنے کے وقت تک، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مُردوں کی روحیں اللہ تعالےٰ روک لیتا ہے اور زندوں کی روحیں واپس بھیج دیتا ہے، اور اس میں کبھی غلطی نہیں ہوتی غور و فکر کے جو عادی ہیں وہ اسی ایک بات میں قدرتِ خداتعالےٰ کے بہت سے دلائل پا لیتے ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا

ہاں کیا ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو اُنکی سفارش کرینگے آپ کہدیجئے کہ اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور

يَعْقِلُوْنَ ② قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ

بھی علم نہ رکھتے ہوں۔ آپ کہدیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے پھر تم اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ③ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

لوٹ کر جاؤ گے اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں

بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ④

رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے تو اُسی وقت وہ لوگ خوش ہوجاتے ہیں۔

گڑھے ہوئے خدا

اللہ تعالےٰ مشرکوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ بتوں کو اور معبودانِ باطل کو اپنا سفارشی اور شفیع سمجھے بیٹھے ہیں، جس کی نہ کوئی دلیل ہے نہ حجت، اور دراصل انھیں نہ کچھ اختیار ہے نہ عقل و شعور ہے، نہ اُن کی آنکھیں ہیں نہ اُن کے کان، وہ تو پتھر اور جمادات ہیں جو حیوانوں سے بدرجہا بدتر ہیں، اس لئے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے کہدو کوئی نہیں جو خدا کے سامنے لب ہلا سکے آواز اٹھا سکے جب تک اُس کی مرضی نہ پائے اور اجازت حاصل نہ کرلے۔ ساری شفاعتوں کا مالک وہی ہے۔ زمین و آسمان کا بادشاہ تنہا وہی ہے، قیامت کے دن تم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اُس دن وہ عدل کے ساتھ تم سب میں سچے فیصلے کرے گا، اور ہر ایک کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ ان کافروں کی یہ حالت ہے کہ توحید کا کلمہ سُننا انھیں ناپسند ہے، اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا ذکر سُن کر اُن کے دل تنگ ہوجاتے ہیں، اُس کا سُننا بھی اُنھیں پسند نہیں، ان کا دل اُس میں نہیں لگتا کفر و تکبر انھیں روک دیتا ہے جیسے اور آیت میں ہے اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۵ یعنی جب ان کو

عہ مدارک نے حضرت علی کی ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اصل روح تو سونے کے وقت بھی انسان سے جدا ہوجاتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے (جیسا کہ آفتاب کا شعاعی تعلق زمین سے کروڑوں میل دور رہنے کے باوجود قائم رہتا ہے۔ اور اسی تعلق کی وجہ سے انسان خواب وغیرہ دیکھتا رہتا ہے اور جب جاگتا ہے تو یہ روح آناً فاناً اس کے جسم میں واپس آجاتی ہے۔ ابن عباس کا بھی ایک ایسا ہی قول مدارک میں موجود ہے۔

کہا جاتا تھا کہ خدا ایک کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے اور ماننے سے جی چراتے تھے، چونکہ ان کے دل حق کے منکر ہیں اس لئے باطل کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں، جہاں بتوں کا اور دیگر خداؤں کا ذکر آیا کہ ان کی باچھیں کھل گئیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

آپ کہیے کہ اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی (قیامت کے روز)

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑤ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ فرما دیں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے اور اگر ظلم (یعنی شرک و کفر) کرنیوالوں کے پاس

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ

دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کیلئے (بے تامل) انکو دینے لگیں، اور

بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ⑥ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ

خدا کی طرف سے انکو وہ معاملہ پیش آویگا جس کا اُن کو گمان بھی نہ تھا۔ اور (اس وقت) ان کو تمام اپنے بُرے اعمال ظاہر ہو جاویں گے اور جس

حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑦

(عذاب) کے ساتھ وہ استہزا کیا کرتے تھے۔ وہ اُن کو آ گھیریگا

خالق کائنات

مشرکین کو توحید سے جو نفرت ہے اور شرک سے جو محبت ہے اُسے بیان فرما کر اپنے نبی سے اللہ تعالٰے وحدہٗ لاشریک لہٗ فرماتا ہے کہ آپ تو صرف اللہ تعالٰے وحدہٗ احد کو ہی پکاریئے جو آسمان و زمین کا خالق ہے[ع]، اور اُس وقت اُس نے انھیں پیدا کیا ہے جبکہ یہ معدوم محض تھے اور ان کا کوئی نمونہ بھی نہ تھا، وہ ظاہر و باطن چھپے کھلے کا جاننے والا ہے، یہ لوگ جو جو اختلافات اپنے آپس میں کرتے تھے سب کا فیصلہ اُس دن ہوگا جبکہ یہ قبروں سے نکلیں اور میدان حشر میں آئیں گے، حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کو کس دعا سے شروع کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا اس دعا سے شروع فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے اے اللہ اے جبرئیلؑ میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے رب! اے آسمان و زمین کو بے نمونے کے پیدا کرنے والے اے حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے والا ہے جس جس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے تو مجھے اُن سب میں اپنے فضل و کرم سے حق راہ دکھا تو جسے چاہے سیدھی راہ کی رہنمائی کرتا ہے (مسلم) آنحضرت فرماتے ہیں کہ جو بندہ اس دعا کو پڑھے اللہ تعالٰے قیامت کے دن اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اس بندے نے مجھ سے عہد لیا ہے اُس عہد کو پورا کرو، چنانچہ اُسے

ع نہایت بلیغانہ انداز میں، ان تمام بنیادی حقیقتوں کو آیت میں سمیٹ لیا گیا جن کی بنا پر انسان کا معبود صرف خدا تعالٰے ہی کو ہونا چاہیے کائنات کی تخلیق کو صرف اپنے لئے مخصوص فرمایا اس حقیقت کیطرف اشارہ فاطر السموات والارض کیا، علم کامل اپنا مخصوص حصہ قرار دیا۔ اور اسی کی طرف اشارہ، عالم الغیب والشہادۃ، سے کیا گیا، اور حاکمیت روز ازل کی اپنے ہی لئے مخصوص فرمائی اس حقیقت کو ظاہر انت تحکم الخ سے فرمایا گیا بس معبود ہونے کیلئے یہ تین اہم حقائق مطلوب تھے جنکو کمال بلاغت سے مختصر اور اچھوتے انداز میں بیان کر دیا گیا۔

جنت میں پہنچا دیا جائے گا، وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَیْكَ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّیْنِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ یعنے اے اللہ! اے آسمان وزمین کو بے نمونے کے پیدا کرنے والے! اے غائب وحاضر کے جاننے والے! میں اس دنیا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میری گواہی ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میری یہ بھی شہادت ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں تو اگر مجھے میری ہی طرف سونپ دے گا تو میں برائی سے قریب اور بھلائی سے دور پڑجاؤں گا، خدایا مجھے صرف تیری رحمت ہی کا سہارا اور بھروسہ ہے پس تو بھی مجھ سے عہد کر جسے تو قیامت کے دن پورا کرے، یقیناً تو عہد شکن نہیں۔ اس حدیث کے راوی سُہیلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن عبدالرحمن سے جب کہا کہ عونؒ اس طرح یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ! ہماری تو پردہ نشین بچیوں کو بھی یہ حدیث یاد ہے۔ (مسند احمد) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے ایک کاغذ نکالا اور فرمایا کہ یہ دعا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلٰهُ كُلِّ شَیْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَشْهَدُوْنَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَشِرْكِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ اِثْمًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ ۝ یعنے اے اللہ! اے آسمان وزمین کو بے نمونے کے پیدا کرنے والے! چھپی کھلی کے جاننے والے تو ہر چیز کا رب ہے اور ہر چیز کا معبود ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسولؐ ہیں اور فرشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں، میں شیطان سے اور اُس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں اپنی جان پر کوئی گناہ کروں یا کسی اور مسلمان کی طرف کسی گناہ کو لے جاؤں حضرت ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو سکھلائی تھی وہ اسے سونے کے وقت پڑھا کرتے تھے (مسند امام احمد) اور ایک روایت میں ہے کہ ابو راشد حبرانیؒ نے کوئی حدیث سننے کی خواہش حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے کی تو حضرت عبداللہ نے ایک کتاب نکال کر اُن کے سامنے رکھدی اور فرمایا یہ دُعا یہ ہے جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائی ہے، میں نے دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں صبح وشام کیا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ پڑھو، اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْكِهٖ اَوْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ ۝ (ترمذی وغیرہ) مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس دعا کے پڑھنے کا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صبح وشام اور سوتے وقت حکم دیا ہے؛ دوسری آیت میں ظالموں سے مراد مشرکین ہیں، فرماتا ہے کہ اگر ان کے پاس روئے زمین کے خزانے اور اتنے ہی اور ہوں تو بھی یہ قیامت کے بدترین عذاب کے بدلے انھیں اپنے فدیے میں اور اپنی جان کے بدلے میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے لیکن اس دن کوئی فدیہ اور بدلہ قبول نہ کیا جائے گا گو زمین بھر کر سونا دیں جیسے کہ اور آیت میں بیان فرمادیا ہے، آج خدا کے وہ عذاب ان کے سامنے آئیں گے کہ کبھی انھیں ان کا خیال بھی نہ گزرا تھا، جو جو حرام کاریاں بدکاریاں گناہ اور برائیاں اُنھوں نے دنیا میں کی تھیں ان سب کی سزا اپنے آگے موجود پائیں گے، دنیا میں جس سزا کا ذکر سن کر وہ مذاق اڑایا کرتے تھے آج وہ سزا اُنھیں چاروں طرف سے گھیرے گی۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ

پھر جس وقت (اس مشرک) آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ کو

عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(میری) تدبیر سے ملی ہے بلکہ وہ ایک آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ یہ بات (بعض) اُن لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۹ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ

(جیسے قارون سمجھا تھا) سو اُن کی کارروائی اُنکے کچھ کام نہ آئی پھر انکی تمام بداعمالیاں ان پر آپڑیں (اور سزایاب ہوئے) اور اُن میں

ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۰ اَوَلَمْ

بھی جو ظالم ہیں ان پر بھی اُن کی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ (خدا تعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے کیا ان لوگوں کو (احوال) پر غور کرنے سے یہ معلوم

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

نہیں ہوا کہ اللہ ہی جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے۔ اور وہی (جسکے لئے چاہتا ہے) اُسکی تنگی بھی کر دیتا ہے اس (بسط و قدر) میں ایمان والو

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

کے واسطے نشانیاں ہیں۔

۵ ع ۱۱ ۱۲

فریبِ نفس و حقیقت فراموشی

اللہ تعالیٰ انسان کی حالت کو بیان فرماتا ہے کہ مشکل کے وقت تو وہ آہ و زاری شروع کر دیتا ہے، خدا کی طرف پوری طرح متوجہ اور راغب ہو جاتا ہے، لیکن جہاں مشکل کشائی ہوگئی اور جیسے راحت و نعمت حاصل ہوئی ویسے ہی یہ سرکش و متکبر بنا، اور اکڑتا ہوا کہنے لگا کہ یہ تو اللہ کے ذمے میرا حق تھا میں خدا کے نزدیک اس کا مستحق تھا ہی میری اپنی عقلمندی اور خوش تدبیری کی وجہ سے اس نعمت کو میں نے حاصل کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بات یوں نہیں بلکہ دراصل یہ ہماری آزمائش ہے گو ہمیں ازل سے علم حاصل ہے لیکن تاہم ہم اسے ظہور میں لانا چاہتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہے یا ناشکری؟ لیکن یہ لوگ بے علم ہیں، دعویٰ کرتے ہیں مُنہ سے بات نکال دیتے ہیں لیکن اصلیت سے بے خبر ہیں، یہی دعویٰ اور یہی قول ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی کیا اور کہا، لیکن اُن کا قول صحیح ثابت نہ ہوا اور اُن نعمتوں نے اور کسی چیز نے اور اُن کے اعمال نے اُنہیں کوئی نفع نہ دیا جس طرح اُن پر وبال ٹوٹ پڑا اسی طرح ان پر بھی ایک دن ان کی بداعمالیوں کا وبال آپڑیگا اور یہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے، نہ تھکا سکتے ہیں اور نہ ہرا سکتے ہیں قارون سے اُس کی قوم نے کہا تھا کہ اسقدر اکڑ نہیں، اللہ تعالیٰ خودپسندوں کو محبوب نہیں رکھتا، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو خرچ کر کے آخرت کی تیاری کر اور وہاں کا سامان مہیا کر اس دنیا میں بھی فائدہ اُٹھاتا رہ اور جیسے خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ سلوک کیا ہے، تو بھی لوگوں کے ساتھ احسان کرتا رہ، زمین میں فسادی مت بن اللہ تعالیٰ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا، اس پر قارون نے جواب دیا کہ ان تمام نعمتوں اور جاہ و دولت کو میں نے اپنی دانائی اور علم و ہنر سے حاصل کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُسے یہ معلوم نہیں کہ اُس سے پہلے اس سے زیادہ قوت اور اس سے زیادہ جمع جتھا والوں کو میں نے ہلاک و برباد کر دیا ہے، مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں پوچھے نہ جائیں گے۔ الغرض مال و اولاد پر پھول کر خدا کو بھول جانا یہ شیوۂ کفر ہے، کفار کا قول تھا کہ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں ہمیں عذاب ہوگا ہی نہیں، کیا انھیں اب تک یہ معلوم نہیں؟ کہ رزق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس کے لئے چاہے کشادگی کرے، اور جس پر چاہے تنگی کرے، عہ

(حاشیہ عہ صفحہ ۱۳ پر پڑھیے)

میں ایمان والوں کے لئے طرح طرح کی عبرتیں اور دلیلیں ہیں ؛

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

آپ کہدیجئے کہ اے میرے بندوں جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بالیقین

اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ① وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ

خدا تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرمادیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسلام

اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ② وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

قبول کرنے میں) اسکی فرمانبرداری کرو قبل اسکے کہ تم پر عذاب الٰہی) واقع ہونے لگو (اور پھر اسوقت کسی کی طرف سے) تمہاری کوئی مدد نہ کی جاوے اور تم (کو چاہیے کہ) اپنے رب کے پاس آئے ہوئے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ③

اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو (اس کا) خیال بھی نہ ہو

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ④

کبھی (کل قیامت کو) کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا ہی رہا

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ⑤ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى

یا کوئی یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کوئی عذاب کو دیکھکر یوں کہنے لگے

الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ⑥ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ

کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہو جاوے پھر میں نیک بندوں میں ہو جاؤں ۔ ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦

سو تو نے انکو جھٹلایا اور (جھٹلانا کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ) تو نے تکبر کیا اور کافروں میں (ہمیشہ) شامل رہا۔

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ خدا کی ذات غفور رحیم ہے وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے، ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے خواہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ کا ملاحظہ ہو) عہ رزق ہی کا معاملہ دراصل انسان کے لئے اہم بھی اور ساتھ ہی دھوکہ میں مبتلا ہونے کا ایک مہلک سامان بھی اگر رزق ملتا نہیں تو وہ کچھ کر گزرتا ہے جو ہرگز مناسب نہیں ہوتا حرام حلال کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور پیٹ کی جہنم کو بھرنے کے لئے ہر طرح کے ایندھن سے آدمی کام لینے لگتا ہے کاد الفقر ان یکون کفراً اور اگر ملتا ہے تو مغرور ہو کر ناشکری کا شکار اور نعمتوں پر اظہار شکر سے محروم رہ جاتا ہے۔ کبھی سوچتا ہے کہ یہ سب کچھ میری محنتوں کا ثمرہ ہے اور کبھی درمیانی واسطوں ہی کو اصل قرار دیتا ہے بہرحال رزق میں جو کچھ شیطان کے بہکانے کے لئے مواقع ہیں اسنے رزق کے معاملہ کو اہم کر دیا۔ مومن جسکو نور ایمان حاصل ہوتا ہے وہ معقول راہ اختیار کرتا ہے اور کسی بھی وقت اس سے ایمان کی راہ چھوٹتی نہیں لہ قدر و اہمیت اسلام کے (بقیہ صفحہ ۱۴ پر دیکھئے)۔

وہ کیسے ہی ہوں کتنے ہی ہوں کبھی کے ہوں، اس آیت کو بغیر توبہ کے گناہوں کی بخشش کے معنے میں لینا صحیح نہیں اس لئے کہ شرک بے توبہ بخشا نہیں جاتا، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بعض مشرکین سے جو قتل و زنا کے بھی مرتکب تھے حاضر خدمت نبویؐ ہو کر عرض کیا کہ آپؐ کی باتیں اور آپؐ کا دین ہر لحاظ سے ہمیں اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے سرزد ہو چکے ہیں ان کا کفارہ ہوگا؟ اس پر آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ الخ اور یہ آیت نازل ہوئی، مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے عــہ۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپؐ نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا خبردار ہو جس نے شرک بھی کیا ہو عــہ تین مرتبہ آپؐ نے یہی فرمایا۔ مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا شخص لکڑی کا سہارا لیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا کیا تو خدا کی توحید کی گواہی نہیں دیتا؟ اس نے کہا ہاں اور آپؐ کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں، آپؐ نے فرمایا تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں، ابوداؤد و ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ اس آیت کی تلاوت اسی طرح فرما رہے تھے اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ، اور اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَّ لَا یُبَالِیْ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

پس ان سب حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بندے کو رحمت رب سے مایوس نہ ہونا چاہئے، گو گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی کثرت سے ہوں، توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور وہ بہت ہی وسیع ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ کیا لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور فرمایا وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ الخ جو بُرا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ تعالےٰ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان کرنے والا پائے گا، منافقوں کی سزا جو جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوگی اُسے بیان فرما کر بھی فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا الخ یعنے اس سے وہ مستثنےٰ ہیں جو توبہ کریں اور اصلاح کر لیں، مشرکین نصاریٰ کے اس شرک کا کہ وہ خدا کو تین میں کا تیسرا مانتے ہیں ذکر کر کے ان کی سزاؤں کے بیان سے پہلے فرما دیا اِنْ لَّمْ یَنْتَھُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ ۝ کہ اگر یہ اپنے قول سے باز نہ آئے، تو پھر اللہ تعالےٰ عظمت کبریائی جلال و شان والے نے فرمایا یہ کیوں خدا سے توبہ نہیں کرتے اور کیوں اُس سے استغفار نہیں کرتے؟ وہ تو بڑا ہی غفور رحیم ہے، اُن لوگوں کا جنھوں نے خندقیں کھود کر مسلمانوں کو آگ میں ڈالا تھا ذکر کرتے ہوئے یہی فرمایا کہ جو مسلمان مردوں عورتوں کو تکلیف پہنچا کر پھر بھی توبہ نہ کریں تو اُن کے لئے عذاب جہنم اور عذاب نار ہے، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم وجود کو دیکھو کہ اپنے دوستوں کے قاتلوں کو بھی توبہ اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے، اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ صحیحین کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا تھا پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے بھی توبہ ہے؟ اُس نے انکار کیا اس نے اسے بھی قتل کر دیا، پھر ایک عالم سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں اور حکم دیا کہ موحدوں کی بستی میں چلا جائے چنانچہ.. اُس گاؤں کی طرف روانہ ہوا لیکن راستہ میں ہی موت آگئی رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) اس جانفزا پیغام کی اس وقت محسوس ہوگی جب عدم تشدد کے امام اور پیغمبر یعنی عیسائیت کے یہ جگر کو زخمی کرنے والے اور دل افگار جملے آپ سن لیں "متی ۱۲ - ۳۲ میں ہے کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ ہرگز معاف نہ کیا جائے گا اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کچھ کہے تو معاف لیکن روح القدس کے حق میں خلاف بولنے والے کا جرم ہرگز معاف نہیں نہ اس عالم میں نہ آنے والے عالم میں۔"

عــہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت سے کیوں خوشی نہ ہو جس میں عصیاں کوش، گناہگار و مجرم اور خطا کوش بندوں کو رحمت کی بشارت، مغفرت کی اطلاع عفو کا اعلان اور صلح کی خوشخبری ہے عــہ اور پھر خلوص قلب سے اسلام لے آیا ہو اور اسلام ہی پر اس کی موت ہوئی ہو۔

اختلاف ہوا، اللہ عزوجل نے زمین کے ناپنے کا حکم دیا تو ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی جس طرف وہ ہجرت کرکے جا رہا تھا قریب نکلی اور یہ انہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور رحمت کے فرشتے اس کی رُوح کو لے گئے، یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل اُس طرف گھسیٹتا ہوا چلا تھا، اور یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کو قریب ہوجانے کا اور بُرے لوگوں کی بستی کو دُور ہوجانے کا حکم دیا تھا، یہ ہے خلاصہ اس حدیث کا اور پوری حدیث اپنی جگہ بیان ہو چکی ہے حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اُنھیں بھی جو حضرت مسیحؑ کو خدا کہتے تھے اُنھیں بھی جو آپؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اُنھیں بھی جو حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بتلاتے تھے اور اُنھیں بھی جو خدا کو فقیر کہتے تھے، اُنھیں بھی جو خدا کے ہاتھوں کو بند بتلاتے تھے، اُنھیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ سب سے فرماتا ہے کہ یہ کیوں خدا کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اُس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے۔ پھر توبہ کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اُسے دی جس کا قول ان سب سے بڑھ چڑھ کر تھا جس نے دعوی کیا تھا کہ میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں، جو کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا کوئی معبود میرے سوا ہو، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے، وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے لیکن اسے سمجھ لو کہ جب تک اللہ تو کسی بندے پر اپنی مہربانی سے رجوع نہ فرمائے اُسے توبہ نصیب نہیں ہوتی ف طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ کتاب اللہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت آیت الکرسی ہے، اور خیر و شر کی سب سے زیادہ جامع آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ ہے اور سارے قرآن میں سب سے زیادہ خوشی کی آیت سورۂ غرف کی قُلْ یٰعِبَادِیَ الخ ہے، اور سب سے زیادہ ڈھارس دینے والی آیت مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّمِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ہے، یعنے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے والوں کی مخلصی خود خدا کر دیتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں کا اُسے خیال و گمان بھی نہ ہو حضرت مسروقؒ نے یہ سُن کر فرمایا کہ بیشک آپ سچے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے کہ آپ نے ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحتیں کر رہا تھا آپ نے فرمایا کیوں تو لوگوں کو مایوس کر رہا ہے؟ پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔ (ابن ابی حاتم) اُن حدیثوں کا بیان جن میں ناامیدی اور مایوسی کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان کو پُر کر دو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فنا کر کے اُن لوگوں کو لائے جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر خدا تعالیٰ اُنھیں بخشے۔ (مسند امام احمد) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا کہ ایک حدیث میں نے تم سے آج تک بیان نہیں کی تھی[عہ] اب بیان کر دیتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اگر تم گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر خدا تعالیٰ اُنھیں بخشتا۔ (صحیح مسلم وغیرہ) حضورؐ فرماتے ہیں کہ گناہ کا کفارہ ندامت اور شرمساری ہے، اور آپؐ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ اُنھیں بخشے (مسند احمد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو (مسند احمد) حضرت عبداللہ بن عُبید بن عُمیرؒ فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب تو نے مجھے آدمؑ کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے اور میں اُس پر بغیر اس کے کہ تو مجھے اُس پر غلبہ دے غالب نہیں آسکتا جناب باری تعالیٰ نے فرمایا جا تو ان پر مسلط ہے، اُس نے کہا خدایا کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا بنی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہوگی، اُس نے پھر التجا کی کہ باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما، پروردگار عالم نے فرمایا

[عہ] بیان اسلئے نہ کی تھی کہ کہیں اس پیغام رحمت کو سنکر گناہوں پر دلیر نہ ہوجائیں کہ چلو گناہ کئے چلے جاؤ، بعد میں توبہ کرلیں گے۔

بنی آدم کے سینے میں تیرے لئے مسکن بنا دوں گا، اور تم اُن کے جسم میں خون کی جگہ پھرو گے، اس نے پھر کہا کچھ اور بھی مجھے زیادتی عنایت فرما، اللہ تعالٰے نے فرمایا جا تو ان پر اپنے سوار اور پیادے دوڑا، اور ان کے مال و اولاد میں اپنا ساجھا[عہ] کر اور اُنھیں اُمنگیں دلا گو حقیقتاً تیرا اُمنگیں دلانا اور وعدے کرنا سراسر دھوکے کی ٹٹی ہیں، اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے اسے مجھ پر مُسلّط کر دیا اب میں اس سے تیری مدد کے بچ نہیں سکتا اللہ تعالٰے نے فرمایا سُنو تمہارے ہاں جو اولاد ہو گی اُس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کر دوں گا جو شیطان پنجے سے اُسے محفوظ رکھے گا، حضرت آدمؑ نے اور زیادتی طلب کی تو اللہ تعالٰے نے فرمایا ایک نیکی کو دس گنی کر کے دوں گا بلکہ دس سے بھی زیادہ، اور بُرائی اُسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا، آپؑ نے پھر بھی اپنی یہی دُعا جاری رکھی، ربّ العزّت نے فرمایا توبہ کا دروازہ تمہارے لئے اُس وقت تک کھلا رہے گا جب تک کہ رُوح جسم میں ہے، حضرت آدمؑ نے دُعا کی خدایا مجھے اور زیادتی بھی عطا فرما، اب اللہ تعالٰے نے یہی آیت پڑھ کر سُنائی کہ میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو کہ وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں[عہ] الخ (ابنِ ابی حاتم) حضرت عمر فاروقؓ کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ بوجہ اپنی کمزوری کے کفّار کی تکلیفیں برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنے دین میں فتنے میں پڑ گئے تھے ہم اُن کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالٰی ان کی کوئی نیکی اور توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ ان لوگوں نے خدا کو پہچان کر پھر کفر کو لے لیا اور کافروں کی سختی برداشت نہ کی، جب حضورؐ مدینے میں آ گئے تو اللہ تعالٰے نے اُن لوگوں کے بارے میں ہمارے اس قول کی تردید کر دی یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا سے لَا تَشْعُرُوْنَ تک کی آیتیں نازل ہوئیں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ان آیتوں کو لکھا اور ہشام بن عاص رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پاس بھیج دیں، حضرت ہشامؓ فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت ذی طوٰے میں تھا میں اُنھیں پڑھ رہا تھا، اور بار بار پڑھتا جاتا تھا اور خوب غور و خوض کر رہا تھا، لیکن اصلی مطلب تک ذہن رسائی نہیں کرتا تھا، آخر میں نے دُعا کی کہ پروردگار ان آیتوں کا صحیح مطلب اور ان کے میری طرف بھیجے جانے کا صحیح مقصد مجھ پر واضح کر دے، چنانچہ میرے دل میں خدا کی طرف سے ڈالا گیا کہ آیتوں سے مراد ہم ہی ہیں یہ ہمارے بارے میں اور ہمیں جو خیال تھا کہ اب ہماری توبہ قبول نہیں ہو سکتی اسی بارے میں نازل ہوئی ہیں، اُسی وقت میں واپس لوٹا اپنا اونٹ لیا اُس پر سوار ہو کر سیدھا مدینے میں آ کر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ (سیرۃ ابنِ اسحاق) بندوں کی مایوسی کو توڑ کر اُنھیں بخشش کی اُمید دلا کر پھر حکم دیا اور رغبت دلائی کہ وہ توبہ کی طرف اور نیک عمل کی طرف سبقت اور جلدی کریں ایسا نہ ہو کہ خدا تعالٰی کا عذاب آ نازل ہو جس وقت کہ کسی کی مدد کچھ کام نہیں آتی، اور اُنھیں چاہئے کہ عظمت والے قرآن کریم کی تابعداری اور ماتحتی میں مشغول ہو جائیں اس سے پہلے کہ اچانک عذاب آ جائیں اور یہ بے خبری میں ہی ہوں؛ اس وقت قیامت کے دن بے توبہ مرنے والے اور خدا کی عبادت میں کمی کرنے والے بڑی حسرت اور بہت افسوس کریں گے، اور آرزو کریں گے کہ کاشکے ہم خلوص کے ساتھ احکام خداوندی بجا لاتے، افسوس! کہ ہم تو بے یقین رہے، خدا کی باتوں کی تصدیق ہی نہ کی بلکہ ہنسی مذاق ہی سمجھتے رہے: اور کہیں گے کہ اگر ہم بھی ہدایت پالیتے تو یقیناً رب کی نافرمانیوں سے دنیا میں اور خدا کے عذاب سے آخرت میں بچ جاتے؛ اور عذاب کا معائنہ کر کے افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ اگر اب دوبارہ دنیا کی طرف جانا ہو جائے تو دل کھول کر نیکیاں کر لیں، حضرت ابن عباسؓ

عہ اولاد میں شرک یہی ہے کہ اولاد پیدا ہوتی ہے خدا تعالٰے کے حکم سے اور جاہل مسلمان سمجھتے ہیں اس کو پیروں اور اہل قبور کا تصرف والعیاذ باللہ۔ عہ اول تو یہ حدیث جس مجموعہ حدیث یعنی (ابن حاتم) سے نقل کی جا رہی ہے محدثین کے یہاں اس مجموعہ کی روایات کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ دوسرے اگر واقعہ ایسا ہی ہے یعنی خدا تعالٰے نے شیطان کو انسان پر مسلط کر دیا تو یہ ایک امر تکوینی ہے خدا تعالٰی کا جو مقصد انسان کی تخلیق سے ہے اس مقصد کی تکمیل ہوتی ہے اسطرح سے کہ انسان میں "ملکوتیت" اور "شیطنیت" کا مادہ ہو اور پھر انسان وساوس کو دبا کر ملکیت کو غالب کر دے۔

فرماتے ہیں کہ بندے کیا عمل کریں گے اور کیا کچھ وہ کہیں گے، ان کے عمل اور ان کے قول سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اُس کی خبر دیدی اور فی الواقع اُس سے زیادہ باخبر کون ہو سکتا ہے؟ نہ اُس سے زیادہ سچی خبر کوئی دے سکتا ہے، بدکاروں کے یہ تینوں قول بیان فرمائے اور دوسری جگہ یہ خبر دی کہ اگر یہ واپس دُنیا میں بھیجے جائیں تو بھی ہدایت کو اختیار نہ کریں گے، بلکہ جن کاموں سے روکے گئے ہیں اُنہی کو کرنے لگیں گے، اور یہاں جو کچھ کہتے ہیں وہ سب جھوٹ نکلے گا، مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ہر جہنمی کو اُس کی جنت کی جگہ دکھائی جاتی ہے اُس وقت وہ کہتا ہے کاش کہ خدا مجھے ہدایت دیتا، یہ اس لئے کہ اُسے حسرت و افسوس ہو، اور اسی طرح ہر جنتی کو اُس کی جہنم کی جگہ دکھائی جاتی ہے اُس وقت وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا تو میں جنت میں نہ آسکتا، یہ اس لئے کہ وہ شکر میں اور احسان کے ماننے میں اور بڑھ جائے، جب گنہگار لوگ دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے اور خدا کی آیتوں کی تصدیق نہ کرنے کی حسرت کریں گے، اور خدا کے رسولوں کی نہ ماننے پر کڑھنے لگیں گے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا کہ اب ندامت لاحاصل ہے پشیمانی بے سود ہے، دنیا میں ہی میں تو اپنی آیتیں اُتار چکا تھا، اپنی دلیلیں قائم کر چکا تھا، لیکن تو انھیں جھٹلاتا رہا، اور ان کی ماننے سے تکبر کرتا رہا، اور ان کا منکر رہا، کفر اختیار کیا، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

اور آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا کیا اُن متکبرین کا ٹھکانہ جہنم میں

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ (۸) وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ

نہیں ہے اور جو لوگ (شرک و کفر سے) بچتے تھے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۹)

انکو ذرا تکلیف نہ پہنچیگی اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

سیاہ روئی

قیامت کے دن دو طرح کے لوگ ہوں گے، کالے مُنہ والے اور نورانی چہرے والے، فرقت اور اختلاف والوں کے چہرے تو سیاہ پڑ جائیں گے، اور اہل سُنّت والجماعت کی خوبصورت شکلیں نورانی ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھیرانے والوں کو اُس کی اولاد مقرر کرنے والوں کو تو دیکھے گا کہ اُن کے جھوٹ اور بہتان کی وجہ سے اُن کے مُنہ کالے ہوں گے اور حق کو قبول نہ کرنے اور تکبر و خود نمائی کرنے کے وبال میں یہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، جہاں بڑی ذلت کے ساتھ سخت ترین اور بدترین سزائیں بھگتیں گے، ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ تکبر کرنے والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت [عہ] میں ہوگا ہر چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی انھیں روندتی جائیگی یہاں تک کہ جہنم کے جیل خانے میں بند کر دیئے جائیں گے جس کا نام بولس ہے جس کی آگ بہت تیز اور نہایت ہی مصیبت والی ہے، جہنمیوں کے لہو پیپ اور گندگی اُنھیں پلائی جائے گی، ہاں اللہ تعالےٰ کا ڈر رکھنے والے اپنی کامیابی اور سعادت مندی کی وجہ سے ان عذابوں سے اور اس ذلت اور مار پیٹ سے بالکل بچے ہوئے ہوں گے، کوئی بُرائی ان کے پاس بھی نہ پہنچے گی، گھبراہٹ اور غم جو قیامت کے دن عام ہوگا وہ ان سے بے فکر ہوں گے ہر غم سے بے غم اور ہر ڈر سے بے ڈر اور ہر سزا سے بے سزا اور ہر دُکھ سے بے دُکھ ہوں گے، کسی قسم کی ڈانٹ جھڑکی انھیں نہ دی جائے گی، امن وامان کیساتھ

عہ یہ چہرے کی سیاہی آگ میں جلنے کا اثر بھی ہو سکتی ہے، اور خوف و رسوائی کے نتیجہ میں بھی اور ہو سکتا ہے کہ قلب کی سیاہی کا عکس ہو جیسا کہ روح المعانی میں ہے کہ قیل ھو سواد قلوبھم ینعکس علی وجوھھم۔ عہ کیونکہ دنیا میں ان متکبرین نے اپنے علاوہ سب کو چیونٹی ہی کی طرح حقیر سمجھا تھا سزا اس عالم میں وہی دیگی جس میں اس دنیا میں یہ دوسروں کو مبتلا رکھتا تھا۔

راحت و چین کے ساتھ خدا کی تمام نعمتیں حاصل کئے ہوئے ہوں گے.

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(کیونکہ جنت میں غم نہیں) اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا، اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (اور) اُسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ

اور جو لوگ (اس پر بھی) اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے آپ (اُن کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجھ کو

اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۱﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ

غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں انکی طرف بھی یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی

اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ

ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کریگا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جائیگا تو خسارہ میں پڑیگا (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ) اللہ ہی کی عبادت

كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۳﴾

کرنا اور (اللہ کا) شکر گزار رہنا

ایک جاہلانہ مطالبہ

تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق مالک رب اور متصرف اللہ تعالٰے اکیلا ہی ہے، ہر چیز اُس کی ماتحتی میں اور اُس کے قبضے میں اور اُس کی تدبیر میں ہے، سب کا کارساز اور وکیل وہی ہے تمام کاموں کی باگ ڈور اُسی کے ہاتھ میں ہے زمین و آسمان کی کنجیوں اور ان کے خزانوں کا وہی تنہا مالک ہے، حمد و ستائش کے قابل اور ہر چیز پر قادر وہی ہے، کفر و انکار کرنے والے بڑے ہی گھاٹے اور نقصان میں ہیں، امام ابن ابی حاتم نے یہاں ایک حدیث ذکر کی ہے گو سند کے لحاظ سے وہ بہت ہی غریب ہے بلکہ اس کی صحت میں بھی کلام ہے، لیکن، تاہم اُسے یہاں ذکر کر دیتے ہیں، اُس میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا اے عثمانؓ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے اس آیت کا مطلب دریافت نہیں کیا، اس کی تفسیر یہ کلمات ہیں. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اے عثمانؓ جو شخص اسے صبح کو دس بار پڑھ لے تو اللہ تعالٰے اُسے چھ فضائل عطا فرماتا ہے، اوّل تو وہ شیطان اور اُس کے لشکر سے بچ جاتا ہے، دوسرے اُسے ایک قنطار اجر ملتا ہے، تیسرے اُس کا ایک درجہ جنت میں بلند ہوتا ہے، چوتھے اُسے حور عین سے نکاح کرا دیا جاتا ہے، پانچویں اُس کے پاس بارہ فرشتے آتے ہیں، چھٹے اُسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے جیسے کسی نے قرآن اور توراۃ اور انجیل اور زبور پڑھی، پھر ساتھ ہی اُسے ایک قبول شدہ حج اور ایک مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے، اور اگر اُسی دن اُس کا انتقال ہو جائے تو شہادت درجہ ملتا ہے، یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور اس میں بڑی نکارت ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے آپؐ سے کہا کہ آؤ تم ہمارے معبودوں کی پوجا کرو اور ہم تمہارے رب کی پرستش کریں گے، اس پر آیت قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ سے مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تک نازل ہوئی، یہی مضمون اس آیت میں بھی ہے وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے پھر فرمایا ہے کہ اگر بالفرض یہ انبیاءؑ بھی شرک کریں گے تو ان کے بھی تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جائیں گے، یہاں بھی فرمایا کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے تمام انبیاءؑ کی طرف ہم نے یہ وحی بھیجی ہے کہ جو بھی شرک کرے گا اُس کے عمل غارت، اور وہ نقصان یافتہ اور زیاں کاروں

میں ہوگا، پس تجھے چاہئے کہ تو خلوص کے ساتھ خدائے واحد ولاشریک کی عبادت میں لگا رہ، اور اُس کا شکر گزار رہ، تو بھی اور تیرے ماننے والے مسلمان بھی۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے خدا کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی حالانکہ (اسکی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۴)

عہ اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے اُن کے شرک سے۔

یہ وسیع کائنات

مشرکین نے دراصل اللہ تعالےٰ کی قدر وعظمت جانی ہی نہیں، اسی وجہ سے وہ اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگے، اُس سے بڑھ کر عزت والا، اُس سے زیادہ بادشاہت والا، اُس سے بڑھ کر غلبے اور قدرت والا کوئی نہیں، نہ کوئی اُس کا ہمسر اور برابری کرنے والا ہے، یہ آیت کفارِ قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھیں اگر قدر ہوتی تو اُس کی باتوں کو غلط نہ جانتے، جو شخص خدا کو ہر چیز پر قادر مانے وہ ہے جس نے خدا کی عظمت کی، اور جس کا عقیدہ یہ نہ ہو وہ خدا کی قدر کرنے والا نہیں اس آیت کے متعلق بہت سی حدیثیں آئی ہیں ف اس جیسی آیتوں کے بارے میں سلف صالحین کا مسلک یہی رہا ہے کہ جس طرح اور جن لفظوں میں یہ آئی ہیں اُسی طرح اُنہی لفظوں کے ساتھ انھیں مان لینا اور ان پر ایمان رکھنا چاہئے اور ان کی کیفیت ٹٹولنا ان میں تحریف وتبدیل کرنی ہرگز نہ ہو، صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور سب زمینوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، پھر فرمائے گا کہ میں ہی سب کا مالک اور سچا بادشاہ ہوں، حضور اس کی بات کی صداقت پر ہنس دیئے یہاں تک کہ آپؐ کے مسوڑے مبارک ظاہر ہوگئے، پھر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ مسند کی حدیث بھی قریب اسی کے ہے اُس میں ہے کہ آپؐ ہنسے اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنی انگلیوں پر بتاتا جاتا تھا پہلے اُس نے کلمے کی انگلی دکھائی تھی، اس روایت میں چار انگلیوں کا ذکر ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ زمین کو قبض کرے گا اور آسمان کو اپنی داہنی مٹھی میں لے لیگا، پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ مسلم شریف کی اس حدیث میں ہے کہ زمینیں اُس کی ایک انگلی پر ہوں گی، اور آسمان اُس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے، پھر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں، مسند احمد میں ہے کہ حضورؐ نے ایک دن ممبر پر اس آیت کی تلاوت کی اور آپؐ اپنا ہاتھ ہلاتے جاتے تھے آگے پیچھے لا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اللہ تعالےٰ اپنی بزرگی آپ بیان فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں متکبر ہوں، میں مالک ہوں، میں باعزت ہوں میں کریم ہوں، آپؐ اس کے بیان کے وقت اِستادہ رہے تھے کہ ہمیں ڈر لگنے لگا کہ کہیں ممبر آپؐ سمیت گر نہ پڑے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کی پوری کیفیت دکھا دی کہ کس طرح حضورؐ نے اسے حکایت کیا تھا؟ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے گا اور فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، اپنی انگلیوں کو کبھی کھولے گا کبھی بند کرے گا، اور آپؐ اُس وقت

عہ قبضے سے مراد قبضہ قدرت اور یمین سے دست قدرت مراد لیگئی ہے جیساکہ روح المعانی میں ہے کہ القبضة مجاز عن الملك والتصرف، واليمين مجاز عن القدرت التامة آیت سے مقصود صرف اپنی عظمت وجلال، بے پناہ قدرت اور لامحدود طاقت کا اظہار ہے بس اس حقیقت پر یقین رکھنا چاہئے اور زیادہ تجسس بیکار ہے، مدارک میں ہے کہ والمراد بهذا الكلام تصوير عظمته والتوقيف على كنه جلاله۔

ہل رہے تھے، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہلنے سے سارا ممبر ہلنے لگا اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں وہ حضورؐ کو گرا نہ دے، بزار کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ آیت پڑھی اور ممبر ہلنے لگا پس آپؐ تین مرتبہ آئے گئے، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ معجم کبیر طبرانی کی ایک غریب حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت سے فرمایا میں آج تمہیں سورۂ زمر کی آخری آیتیں سناؤں گا جسے اُن سے رونا آگیا وہ جنتی ہوگیا، پھر آپؐ نے اس آیت سے لے کر سورہ کے آخر تک کی آیتیں تلاوت فرمائیں بعض روئے اور بعض کو رونا نہ آیا، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم نے ہرچند رونا چاہا لیکن رونا نہ آیا، آپؐ نے فرمایا اچھا میں پھر پڑھوں گا جسے رونا نہ آئے وہ رونی شکل بنا کر بتکلف روئے، ایک اس سے بڑھ کر غریب حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے تین چیزیں اپنے بندوں سے چھپالی ہیں اگر وہ انھیں دیکھ لیتے تو کوئی شخص کبھی کوئی بدعملی نہ کرتا۔ اگر میں پردہ ہٹا دیتا اور وہ مجھے دیکھ کر خوب یقین کر لیتے اور معلوم کر لیتے کہ میں اپنی مخلوق سے کیا کچھ کرتا ہوں جب کہ اُن کے پاس آؤں اور آسمانوں کو اپنی مٹھی میں لے لوں پھر زمین کو اپنی مٹھی میں لے لوں پھر کہوں، میں بادشاہ ہوں میرے سوا ملک کا مالک کون ہے؟ پھر میں اُنھیں جنت دکھاؤں اور اُس میں جو بھلائیاں ہیں سب ان کے سامنے کردوں اور وہ یقین کے ساتھ خوب اچھی طرح دیکھ لیں، اور میں اُنھیں جہنم دکھادوں اور اُس کے عذابوں کا معائنہ کرادوں یہانتک کہ انھیں یقین آجائے، لیکن میں نے یہ چیزیں قصداً ان سے پوشیدہ کر رکھی ہیں، تاکہ میں جان لوں کہ وہ مجھے کس طرح جانتے ہیں کیونکہ میں نے یہ سب باتیں بیان کردی ہیں، اس کی سند متقارب ہے اور اس نسخے سے بہت سی حدیثیں روایت کی جاتی ہیں واللہ اعلم ؎

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ

اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ⑤ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی تو دفعۃً سب کے سب کھڑے ہو جاویں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاوے گی

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

اور (سب کا) نامۂ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائیگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاوینگے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاویگا اور ان پر ذرا

يُظْلَمُوْنَ ⑥ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ⑦ ع

ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے

صور اسرافیل

قیامت کی ہولناکی اور دہشت و وحشت کا ذکر ہو رہا ہے کہ صور پھونکا جائے گا، یہ دوسرا صور ہوگا جس سے ہر زندہ مرجائے گا، خواہ آسمان میں ہو خواہ زمین میں، مگر جسے خدا چاہے ع، صور کی مشہور حدیث میں ہے کہ پھر باقی والوں کی روحیں قبض کی جائیں گی یہاں تک کہ سب سے آخر خود حضرت ملک الموت کی روح بھی قبض کی جائے گی اور صرف اللہ تعالےٰ ہی باقی رہ جائے گا جو حیّ و قیّوم ہے جو اوّل سے تھا اور آخر میں رہ جائے گا پھر فرمائے گا کہ آج کس کی حکومت ہے؟ تین مرتبہ یہی فرمائے گا۔ پھر خود ہی اپنے آپ کو جواب دے گا کہ اللہ واحد و قہار کی میں ہی اکیلا ہوں جس نے ہر چیز کو اپنی ماتحتی میں کر رکھا ہے آج میں نے سبکو فنا کا حکم دے دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے گا، سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور

ع کما لھم نہیں یہ کون لوگ ہوں گے تفسیر کبیر میں رازی نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے۔ " اللہ اعلم بالھم من ھم ولیس فی القرآن والاخبار ما یدل علی انھم من ھم۔

اُنھیں حکم دے گا کہ دوبارہ نفخہ پھونکیں یہ تیسرا صور ہوگا جس سے ساری مخلوق جو مردہ تھی زندہ ہو جائے گی، جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اور نفخہ پھونکا جائیگا۔ اور سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور نظریں دوڑانے لگیں گے یعنے قیامت کی دل دوز حالت دیکھنے لگیں گے جیسے فرمان ہے:۔ اِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ ٥ یعنے وہ تو صرف ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے لوگ فوراً ہی ایک میدان میں آکر جمع ہو جائیں گے، ایک اور آیت میں ہے يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ الخ یعنے جس دن اللہ تعالےٰ انھیں بُلائے گا تو تم سب اُس کی حمد کرتے ہوئے اُس کی پکار کو مان لوگے اور دنیا کی زندگی کو کم سمجھنے لگوگے۔ اللہ جلّ وعلا کا اور جگہ ارشاد ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ الخ اُس کی نشانیوں میں سے زمین و آسمان کا اُس کے حکم سے قائم رہنا ہے پھر جب وہ تمہیں زمین میں سے پکار کر بلائے گا تو تم سب ایک ہی بار نکل پڑو گے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی سے کہا کہ آپ فرماتے ہیں اتنے اتنے وقت تک قیامت آجائے گی، آپ نے ناراض ہو کر فرمایا جی تو چاہتا ہے کہ تم سے کوئی بات بیان ہی نہ کروں، میں نے تو کہا تھا کہ بہت تھوڑی مدت میں تم اہم امر دیکھو گے، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت میں دجال آئے گا اور وہ چالیس تک رہے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس دن، یا چالیس مہینے، یا چالیس سال یا چالیس راتیں پھر اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السّلام کو بھیجے گا، وہ بالکل صورت و شکل میں حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی رضی جیسے ہوں گے اللہ تعالےٰ آپکو غالب کرے گا اور دجال آپ کے ہاتھوں ہلاک ہوگا، پھر سات سال تک لوگ اس طرح ملے جُلے رہیں گے کہ ساری دنیا میں دو شخصوں کے درمیان بھی آپس میں رنجش و عداوت نہ ہوگی، پھر پروردگار عالم شام کی طرف سے ایک ہلکی ٹھنڈی ہوا چلائے گا جس سے تمام ایمان والوں کی رُوح قبض کر لی جائے گی یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ بھی فوت ہو جائے گا۔ یہ خواہ کہیں بھی ہوں یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑ کی کھوہ میں بھی کوئی مسلمان ہوگا تو یہ ہوا وہاں بھی پہنچے گی، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، پھر تو بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اپنی کمینہ پن میں مثل پرندوں کے ہلکے اور اپنی بے وقوفی میں مثل درندوں کے بیوقوف ہوں گے نہ اچھائی کو اچھائی سمجھیں گے نہ بُرائی کو بُرائی جانیں گے، ان پر شیطان ظاہر ہوگا اور کہے گا شرماتے نہیں کہ تم نے بُت پرستی چھوڑ رکھی ہے، چنانچہ وہ اس کے بہکانے میں آکر بُت پرستی شروع کر دیں گے اس حالت میں بھی اللہ تعالےٰ ان کی روزی میں اور اُن کی معاش میں کشادگی عطا فرمائے ہوئے ہوگا، پھر صُور پھونک دیا جائے گا جس کے کان میں اس کی آواز جائے گی وہ اِدھر گرے گا اُدھر کھڑا ہوگا پھر گرے گا، سب سے پہلے اس کی آواز جس کے کان میں پڑے گی یہ وہ شخص ہوگا جو اپنا حوض ٹھیک کر رہا ہوگا فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے گا، پھر تو ہر شخص بے ہوش اور خود فراموش ہو جائے گا، پھر اللہ تعالےٰ بارش نازل فرمائے گا جو شبنم کی طرح ہوگی اس سے لوگوں کے جسم اُگ نکلیں گے، پھر دوسرا صُور پھونکا جائیگا تو سب زندہ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھنے لگیں گے، پھر کہا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو، انھیں ٹھیرالو ان سے سوالات کئے جائیں گے، پھر فرمایا جائے گا کہ جہنم کا حصّہ نکال لو، پوچھا جائے گا کس قدر، جواب ملے گا ہر ہزار سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ دن ہوگا کہ جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جسمیں پنڈلی کھولی جائے گی (صحیح مسلم) صحیح بخاری میں ہے کہ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس ہوں گے، راوی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا چالیس دن؟ فرمایا میں جواب دینے سے عاجز ہوں، پوچھا گیا کیا چالیس سال؟ فرمایا نہیں اس کا جواب دوں گا، کہا گیا چالیس ماہ؟ فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں، انسان کی سب چیز سڑ گل جائے گی مگر ریڑھ کی ہڈی، اسی سے مخلوق کی ترتیب دی جائے گی، ابو یعلےٰ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ اس آیت میں جو استثنا ہے یعنے جسے خدا چاہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا شہدا، یہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے خدا کے عرش کے اِرد گرد ہوں گے فرشتے اپنے جُھرمٹ میں انھیں محشر کی طرف لیجائیں گے، یاقوت کی اونٹنیوں پر وہ سوار ہونگے جن کی گدیاں ریشم سے بھی نرم ہوں گی، انسان کی نگاہ جہاں تک کام کرتی ہے اُس کا ایک قدم ہوگا یہ جنت میں خوش وقت ہوں گے

وہاں عیش و عشرت میں ہوں گے پھر ان کے دل میں خیال آئے گا کہ چلو دیکھیں اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کے فیصلے کر رہا ہوگا چنانچہ ان کی طرف دیکھ کر اللہ العالمین ہنس دے گا، اور اس جگہ جسے دیکھ کر رب ہنس دے اُس پر حساب کتاب نہیں ہے، اس کے کل راوی ثقہ ہیں مگر اسماعیل بن عیاش کے اُستاد غیر معروف ہیں، واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم قیامت کے دن جب اللہ تبارک وتعالےٰ اپنی مخلوق کے فیصلے کے لئے تشریف لائے گا اُس وقت اُس نور سے ساری زمین جگمگا اُٹھے گی[ع]، نامۂ اعمال لائے جائیں گے، نبیوں کو پیش کیا جائے گا جو گواہی دیں گے کہ انھوں نے اپنی اُمتوں کو تبلیغ کر دی تھی، اور بندوں کے نیک و بد اعمال محافظ فرشتے لائے جائیں گے، اور عدل و انصاف کے ساتھ مخلوق کے فیصلے کئے جائیں گے، اور کسی قسم کا ظلم و ستم نہ کیا جائے گا جیسے فرمایا وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الخ یعنے قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے اور کسی پر بالکل ظلم نہ ہوگا، اگرچہ رائی کے دانہ کے برابر عمل ہو ہم اُسے بھی موجود کر دیں گے، اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں، اور ایک آیت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ بقدر ذرے کے بھی ظلم نہیں کرتا وہ نیکوں کو بڑھاتا ہے اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عنایت فرماتا ہے، اسی لئے یہاں بھی ارشاد ہو رہا ہے کہ ہر شخص کو اُس کے بھلے بُرے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، وہ ہر شخص کے اعمال سے باخبر رہے ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاوینگے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچینگے تو (اس وقت) اسکے دروازے کھول دیے جاوینگے اُن سے دوزخ

لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

کے محافظ (فرشتے بطور ملامت کے) کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ①

سے ڈرایا کرتے تھے کافر کہینگے کہ ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا۔ (پھر اُن

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ②

سے) کہا جاویگا (یعنی وہ فرشتے کہینگے) کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور) ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنیوالوں کا بُرا ٹھکانہ ہے

متکبرین کا بُرا ٹھکانہ

بدنصیب منکرین حق کفار کا انجام بیان ہو رہا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح رُسوائی اور ذلت سے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکی سے جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جیسے اور آیت میں يُدَعُّوْنَ کا لفظ ہے یعنے دھکے دئے جائیں گے، اور سخت پیاسے ہوں گے، جیسے اللہ جل وعلا نے فرمایا يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ الخ یعنے جس روز ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کے مہمان بنا کر جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے، اس کے علاوہ وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہوں گے، اور منہ کے بل گھسیٹے جا رہے ہوں گے، جیسے اور جگہ فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ الخ قیامت کے دن انھیں ہم ان کے منہ کے بل گھسیٹ کر لائیں گے، یہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا، جب اُس کی آتش دھیمی ہونے لگے گی ہم اُسے اور تیز کر دیں گے، یہ قریب پہنچیں گے کہ دوزخ کے دروازے کھل پڑیں گے تاکہ فوراً ہی عذاب

[ع] امام منصور ماتریدی نے کہا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ اسوقت کوئی خاص نور پیدا کر دے جس سے تمام موقف منور اور روشن ہو جائے۔ مدارک میں ہے قال امام ابو منصور یجوز ان یخلق اللہ نوراً فینور بہ ارض الموقف،

شروع ہو جائے، پھر انھیں وہاں کے محافظ فرشتے شرمندہ کرنے کے لئے اور ندامت بڑھانے کے لئے ڈانٹ کر کہینگے کیونکہ اُن میں رحم کا تو مادہ ہی نہیں، سراسر سختی کرنے والے سخت غصیل اور بڑی بے طرح مارنے والے ہیں، کہ کیا تمہارے پاس تمہاری ہی جنس کے خدا تعالیٰ کے رسول نہیں آئے تھے؟ جن سے تم سوال جواب کر سکتے تھے اپنا اطمینان اور تسلی کر سکتے تھے اُن کی باتوں کو سمجھ سکتے تھے اُنکی صحبت میں بیٹھ سکتے تھے، اُنھوں نے خدا تعالیٰ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر سُنائیں اپنے لائے ہوئے سچے دین پر دلیلیں قائم کر دیں، تمہیں اس دن کی بُرائیوں سے آگاہ کر دیا، آج کے عذابوں سے ڈرا دیا، کافر اقرار کریں گے کہ ہاں یہ سچ ہے بیشک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہم میں آئے اُنھوں نے دلیلیں بھی قائم کیں ہمیں بہت کچھ کہا سُنا بھی، ڈرایا دھمکایا بھی، لیکن ہم نے اُن کی ایک بھی نہ مانی بلکہ اُن کا خلاف کیا مقابلہ کیا کیونکہ ہماری قسمت میں ہی شقاوت تھی، ازل بد نصیب ہم تھے، حق سے ہٹ گئے اور باطل کے طرفدار بن گئے، جیسے سورۂ ملک کی آیت میں ہے جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا، اُس سے وہاں کے محافظ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ آیا تو تھا لیکن ہم نے اُس کی تکذیب کی اور کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا تم بڑی بھاری غلطی میں ہو، اگر ہم سُنتے یا سمجھتے تو آج جہنمیوں میں نہ ہوتے یعنے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگیں گے اپنے گناہ کا خود اقرار کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا دوری اور خسارہ ہو، لعنت و پھٹکار رہو اہل دوزخ پر، کہا جائے گا یعنے ہر وہ شخص جو انھیں دیکھے گا اور ان کی حالت کو معلوم کرے گا وہ صاف کہہ اُٹھے گا کہ بے شک یہ اسی لائق ہیں، اسی لئے کہنے والے کا نام نہیں لیا گیا بلکہ اُسے مطلق چھوڑا گیا تاکہ اس کا عموم باقی رہے، اور خداوند تبارک و تعالیٰ کے عدل کی گواہی کامل ہو جائے۔ ان سے کہدیا جائے گا کہ اب جاؤ جہنم میں یہیں ہمیشہ جلتے بھلستے رہنا نہ یہاں سے کسی طرح کسی وقت چھٹکارا ملے گا نہ تمہیں موت آئے گی، آہ! یہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے جس میں دن رات جلنا ہے، یہ ہے تمہارے تکبر کا اور حق کو نہ ماننے کا بدلہ جس نے تمہیں ایسی بُری جگہ پہنچایا، اور یہیں کا کر دیا، کیا ہی بُرا حال ہے؟ اور کیا ہی عبرتناک مآل ہے؟ اللہ ہمیں محفوظ رکھے آمین ۞

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے جاوینگے یہاں تک کہ جب اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے اور اس کے درو

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝٧٣ وَ

پہلے ہی کھلے ہوئے ہونگے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے) اور وہاں کے محافظ (فرشتے) ان سے کہیں گے السلام علیکم تم مزہ میں رہے سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ اور

قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ

(داخل ہو کر) کہینگے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں

حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝٧٤

چاہیں مقام کریں۔ غرض نیک عمل کرنیوالوں کا اچھا بدلہ ہے۔

فردوس نشین

اُوپر بدبختوں کا انجام اور اُن کا حال بیان ہوا، یہاں سعادت مندوں کا نتیجہ بیان ہو رہا ہے کہ یہ بہترین خوبصورت اونٹنیوں پر سوار ہو کر جنت کی طرف پہنچائے جائیں گے، ان کی بھی جماعتیں ہونگی

عہ جیسا کہ پولیس دنیا کی، مجرمین کے حق میں نرمی سے کام لے تو جرم کا انکشاف بھی مشکل اور مجرم کو قرار واقعی سزا بھی نہ ہو سکے۔

مقربینِ خاص کی جماعت، پھر ابرار کی جماعت، پھر اُن سے کم درجہ والوں کی جماعت، پھر اُن سے کم درجے والوں کی ہر جماعت اپنے مناسب لوگوں کے ساتھ ہوگی، انبیاءؑ انبیاءؑ کے ہمراہ، صدیق اپنے جیسوں کے ساتھ، شہید لوگ شہداء کے ہمراہ، علماء عالموں کے ساتھ، غرض ہر ہمجنس اپنے میل کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جب یہ جنت کے پاس پہنچیں گے پل صراط سے پار ہو چکے ہوں گے، وہاں ایک پل پر ٹھہرائے جائیں گے اور ان میں آپس میں جو مظالم ہوں گے اُن کا قصاص اور بدلہ ہو جائے گا۔ جب پاک صاف ہو جائیں گے تب جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے، صور سے متعلق ایک طویل حدیث میں ہے کہ جنت کے دروازوں پر پہنچ کر یہ آپس میں مشورہ کریں گے کہ دیکھو سب سے پہلے کسے اجازت دی جاتی ہے، پھر وہ حضرت آدمؑ کا قصد کریں گے، پھر حضرت نوحؑ کا پھر حضرت ابراہیمؑ کا پھر حضرت موسیٰؑ کا پھر حضرت عیسیٰؑ کا پھر حضرت **محمد** کا (صلی اللہ علیہ وسلم) وعلیہم اجمعین، جیسے میدانِ محشر میں شفاعت کے موقعہ پر بھی کیا تھا، اس سے بڑا مقصد جناب احمد **مجتبیٰ حضرت** محمد **مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا موقعہ بموقعہ اظہار کرنا ہے، صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ میں پہلا سفارشی ہوں جنت میں اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، مسند احمد میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھلوانا چاہوں گا تو وہاں کا داروغہ مجھ سے پوچھے گا کہ آپؐ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے یہی حکم تھا کہ آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے نہ کھولوں، مسند احمد میں ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے، تھوک رینٹ پیشاب پاخانہ وہاں کچھ نہ ہوگا اُن کے برتن اور سامانِ آسائش سونے چاندی کا ہوگا، اُن کی انگیٹھیوں میں بہترین اگر خوشبو دے رہا ہوگا، اُن کا پسینہ مشک ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا بوجہ حسن و نزاکت صفائی اور نفاست کے گوشت کے پیچھے سے نظر آ رہا ہوگا کسی دو میں کوئی اختلاف اور حسد و بغض نہ ہوگا، سب کے دل مل کر ایسے ہوں گے جیسے ایک شخص کا دل صبح شام اللہ کی تسبیح میں گزرے گی، ابو یعلیٰ میں ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، ان کے بعد والی جماعت کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے بہترین چمکتا ہوا ستارا پھر قریب قریب اُوپر والی حدیث کے بیان کے مطابق ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کے قد ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے جتنا حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا، اور ایک حدیث میں ہے کہ میری اُمت کی ایک جماعت جو ستر ہزار کی تعداد میں ہوگی پہلے پہل جنت میں داخل ہوگی اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے یہ سنکر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے خدا مجھے بھی اُنھی میں سے کردے آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ اُنھیں بھی اُنہی میں سے کردے پھر ایک انصاری نے بھی یہی عرض کی آپؐ نے فرمایا عکاشہؓ تجھ پر سبقت لے گئے اُن ستر ہزار کا بے حساب جنت میں داخل ہونا بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے بہت سے صحابہؓ سے مروی بخاری مسلم ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار یا سات سو جنت میں ایک ساتھ جائیں گے ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ہوئے ہوں گے سب ایک ساتھ ہی جنت میں قدم رکھیں گے اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے ابن ابی شیبہ میں ہے کہ مجھ سے میرے رب کا وعدہ ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار شخص جنت میں جائیں گے ہر ہزار کے ستر ہزار اور ہوں گے اُن سے نہ حساب ہوگا نہ اُنھیں عذاب ہوگا ان کے علاوہ اور تین لپیں بھر کر، جو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے لپ بھر کر جنت میں پہنچائے گا (طبرانی) اس روایت میں ہے کہ پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جب یہ سعید بخت بزرگ جنت کے پاس پہنچ جائیں گے اُن کے لئے دروازے کھل جائیں گے اُن کی وہاں عزت و تعظیم ہوگی وہاں کے محافظ فرشتے انھیں بشارت سنائیں گے اُن کی تعریفیں کریں گے انھیں سلام کریں گے اس کے بعد کا جواب قرآن میں محذوف رکھا گیا ہے تاکہ عمومیت باقی رہے مطلب یہ ہے کہ اُس وقت یہ پورے خوش وقت ہو جائیں گے، بے انداز سرور و راحت آرام و چین اُنھیں ملے گا ہر طرح کی توقع اور ہر بھلائی کی امید بندھ جائے گی ہاں یہاں یہ بیان کر دینا

بھی مزوری ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہا ہے کہ وَفُتِحَتْ میں واؤ آٹھویں ہے اور اس سے استدلال کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اُنھوں نے بڑا تکلف کیا ہے، جنت کے آٹھ دروازوں کا ثبوت تو صحیح حدیثوں میں صاف موجود ہے، مسند احمد میں ہے جو شخص اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں جوڑ خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بُلایا جائے گا، جنت کے کئی ایک دروازے ہیں، نمازی باب الصلوٰۃ سے، سخی باب الصدقہ سے، مجاہد باب جہاد سے روزے دار باب الریّان سے بُلائے جائیں گے، یہ سُنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ! گو اس کی ضرورت تو نہیں کہ ہر دروازے سے پکارا جائے جس سے بھی پکارا جائے مقصد تو جنت میں جانے سے ہے. لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہے جو جنت کے سب دروازوں سے بُلایا جائے ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے اُمید ہے کہ تم اُنہی میں سے ہوگے عہ، یہ حدیث بخاری مسلم وغیرہ میں بھی ہے، بخاری مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام بابُ الریّان ہے، اس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے، صحیح مسلم میں ہے کہ تم میں سے جو شخص کامل مکمل بہت اچھی وضو کرے پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھے اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کُھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے چلا جائے، اور ایک حدیث میں ہے کہ جنت کی کنجی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے "جنت کے دروازوں کی کشادگی کا بیان" اللہ تعالےٰ ہمیں بھی جنت نصیب کرے آمین ، شفاعت کی مطوّل حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا. اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت میں سے جن پر حساب نہیں اُنھیں داہنی طرف کے دروازے سے جنت میں لے جائیے لیکن اور دروازوں میں بھی یہ دوسروں کے ساتھ شریک ہیں، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ جنت کی چوکھٹ اتنی بڑی وسعت والی ہے جتنا فاصلہ مکہ اور ہجر عہ میں ہے، یا فرمایا جتنا فاصلہ ہجر اور مکہ میں ہے، ایک روایت میں ہے جتنا فاصلہ مکہ اور بصریٰ میں ہے. (صحیحین) حضرت عتبہ بن عزوان ؓ نے اپنے خطبے میں بیان فرمایا کہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کی وسعت چالیس ۴۰ سال کی مسافت ہے، ایک ایسا دن بھی آنیوالا ہے جبکہ جنت میں جانیوالوں کی بھیڑ بھاڑ سے یہ دروازے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہوں گے (مسلم) مسند میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی چوکھٹ چالیس ۴۰ سال کی مسافت ہے، یہ جب جنت کے پاس پہنچیں گے اُنھیں فرشتے سلام کریں گے اور مبارکباد دیں گے کہ تمہاری اعمال تمہارے اقوال تمہاری کوشش اور تمہارا بدلہ ہر چیز خوش کن اور بہترین ہے، جیسے کہ حضور علیہ السلام نے غزوے کے موقعہ پر اپنے منادی سے فرمایا تھا کہ جاؤ ندا کردو کہ جنت میں صرف مسلمان لوگ ہی جائیں گے یا فرمایا تھا صرف مؤمن ہی جنت میں جائیں گے، فرشتے ان سے کہیں گے کہ تم اب یہاں سے نکالے نہ جاؤ گے بلکہ یہاں تمہارے لئے ہمیشگی ہے، اپنا یہ حال دیکھ کر خوش ہو کر جنتی خدا کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے کہ الحمد للہ جو وعدہ ہم سے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں کی زبانی کیا تھا اُسے پورا کیا، یہی دعا ان کی دنیا میں تھی رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ یعنے اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کر یقیناً تیری ذات وعدہ خلافی سے پاک ہے، اور ایک آیت میں ہے کہ اس موقعہ پر اہل جنت یہ بھی کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، یقیناً اللہ کے رسول ہمارے پاس حق لائے تھے، وہ یہ بھی کہیں گے کہ اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب بخشنے والا اور قدر کرنے والا ہے، جس نے اپنے فضل و کرم سے یہ پاک جگہ ہمیں نصیب فرمائی جہاں نہ کوئی دُکھ درد ہے نہ رنج و تکلیف، یہاں ہے کہ کہینگے آگے

عہ بات بالکل صاف ہے نیکی اور خیر کا کونسا ایسا شعبہ ہے جسمیں سیدنا و سید الامۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و رضی من خلیلہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہ کچھ حصہ نہو ابتداے اسلام ہیں، جسطرح انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ہر طرح خدمت کی اس کے بعد یہ معاملہ یعنی جنت کے سب ہی دروازے انکو بلالیں کچھ بعید نہیں بلکہ عین ممکن ہے، عہ ایک جگہ کا نام ہے،

ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنایا، جیسے فرمان ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ الخ یعنے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے، اسی طرح آج جنتی کہیں گے کہ اس جنت میں ہم جہاں جگہ بنالیں کوئی روک ٹوک نہیں، یہ ہے بہترین بدلہ ہمارے اعمال کا، معراج والے واقعہ میں صحیحین میں ہے کہ جنت کے ڈیرے جیسے لؤلؤ کے ہیں اور اس کی مٹی مشک خالص ہے، ابن صائد سے جب حضورؐ نے جنت کی مٹی کا سوال کیا تو اس نے کہا سفید میدے جیسی مشک خالص، حضورؐ نے فرمایا یہ سچا ہے (مسلم) مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابن صائد نے حضورؐ سے پوچھا تھا، ابن ابی حاتم میں حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کا قول ہے کہ جنت کے دروازے پہنچ کر یہ ایک درخت کو دیکھیں گے جس کی جڑ میں سے دو نہریں نکلتی ہوں گی ایک میں وہ غسل کریں گے جس سے اس قدر پاک صاف ہوجائیں گے کہ ان کے جسم اور چہرے چمکنے لگیں گے، ان کے بال کنگھی کئے ہوئے تیل والے ہوجائیں گے کہ پھر کبھی سلجھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی نہ چہرے اور جسم کا رنگ روپ ہلکا پڑے گا، پھر یہ دوسری نہر پر جائیں گے گویا کہ ان سے کہدیا گیا ہو اس میں سے پانی پئیں گے جن سے تمام گھن کی چیزوں سے پاک صاف ہوجائیں گے، جنت کے فرشتے انھیں سلام کریں گے مبارک باد پیش کریں گے اور انھیں جنت میں جانے کے لئے کہیں گے، ہر ایک کے پاس اس کے غلمان آئیں گے اور خوشی خوشی اُن پر قربان ہوں گے اور کہیں گے آپ خوش ہوجائیے اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے طرح طرح کی نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں ان میں سے یہ بھاگے دوڑے جائیں گے اور جو حوریں اس جنتی کے لئے مخصوص ہیں ان سے کہیں گے لو مبارک ہو فلاں صاحب آگئے، نام سنتے ہی خوش ہو کر وہ پوچھیں گی کہ کیا تم نے خود انھیں دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہے ہیں، یہ مارے خوشی کے دروازے پر آکھڑی ہوں گی، جنتی جب اپنے محل میں آئے گا تو دیکھے گا کہ گدے برابر برابر لگے ہوئے ہیں، اور آبخورے رکھے ہوئے ہیں اور قالین بچھے ہوئے ہیں، اس فرش کو ملاحظہ فرما کر اب جو دیواروں کی طرف نظر کرے گا تو وہ سرخ و سبز اور زرد و سفید اور قسم قسم کے موتیوں کی بنی ہوئی ہوں گی، پھر چھت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا تو وہ اس قدر شفاف اور مصفا ہوگی کہ نور کی طرح چمک دمک رہی ہوگی، جس کی روشنی آنکھوں کی روشنی کو بجھا دے گی اگر خدا اسے برقرار رکھے تو پھر اپنی بیویوں پر یعنے جنتی حوروں پر محبت بھری نگاہ ڈالے گا، پھر اپنے تختوں میں سے جس پر اس کا جی چاہے بیٹھے گا، اور کہے گا خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اگر اللہ ہمیں یہ راہ نہ دکھاتا تو ہم ہرگز اسے تلاش نہیں کرسکتے تھے الخ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے، ان کا استقبال کیا جائے گا ان کے لئے پروں والی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے ان کی جوتیوں کے تسمے تک نور سے چمک رہے ہوں گے، یہ اونٹنیاں ایک ایک قدم اسقدر دور رکھتی ہیں جہاں تک انسان کی نگاہ جاسکتی ہے، یہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے جس کے نیچے سے دو نہریں نکلتی ہیں، ایک کا پانی یہ پئیں گے جس سے ان کے پیٹ کا تمام فضلہ اور میل کچیل دھل جائے گا، دوسری نہر سے یہ غسل کریں گے پھر کبھی ان کے بدن میلے نہ ہوں گے ان کے بال پراگندہ نہ ہوں گے اور ان کے جسم اور ان کے چہرے بارونق رہیں گے اب یہ جنت کے دروازوں پر آئیں گے دیکھیں گے کہ ایک کنڈا سرخ یاقوت کا ہے جو سونے کی تختی پر آویزاں ہے، یہ اسے ہلائیں گے تو ایک عجیب سُریلی اور موسیقی آواز پیدا ہوگی، اسے سنتے ہی ہر حور جان لے گی کہ اس کے خاوند آگئے یہ داروغہ کو حکم کرے گی کہ جاؤ دروازہ کھولو وہ دروازہ کھول دے گا یہ اندر قدم رکھتے ہی اس داروغہ کی نورانی شکل دیکھ کر سجدے میں گر پڑے گا لیکن وہ اسے روک لے گا اور کہے گا کہ اپنا سر اٹھا میں تو تیرا ماتحت ہوں، اور اسے اپنے ساتھ لے چلے گا، جب یہ اُس دُر یاقوت کے خیمے کے پاس پہنچے گا جہاں اُس کی حور ہے وہ بے تابانہ دوڑ کر خیمے سے باہر آجائے گی اور بغل گیر ہو کر کہے گی کہ تم میرے محبوب ہو اور میں تمہاری چاہنے والی ہوں میں ہمیشہ یہاں رہنے والی ہوں مروں گی نہیں، میں نعمتوں والی ہوں، فقر و محتاجی سے دور ہوں، میں آپ سے ہمیشہ راضی خوشی رہوں گی، کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہنے والی ہوں، کبھی ادھر ادھر

عہ آواز سے زیادہ تیز تیار ہونے والے جہازوں کے دور میں اس حدیث کو قبول کرنے میں کیا تامل ہے؟

بٹنوں گی نہیں، پھر یہ گھر میں جائے گا جس کی چھت فرش سے ایک لاکھ ہاتھ بلند ہوگی، اس کی تمام دیواریں قسم قسم کے اور رنگ برنگ کے موتیوں کی ہوگی، اس گھر میں ستر تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ستر ستر چھولداریاں ہوں گی اور اُن میں سے ہر بستر پر ستر حوریں ہونگی ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے، اور اُن سب حُلّوں کے نیچے سے اُن کی پنڈلی کا گودا نظر آتا ہوگا، ان کے ایک اجماع کا اندازا ایک پوری رات کا ہوگا، ان کے باغوں اور مکانوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، جن کا پانی کبھی بدبودار نہیں ہوتا صاف شفاف موتی جیسا پانی ہے، اور دودھ کی نہریں ہوں گی جس کا مزہ کبھی نہیں بدلتا، جو دودھ کسی جانور کے تھن سے نہیں نکلا، اور شراب کی نہریں ہوں گی جو نہایت لذیذ ہوگا جو کسی انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا نہیں، اور خالص شہید کی نہریں ہوں گی جو مکھیوں کے پیٹ سے حاصل شدہ نہیں، قسم قسم کے میووں سے لدے ہوئے درخت اس کے چاروں طرف ہوں گے جن کا پھل ان کی طرف جھکا ہوا ہوگا، یہ کھڑے کھڑے پھل لینا چاہیں گے تو لے سکیں گے، اگر یہ بیٹھے بیٹھے پھل توڑنا چاہیں گے تو شاخیں اتنی جھک جائیں گی کہ یہ توڑ سکیں گے، اگر یہ لیٹے لیٹے پھل لینا چاہیں گے تو شاخیں اور جھک آئیں گی، پھر آپ نے آیت وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا الخ پڑھی یعنے اُن جنتی درختوں کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے اور اُس کے میوے بہت قریب کر دیئے جائیں گے، یہ کھانا کھانے کی خواہش کریں گے تو سفید رنگ یا سبز رنگ کے پرند ان کے پاس آ کر اپنا پَر اونچا کر دیں گے یہ جس قسم کا اُس کے پہلو کا گوشت چاہیں کھائیں گے پھر وہ زندہ کا زندہ جیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ جائے گا، فرشتے ان کے پاس آئیں گے سلام کریں گے اور کہیں گے کہ یہ جنتیں ہیں جن کے تم اپنے اعمال کے باعث وارث بنائے گئے ہو، اگر کسی حور کا ایک بال زمین پر آجائے تو وہ اپنی چمک سے اور اپنی سیاہی سے نور کو روشن کرے اور سیاہی نمایاں رہے، یہ حدیث غریب ہے گویا کہ یہ مُرسل ہے، واللہ اعلم :

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ

اور آپ فرشتوں کو دیکھینگے کہ (حساب کے اجلاس کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۧ (۵) ع ۸ ۵ ۵

تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

سُبحان اللہ جب اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کا فیصلہ سُنا دیا، اور اُنھیں اُن کے ٹھکانے پہنچائے جانے کا حال بھی بیان کر دیا اور اس میں اپنے عدل و انصاف کا ثبوت بھی دے دیا، تو اس آیت میں فرمایا کہ قیامت کے روز اس وقت تو دیکھے گا کہ فرشتے خدا کے عرش کے چاروں طرف کھڑے ہوئے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح عظمت اور بڑائی بیان کر رہے ہوں گے ساری مخلوق میں عدل و حق کے ساتھ فیصلے ہو چکے ہوں گے، اس سراسر عدل اور بالکل رحم والے فیصلوں پر کائنات کا ذرہ اس کی ثناخوانی کرنے لگے گا، اور جاندار اور بے جان چیز سے آواز اُٹھے گی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ چونکہ اُس وقت ہر ہر تر و خشک چیز اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے گی اس لئے یہاں مجہول کا صیغہ لا کر فاعل کو عام کر دیا گیا، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلق کی پیدائش کی ابتدا بھی حمد سے ہے فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور مخلوق کی انتہا بھی حمد سے ہے فرماتا ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الحمد للہ سورۂ زمر کی تفسیر ختم ہوئی :

* * *

تفسیر

سورۂ مؤمن مکیّہ

بعض سلف کا قول ہے کہ جن سورتوں کی ابتدا حٰمٓ ۝ سے ہے اُنھیں حوامیم کہنا مکروہ ہے آلِ حٰمٓ ۝ کہا جائے، حضرت محمد بن سیرینؒ بھی یہی کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آلِ حٰمٓ ۝ قرآن کا دیباچہ ہیں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دروازہ آلِ حٰمٓ ۝ ہے یا فرمایا حوامیم ہیں، حضرت مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ ان سورتوں کو عرائس کہا جاتا تھا، عروس دُلہن کو کہتے ہیں، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی مثال اُس شخص جیسی ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے کسی اچھی منزل کی تلاش میں نکلے تو ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں گویا ابھی ابھی بارش برس چکی ہو یہ ذرا ہی کچھ آگے بڑھا ہوگا جو دیکھے کہ تر و تازہ لہلہاتے ہوئے چند چمن ہیں، یہ پہلے تر زمین کو دیکھ کر ہی تعجب میں تھا اب تو اُس کا تعجب اور بڑھ گیا، اِس سے کہا گیا کہ پہلے کی مثال تو قرآنِ کریم کی عظمت کی مثال ہے اور ان باغیچوں کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن میں حٰمٓ ۝ والی سورتیں ہیں (بغوی) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے اور قرآن کا دروازہ یہی حٰمٓ ۝ والی سورتیں ہیں، حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب میں تلاوت کرتا ہوا حٰمٓ ۝ والی سورتوں پر پہنچتا ہوں تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں ہرے بھرے پھلے پھولے باغیچوں کی سیر کر رہا ہوں، ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مسجد بناتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میں اسے حٰمٓ ۝ والی سورتوں کے لئے بنا رہا ہوں، ممکن ہے کہ یہ مسجد وہ ہو جو دمشق کے قلعہ کے اندر ہے اور آپ ہی کے نام سے منسوب ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حفاظت حضرت ابو الدرداءؓ کی نیک نیتی کی اور جس وجہ سے یہ مسجد بنائی گئی تھی اُس کی برکت کے باعث ہو، اس کلام میں دشمنوں پر فتح و ظفر کی دلیل بھی ہے، جیسے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے بعض جہادوں میں اپنے لشکر سے فرمایا تھا کہ اگر رات کو تم اچانک حملہ کرو تو تمہاری پہچان کے خاص الفاظ حٰمٓ ۝ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ ہیں، ایک روایت میں تُنْصَرُوْنَ ۝ ہے۔ مسند بزار میں ہے کہ جس نے آیت الکرسی اور سورۂ حٰمٓ ۝ اَلْمُؤْمِنُ کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا وہ سارے دن کی برائی سے محفوظ رہے گا، یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور اس کے ایک راوی پر کچھ جرح بھی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝١ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝٢ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْ

حٰمٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے۔

یہ صفات بلند پایہ سورتوں کے اول میں حٰمٓ وغیرہ جیسے جو حروف آئے ہیں ان کی پوری بحث ہم سورۂ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی اب چنداں ضرورت نہیں، بعض کہتے ہیں کہ حٰمٓ خدا کا ایک نام ہے اور اس کی شہادت میں وہ یہ شعر پیش کرتے ہیں ؎

يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ✲ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ ✲

یعنے یہ مجھے حٰمٓ یاد دلاتا ہے جب کہ نیزہ تن چکا پھر چکا اس سے پہلے ہی اس نے حٰمٓ کیوں نہ کہدیا۔ ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث میں وارد ہے کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ کہنا، اس کی سند صحیح ہے، ابو عبیدؒ کہتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ اس حدیث کو یوں روایت کی جائے کہ آپؐ نے فرمایا تم کہو حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْا یعنے بغیر نون کے، تو گویا ان کے نزدیک لَا يُنْصَرُوْا جزا ہے، فَقُوْلُوْا کی یعنے جب تم یہ کہو گے تو تم مغلوب نہ ہو گے، تو قول صرف حٰمٓ رہا۔ یہ کتاب یعنی قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی جانب سے نازل شدہ ہے جو عزت و علم والا ہے، جس کی جناب ہر بے ادبی سے پاک ہے اور جس پر کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں گو وہ کتنے ہی پردوں میں ہو، وہ گناہوں کی بخشش کرنے والا اور جو اس کی طرف جھکے وہ اس کی جانب مائل ہونے والا ہے، اور جو اس سے بے پرواہی کرے اس کے سامنے سرکشی اور تکبر کرے اور دنیا کو پسند کر کے آخرت سے بے رغبت ہو جائے، خدا کی فرمانبرداری کو چھوڑ دے اُسے وہ سخت ترین عذاب اور سخت ترین سزائیں دینے والا ہے۔ جیسے فرمان ہے نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ یعنے میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا بھی ہوں اور میرے عذاب بھی بڑے دردناک عذاب ہیں، اور بھی اس قسم کی آیتیں قرآن کریم میں بہت ہیں جن کی رحم و کرم کے ساتھ عذاب و سزا کا بیان بھی ہے تاکہ بندہ خوف و امید کی حالت میں رہے، وہ وسعت و غنی والا ہے، وہ بہت بہتری والا ہے بڑے احسانوں اور زبردست نعمتوں اور رحمتوں والا ہے، بندوں پر اُس کے انعام احسان اس قدر ہیں کہ کوئی انھیں شمار بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اُن کا شکر ادا کر سکے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک نعمت کا بھی پورا شکر کسی سے ادا نہیں ہو سکتا اُس جیسا کوئی نہیں اُس کی ایک صفت بھی کسی میں نہیں، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، نہ اُس کے سوا کوئی کسی کی پرورش کرنے والا ہے۔ اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اُس وقت وہ ہر عمل کرنے والے کو اُس کے عمل کے مطابق جزا سزا دے گا اور بہت جلد حساب سے فارغ ہو جائے گا، امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک شخص نے آکر مسئلہ پوچھا کہ میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے آپ نے شروع سورت کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا ناامید نہ ہو اور نیک عمل کئے جاؤ (ابن ابی حاتم) حضرت عمرؓ کے پاس ایک شامی کبھی کبھی آیا کرتا تھا اور تھا ذرا ایسا ہی آدمی ایک مرتبہ بڑی مدت تک وہ آیا ہی نہیں تو امیر المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں سے اُس کا حال پوچھا انہوں نے کہا اُس نے پینا بکثرت شروع کر دیا ہے حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب کو بلا کر کہا لکھو یہ خط ہے عمر بن خطابؓ کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف بعد السلام علیکم میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریفیں بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو گناہوں کو بخشنے والا توبہ کو قبول کرنے والا سخت عذاب والا بڑے احسان والا ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے یہ خط اُس کی طرف بھجوا کر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ اُس کے دل کو متوجہ کر دے اور اُس کی توبہ قبول فرمائے جب اُس شخص کو حضرت عمرؓ کا خط ملا تو اُس نے اُسے بار بار پڑھنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی سزا

سے ڈرایا بھی ہے اور اپنی رحمت کی اُمید دلا کر گناہوں کی بخشش کی وعدہ بھی فرمایا ہے کئی کئی مرتبہ اسے پڑھ کر رو دیئے، پھر توبہ کی اور سچی توبہ کی جب حضرت فاروقِ اعظمؓ کو یہ پتہ چلا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسی طرح کیا کرو جب تم دیکھو کوئی مسلمان بھائی لغزش کھا گیا تو اُسے سیدھا کرو اور مضبوط کرو اور اُس کے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کرو، شیطان کے مددگار نہ بنو، حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ کوفے کے گرد و نواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جاکر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورۂ مؤمن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ تک پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب غَافِرِ الذَّنْۢبِ پڑھو تو کہو یَا غَافِرَ الذَّنْۢبِ اِغْفِرْ لِیْ ذَنْۢبِیْ اور جب قَابِلِ التَّوْبِ پڑھو تو کہو یَا قَابِلَ التَّوْبِ اِقْبَلْ تَوْبَتِیْ، اور جب شَدِیْدُ الْعِقَابِ پڑھو تو کہو یَا شَدِیْدَ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِیْ حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے گوشۂ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا، نماز سے فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا وہاں جو لوگ بیٹھے تھے اُن سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا جس پر یمنی چادریں تھیں اُنہوں نے کہا نہیں ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا، اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاسؑ تھے، یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں، واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم ۔

مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④

اللہ تعالےٰ کی ان آیتوں میں (یعنی قرآن میں) وہ لوگ (ناحق کے) جھگڑے نکالتے ہیں جو (اسکے) منکر ہیں سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن و امان سے) چلنا پھرنا آپکو اشتباہ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ

میں نہ ڈالے ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو انکے بعد ہوئے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم دینِ حق کو) جھٹلایا تھا، اور ہر اُمت (میں سے جو لوگ

بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ

ایمان نہ لائے تھے) انہوں نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اُس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے (آخر) اُن پر دار و گیر کی

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

سو دیکھو، میری طرف سے (انکو) کیسی سزا ہوئی اور اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں)

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ⑥

دوزخی ہوں گے ۔

کلام اللہ کے بد قسمت نکتہ چین

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ حق کے ظاہر ہونے کے بعد اسے نہ ماننا اور اس میں نقصانات پیدا کرنے کی کوشش کرنا کافروں کا ہی کام ہے، یہ لوگ اگر مال دار اور ذی عزت ہوں تو تُو کبھی دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ اگر یہ خدا کے نزدیک بُرے نہ ہوتے تو خدا انھیں اپنی یہ نعمتیں کیوں عطا فرما جیسے اور جگہ ہے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے یہ تو کچھ معمولی سا فائدہ ہے، آخری انجام تو ان کا جہنم ہی جو بدترین جگہ ہے، اور ایک آیت میں ارشاد ہے کہ ہم انھیں بہت کم فائدہ دے رہے ہیں بالآخر انھیں سخت عذاب کی طرف بے بس کر دیں گے، پھر اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے نبیؐ کو تسلی دیتا ہے کہ لوگوں کی تکذیب کی وجہ سے گھبرائیں نہیں، اپنے سے اگلے

انبیاءؑ کے حالات کو دیکھیں کہ اُنھیں بھی ان کی قوم نے جھٹلایا اور ان پر ایمان لانے والوں کی بھی بہت کم تعداد تھی، حضرت نوح علیہ السلام جو بنی آدم میں سب سے پہلے رسولؑ ہو کر آئے جب لوگوں میں اول اول بت پرستی شروع ہوئی تو اُن لوگوں نے اُنھیں بھی جھٹلایا اور ان کے بعد بھی جتنے انبیاءؑ آئے انھیں بھی اُن کی اُمت جھٹلاتی رہی، بلکہ سب نے اپنے اپنے زمانے کے نبی کو قید کرنا اور مار ڈالنا چاہا۔ اور بعض بعض اس میں کامیاب بھی ہوئے، اور اپنے شبہات سے اور باطل سے حق کو حقیر کرنا چاہا، طبرانی میں فرمانِ رسولؐ ہے کہ جس نے باطل کی مدد کی تاکہ حق کو کمزور کرے اُس سے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اُن باطل والوں کو پکڑ لیا۔ اور اُن کے ان زبردست گناہوں اور بدترین سرکشیوں کی بنا پر اُنھیں ہلاک کر دیا، اب تم ہی بتلاؤ کہ میرے عذاب اُن پر کیسے کچھ ہوئے؟ یعنے بہت سخت نہایت تکلیف دہ اور المناک، جس طرح اُن پر اُن کے اس ناپاک عمل کی وجہ سے میرے عذاب اُتر پڑے اسی طرح اب اس امت میں سے جو اس آخری رسولؐ کی تکذیب کرتے ہیں ان پر بھی میرے ایسے ہی عذاب نازل ہونے والے ہیں۔ یہ گو اور نبیوں کو سچا مانیں لیکن جب تک تیری نبوت کے قائل نہ ہوں اُن کی سچائی مردود ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اسکے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں

وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

اور ایمان والوں کے لئے (اس طرح) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو

لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

بخش دیجئے جنہوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے رستہ پر چلتے ہیں، اور انکو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے اے ہمارے پروردگار انکو ہمیشہ

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ

رہنے کی بہشتوں میں جنکا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں اُنکو

ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ

بھی داخل کر دیجئے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں اور اُن کو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف سے

تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹ ع ۱ ۹

بچائیے، اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالے تو اُس پر آپ نے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ بڑی کامیابی ہے

بارگاہ الوہیت کے نقیب

عرش کو اٹھانے والے چاروں فرشتے اور اُس کے آس پاس کے تمام بہترین بزرگ فرشتے ایک طرف تو اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں تمام عیوب اور کُل نقائص اور برائیوں سے اُسے دور بتلاتے ہیں، دوسری جانب اُسے تمام ستائشوں اور تعریفوں کے قابل مان کر اُس کی حمد بجا لاتے ہیں، غرض جو اللہ میں نہیں اُسے اُسکا انکار کرتے ہیں، اور جو صفتیں اُس میں ہیں اُنھیں ثابت کرتے ہیں، اُس پر ایمان و یقین رکھتے ہیں، اُس سے پستی اور عاجزی ظاہر کرتے

؎ اگر کوئی دن چڑھے آفتاب کو دیکھ کر اس کے وجود کا قائل ہو گیا ہو تو کیا کمال ہے اسی طرح فرشتے جو عرش اعظم (بقیہ صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ ہو)

ہیں۔ اور کل ایماندار مردوں عورتوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں، چونکہ زمین والوں کا ایمان خدائے تعالےٰ پر اُسے دیکھے بغیر تھا، اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے مقرب فرشتے اُن کے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے مقرر کر دیئے جو ان کے بغیر دیکھے ہر وقت ان کی تقصیروں کی معافی طلب کیا کرتے ہیں، صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے اُس کی غیر حاضری میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ خدا تجھے بھی یہی دے، جو تو اُس مسلمان کے لئے خدا سے مانگ رہا ہے، مسند احمد میں ہے کہ اُمیہ بن صلت کے بعض اشعار کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی جیسا کہ یہ شعر ہے ؎

زُحَلٌ وَ ثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ یَمِیْنِہٖ
وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰی وَلَیْثٌ مُّرْصَدٗ

یعنے حاملانِ عرش چار فرشتے ہیں دو ایک طرف دو دوسری طرف، آپؐ نے فرمایا سچ ہے، پھر اُس نے کہا ؎

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ کُلَّ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ ٭ حَمْرَآءَ یُصْبِحُ لَوْنُھَا یَتَوَرَّدُ
تَاْبٰی فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِیْ رِسْلِھَا ٭ اِلَّا مُعَذَّبَۃً وَّ اِلَّا تُجْلَدُ

یعنے سورج سرخ رنگ کا طلوع ہوتا ہے پھر گلابی ہوتا ہے، اپنی ہیئت میں کبھی صاف ظاہر نہیں ہوتا بلکہ روکھا پھیکا ہی رہتا ہے، آپؐ نے فرمایا سچ ہے، اس حدیث کی سند بہت مضبوط ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت حاملانِ عرش چار فرشتے ہیں، ہاں قیامت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَھُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ ؕ ہاں اس آیت کے مطلب اور اس حدیث کے استدلال میں ایک سوال رہ جاتا ہے کہ ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ بطحا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت سے ایک ابر کو گزرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اس کا کیا نام ہے؟ اُنھوں نے کہا سحاب آپؐ نے فرمایا اور اسے مُزن بھی کہتے ہو؟ کہا ہاں! فرمایا عَنَان بھی؟ عرض کیا ہاں! فرمایا جانتے ہو آسمان و زمین میں کس قدر فاصلہ ہے؟ صحابہؓ نے کہا نہیں، فرمایا اکھتر یا بہتر یا تہتر سال کا راستہ پھر اس کے اوپر کا آسمان بھی پہلے آسمان سے اتنے ہی فاصلے پر ہے اسی طرح ساتوں آسمان ہیں، ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے جس کی اتنی ہی گہرائی ہے پھر اس پر آٹھ فرشتے پہاڑی بکروں کی صورت کے ہیں جن کے کھر سے گھٹنے تک فاصلہ بھی اتنا ہی ہے ان کی پشت پر خدائے تعالےٰ کا عرش ہے جس کی اونچائی بھی اسی قدر ہے، پھر اس کے اوپر اللہ تبارک وتعالےٰ ہے، ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے اور امام ترمذیؒ اسے غریب بتلاتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرشِ خداوندی اس وقت آٹھ فرشتوں کے اوپر ہے، حضرت شہر بن حوشب کا فرمان ہے کہ حاملانِ عرش آٹھ ہیں جن میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ یعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱ ملاحظہ ہو) (جو خدا) کو اٹھائے ہوئے ہیں اگر خدا تعالےٰ پر ایمان لے آئیں تو کمال کیا ہے لیکن زمخشری نے لکھا ہے کہ ان فرشتوں کے بارے میں ایمان کا خاص ذکر محض ان کی تعریف ہی کیلئے نہیں بلکہ یہ بھی سمجھانے کے لئے ہے کہ ان مقرب فرشتوں کو بھی ایمان کا رویت اور مشاہدہ کا نہیں کہ اس (پیارے خدا تعالےٰ) کو دیکھ کون سکے بلکہ ان کا ایمان بھی تمام تر دلائل ہی پر موقوف ہے۔ ۲؎ علامہ آلوسی صاحب، روح المعانی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں ایمان کی عظمت اور اہل ایمان کی مقبولیت کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان ہی ہے جس کی بنا پر مقرب فرشتے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ مومنین کو بھی ایک دوسرے کے لئے دعائے خیر کرتے رہنا چاہئے۔ ۳؎ مدارک میں ہے کہ ایمان میں جب مومن مشترک ہیں تو پھر ایک مومن، دوسرے مومن سے ہی فاصلہ پر کیوں نہ ہو لیکن مومن کا مومن پر حق ہے ایک دوسرے کیلئے دعا کرتے رہیں۔ فیہ دلیل علی ان الاشتراک فی الایمان یجب ان یکون ادعی شی الی النصیحۃ والشفقۃ وان تباعدت الاجناس والاماکن

اے باری تعالیٰ! تیری پاک ذات ہی کے لئے ہر طرح کی حمد و ثنا ہے کہ تو باوجود علم کے پھر بردباری اور حلم کرتا ہے، اور دوسرے چار کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ یعنے اے اللہ قدرت کے باوجود تو جو معافی اور درگزر کرتا رہتا ہے اس پر ہم تیری پاکیزگی اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں، اسی لئے مومنوں کے استغفار میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدایا تیری رحمت و علم نے ہر چیز کو اپنی وسعت و کشادگی میں لے لیا ہے۔ بنی آدم کے تمام گناہ اُن کی کل خطاؤں پر تیری رحمت چھائے ہوئے ہے، اسی طرح تیرا علم بھی اُن کے جملہ اقوال و افعال کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، اُن کی کل حرکات و سکنات سے تو بخوبی واقف ہے، پس تو اِن کے بُرے لوگوں کو جب وہ توبہ کریں اور تیری طرف جھکیں اور گناہوں سے باز آجائیں اور تیرے احکام کی تعمیل کریں نیکیاں کریں بدیاں چھوڑیں تو بخش دے، اور اُنھیں جہنم کے دردناک گھبراہٹ والے عذابوں سے نجات دے، اور انھیں مع ان کے والدین بیویوں اور بچوں کے جنت میں لے جا، تاکہ ان کی آنکھیں ہر طرح ٹھنڈی رہیں۔ گو اُن کے اعمال ان جیسے نہ ہوں تاہم تو اُن کے درجات بڑھا کر اونچے درجوں میں پہنچا دے، جیسے باری تعالیٰ عزاسمہٗ کا فرمانِ عالیشان ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ الخ یعنے جو لوگ ایمان لائیں اور ان کے ایمان کی اتباع ان کی اولاد بھی کرے ہم ان کی اولاد کو بھی اُن سے ملا دیں گے اور ان کا کوئی عمل کم نہ کریں گے، درجے میں سب کو برابر کر دیں گے، تاکہ دونوں جانب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، اور پھر یہ نہ کریں گے کہ درجوں میں بڑھے ہوؤں کو نیچا کر دیں نہیں بلکہ نیچے والوں کو صرف اپنی رحمت و احسان کے ساتھ اونچا کر دیں گے، حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ مومن جنت میں جا کر پوچھے گا کہ میرا باپ میرے بھائی میری اولاد کہاں ہے؟ جواب ملے گا کہ اُن کی نیکیاں اتنی نہ تھیں کہ وہ اتنے درجے میں پہنچتے، یہ کہے گا کہ میں نے تو اپنے لئے اور اُن سب کے لئے عمل کئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ انھیں بھی اُن کے درجے میں پہنچا دے گا، پھر آپ نے اسی آیت رَبَّنَا وَاَدْخِلْھُمْ الخ کی تلاوت فرمائی۔ حضرت مطرف بن عبد اللہؒ کا فرمان ہے کہ ایمان داروں کی خیر خواہی فرشتے بھی کرتے ہیں، پھر آپ نے یہی آیت پڑھی، اور شیاطین ان کی بدخواہی کرتے ہیں، تو ایسا غالب ہے جس پر کوئی غالب نہیں، اور جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جو تو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہو سکتا، تو اپنے اقوال و افعال شریعت و تقدیر میں حکمت والا ہے، تو انھیں بُرائیوں کے کرنے سے دنیا میں اور اُن کے وبال سے دونوں جہان میں محفوظ رکھ، قیامت کے دن رحمت والا وہی شمار ہو سکتا ہے جسے تو اپنی سزا سے اور اپنے عذاب سے بچا لے حقیقتاً بڑی کامیابی پوری مقصدوری اور ظفریابی یہی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ

جو لوگ کافر ہوئے (اس وقت) ان کو پکارا جاوے گا کہ جیسی تم کو (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو تم سے نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی

اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ① قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَ

طرف بُلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپنے ہمکو دو بار مردہ رکھا اور دو بار زندگی دی سو ہم اپنی

فْنَا بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ② ذٰلِکُمْ بِاَنَّہٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ

خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم

کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ③ ھُوَ الَّذِیْ

انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے سو (اس پر) یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان (اور) بڑے رتبہ والا ہے جو

يُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ

تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور (وہی ہے جو) آسمان سے تمہارے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف)

يُّنِيْبُ (۴) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (۵)

رجوع (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے۔ سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کرکے پکارو گو کافروں کو ناگوار (ہی) کیوں نہ ہو۔

کفر کی ناپاک اور گرد آلود پیشانی پر مکروہ شکن

قیامت کے دن جب کافر آگ کے کنوؤں میں ہوں گے اور خدا کے عذابوں کو چکھ چکے ہوں گے اور تمام ہونے والے عذاب نگاہوں کے سامنے ہوں گے اُس وقت خود اپنے نفس کے دشمن بن جائیں گے، کیونکہ اپنے بُرے اعمال کے باعث جہنم رسید ہوں گے، اُس وقت فرشتے ان سے باواز بلند کہیں گے کہ آج جس قدر تم اپنے آپ سے نالاں ہو اور جتنی دشمنی تمہیں خود اپنی ذات سے ہے اور جس قدر بُرا تم آج اپنے آپ کو کہہ رہے ہو اس سے بہت زیادہ بُرے خدا کے نزدیک تم دنیا میں تھے جب تمہیں اسلام و ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم اُسے مانتے نہ تھے) اس کے بعد کی آیت مثل آیت كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ کے ہے، سدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا میں مار ڈالے گئے پھر قبروں میں زندہ کئے گئے اور جواب سوال کے بعد مار ڈالے گئے پھر قیامت کے دن زندہ کر دیئے گئے، ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے روزِ میثاق کو زندہ کئے گئے پھر ماں کے پیٹ میں رُوح پھونکی گئی پھر موت آئی پھر قیامت کے دن جی اُٹھے، لیکن یہ دونوں قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ اس طرح تین موتیں اور تین حیاتیں لازم آتی ہیں اور آیت میں دو موت اور دو زندگی کا ذکر ہے۔ صحیح قول حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ اور اُن کے ساتھیوں کا ہے (یعنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کی ایک زندگی اور قیامت کی دوسری زندگی، پیدائش دنیا سے پہلے کی موت، اور دنیا سے رخصت ہونے کی موت یہ دو موتیں اور دو زندگیاں مراد ہیں) مقصود یہ ہے کہ اُس دن کفار اللہ تعالےٰ سے قیامت کے میدان میں آرزو کریں گے کہ اب انھیں دنیا میں ایک مرتبہ اور بھیجدیا جائے، جیسے فرمان ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ الخ تو دیکھے گا کہ گنہگار لوگ اپنے رب کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ خدایا ہم نے دیکھ سن لیا اب تو ہمیں پھر دنیا میں بھیج دے تو نیکیاں کریں گے اور ایمان لائیں گے، لیکن اُن کی یہ دعا قبول نہ فرمائی جائے گی، پھر جب عذاب و سزا کو جہنم اور اُس کی آگ کو دیکھیں گے اور جہنم کے کنارے پہنچا دیئے جائیں گے تو دوبارہ یہی درخواست کریں گے اور پہلی دفعہ سے زیادہ زور دے کر کہیں گے، جیسے ارشاد ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ الخ کاشکے تو دیکھتا جب کہ وہ جہنم کے پاس ٹھیرا دیئے گئے ہوں گے کہیں گے کاش کہ ہم دنیا کی طرف لوٹائے جاتے اور اپنے رب کی باتوں کو نہ جھٹلاتے، اور باایمان ہوتے، بلکہ ان کے لئے وہ ظاہر ہو گیا جو اس سے پہلے وہ پوشیدہ کر رہے تھے، اور بالفرض یہ واپس لوٹائے بھی جائیں تو بھی دوبارہ یہ وہی کرنے لگیں گے جس سے منع کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں ہی جھوٹے، اس کے بعد جب انھیں جہنم میں ڈالدیا جائے گا اور عذاب شروع ہو جائیں گے اُس وقت اور زیادہ زوردار الفاظ میں یہی آرزو کریں گے وہاں چیختے چلاتے ہوئے کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا الخ اے ہمارے پروردگار ہمیں یہاں سے نکال دے ہم نیک اعمال کرتے رہیں گے اُن کے خلاف جو اب تک کرتے رہے، جواب ملے گا کہ کیا ہم نے انھیں اتنی عمر اور مہلت نہ دی تھی کہ اگر یہ نصیحت حاصل کرنے والے ہوتے تو یقیناً حاصل کر سکتے تھے بلکہ، تمہارے پاس ہم نے آگاہ کرنے والے بھی بھیج دیئے تھے اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ کہیں گے خدایا ہمیں یہاں سے نکال دے اگر ہم پھر وہی کریں گے تو یقیناً ظالم ٹھیریں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا دور ہو جاؤ اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو، اس آیت میں ان لوگوں نے اپنے سوال سے پہلے ایک مقدمہ قائم کر کے سوال میں ایک گونہ لطافت کر دی ہے، اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کو بیان کیا کہ باری تعالےٰ ہم مردہ تھے تو نے ہمیں

زندہ کر دیا پھر مار ڈالا پھر زندہ کر دیا، پس تو ہر اُس چیز پر جسے تو چاہے قادر ہے، ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے یقیناً ہم نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی اب اس عذاب سے محفوظ رہنے کی کوئی صورت بنا دے، یعنے ہمیں دنیا کی طرف پھر لوٹا دے جو یقیناً تیرے قدرت میں ہے ہم وہاں جا کر اپنے پہلے اعمال کے خلاف اچھے اعمال کریں گے، اب اگر ہم وہی کام کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں، انھیں جواب دیا جائے گا کہ اب دوبارہ دنیا میں جانے کی کوئی راہ نہیں، اس لئے کہ اگر دوبارہ چلے بھی جاؤ گے تو پھر بھی وہی کرو گے جس سے منع کئے جاؤ گے تم نے اپنے دل ہی ٹیڑھے کر لئے ہیں تم اب بھی حق کو قبول نہ کرو گے بلکہ اُس کا خلاف ہی کرو گے، تمہاری تو یہ حالت تھی کہ جہاں خدائے واحد کا ذکر آیا اور تمہارے دل میں کفر سمایا، ہاں اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے تو تمہیں یقین و ایمان آجاتا تھا، یہی حالت پھر تمہاری ہو جائے گی، دنیا میں اگر دوبارہ گئے تو دوبارہ یہی کرو گے. پس حاکم حقیقی جس کے حکم میں کوئی ظلم نہ ہو سراسر عدل و انصاف ہی ہو وہ اللہ تعالےٰ ہی ہے جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے نہ دے جس پر چاہے رحم کرے جسے چاہے عذاب کرے، اُس کے حکم و عدل میں کوئی اُس کا شریک نہیں، وہ خدا اپنی قدرتیں لوگوں پر ظاہر کرتا ہے، زمین و آسمان میں اُس کی توحید کی بیشمار نشانیاں موجود ہیں، جن سے صاف ظاہر ہے کہ سب کا خالق سب کا مالک سب کا پالنے والا اور حفاظت کرنے والا وہی ہے، وہ آسمان سے روزی یعنے بارش نازل فرماتا ہے جس سے ہر قسم کے اناج کی کھیتیاں اور طرح طرح کے عجیب عجیب مزے کے مختلف رنگ روپ اور شکل و وضع کے میوے اور اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں حالانکہ پانی ایک زمین ایک، پس اس سے بھی اُس کی شان ظاہر ہے، سچ تو یہ ہے کہ عبرت و نصیحت و فکر و غور کی توفیق اُن ہی کو ہوتی ہے جو خدا کی طرف رغبت و رجوع کرنے والے ہوں، اب تم دعاء اور عبادت خلوص کے ساتھ صرف اللہ واحد کی کیا کرو، مشرکین کے مذہب و مسلک سے الگ ہو جاؤ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر فرض نماز کے سلام کے بعد یہ پڑھتے تھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر نماز کے بعد انھیں پڑھا کرتے تھے. (مسند احمد) یہ حدیث مسلم ابوداؤد وغیرہ میں بھی ہے، ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ سے دعا کرو اور مقبولیت کا یقین کامل رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اور دوسری طرف کے مشغول دل کی دعا نہیں سنتا،

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ

عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ ۶ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ

(وہ صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن (یعنی قیامت کے دن) سے ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود ہوں گے کہ اُن کی بات خدا

مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۷ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ

سے مخفی نہ رہے گی، آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے آج ہر شخص کو اُس کے کئے کا بدلہ دیا

بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۸

جائے گا آج کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے

آج کی حکمرانی

اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی اور عظمت اور اپنے عرش کی بڑائی اور وسعت بیان فرماتا ہے، جو تمام مخلوق پر مثل چھت کے چھایا ہوا ہے، جیسے ارشاد ہے مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ الخ یعنے وہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا جو سیڑھیوں والا ہے، کہ فرشتے اور روح اُس کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں، ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے، اور اس بات کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا کہ یہ دوری ساتویں زمین سے لے کر عرش تک کی ہے، جیسے کہ سلف وخلف کی ایک جماعت کا قول ہے اور یہی راجح بھی ہے انشاء اللہ تعالیٰ، بہت سے مفسرین سے منقول ہے کہ عرش سُرخ رنگ یاقوت کا ہے جس کے دو کناروں کی وسعت پچاس ہزار سال کی ہے اور جس کی اونچائی ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی ہے۔ اور اس سے پہلے اُس حدیث میں جس میں فرشتوں کا عرش کو اُٹھانا بیان ہوا ہے یہ بھی گزر چکا ہے کہ ساتوں آسمانوں سے بھی وہ بہت بلند اور بہت اونچا ہے وہ جس پر چاہے وحی بھیجے، جیسے فرمایا یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ الخ وہ فرشتوں کو وحی[عہ] دے کر اپنے حکم سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں مجھ سے ڈرتے رہو، اور جگہ فرمان ہے اِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الخ یعنے یہ قرآن تمام عالم کے رب کا اُتارا ہوا ہے، جسے معتبر فرشتے نے تیرے دل پر اُتارا ہے، تاکہ تو ڈرانے والا بن جائے۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرا دے۔ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔ جس میں حضرت آدمؑ خود اور اُن کی اولاد میں سے سب سے آخری بچہ ایک دوسرے سے مِل لے گا۔ ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ بندے خدا سے ملیں گے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ آسمانوں والے اور زمین والے آپس میں ملاقات کریں گے۔ خالق ومخلوق ظالم ومظلوم ملیں گے، مقصد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے ملاقات کرے گا۔ بلکہ عامل اور اُس کا عمل بھی ملے گا۔ آج سب خدا کے سامنے ہوں گے، بالکل ظاہر باہر ہوں گے، چھُپنے کی تو کہاں؟ سائے کی جگہ بھی کوئی نہ ہوگی، سب اُس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اُس دن خود خدا فرمائے گا کہ آج بادشاہت کس کی ہے؟ کون ہوگا جو جواب تک دے؟ پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ اکیلے کی جو ہمیشہ وَاحِد و اَحَد ہے اور سب پر غالب وحکمراں ہے۔ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ میں لے لیگا اور فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، میں متکبر ہوں، زمین کے بادشاہ اور جبار اور متکبر لوگ آج کہاں ہیں؟ صور کی حدیث میں ہے کہ اللہ عزّ وجلّ جب تمام مخلوق کی روح قبض کرے گا، اور اُس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ اُس وقت تین مرتبہ فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے؟ پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ واحد غالب کا ہے۔ یعنے اُس کا جو واحد ہے اُس کا جو ہر چیز پر غالب ہے جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے۔ ابن ابی حاتم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے قائم ہونے کے وقت ایک مُنادی ندا کرے گا کہ لوگو! قیامت آگئی جسے مُردے زندے سب سُنیں گے، اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرمائے گا اور کہے گا آج کس کے لئے ملک ہے؟ صرف اللہ اکیلے غلبہ والے کے لئے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا بیان ہو رہا ہے کہ ذرا سا بھی ظلم اُس دن نہ ہوگا، بلکہ نیکیاں دس دس گُنی کر کے ملیں گی اور بُرائیاں اتنی ہی رکھی جائیں گی۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر بھی حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے۔ پس تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے آخر میں ہے اے میرے بندو! یہ تو تمہارے اپنے اعمال ہیں۔ جنہیں میں نگاہ میں رکھتا ہوں اور جن کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پالے وہ اللہ کی حمد کرے۔ اور جو بُرائی پائے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے پھر اپنے جلد حساب لینے کو بیان فرمایا کہ ساری مخلوق سے حساب لینا اُس پر ایسا ہے جیسے ایک شخص کا حساب

[عہ] گویا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں "روح" سے وحی مراد ہے۔ وحی کو روح سے تعبیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح جسدِ بے جان کی کائنات روح سے ہے اسی طرح وحی، موت کفر سے انسان کو نجات دلاتی ہے اور ایمان کی زندگی اسمیں پھونکتی ہے۔

لینا جیسے ارشادِ باری ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ، یعنے تم سب کا پیدا کرنا اور تم سب کو مرنے کے بعد زندہ کردینا میرے نزدیک مثل ایک شخص کے پیدا کرنے اور زندہ کردینے کے ہے، اور آیت میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ یعنے ہمارے حکم کے ساتھ ہی کام ہوجاتا ہے اتنی دیر میں جیسے کسی نے آنکھ بند کر کے کھول لی۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ

اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنیوالے مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہی) ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویںگے (اور غم سے) گھٹ گھٹ جاویںگے (اس روز)

مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ⑨ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ⑩

ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جسکا کہنا مانا جائے۔ وہ ایسا ہے کہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ

اور اللہ تعالےٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا۔ اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں، وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے (کیونکہ)

اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ⑪

اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

یہ پُر آشوب دِن

آزِفَہ قیامت کا ایک نام ہے۔ اس لئے کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ جیسے فرمان ہے أَزِفَتِ الْآزِفَةُ الخ یعنے قریب آنے والی قریب ہوچکی ہے، جس کا کھولنے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں اور جگہ ارشاد ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ الخ قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور فرمان ہے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا۔ اور فرمان ہے أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ اللہ کا امر آچکا تم اس میں جلدی نہ کرو۔ اور آیت میں ہے فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا یعنے جب اسے قریب دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے سیاہ پڑجائیں گے، الغرض اسی نزدیکی کی وجہ سے قیامت کا نام آزِفَہ ہے، اس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے۔ وہ خوف وہراس ہوگا کہ کسی کا دل ٹھکانے نہ رہے گا، سب پر غضب کا سناٹا چھایا ہوا ہوگا، کسی کے منہ سے کوئی بات نہ نکلے گی۔ کیا مجال کہ بے اجازت کوئی لب ہلاسکے۔ سب رو رہے ہوں گے اور حیران وپریشان ہوں گے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کیساتھ شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے ان کا آج کوئی دوست غمگسار نہ ہوگا جو انھیں کام آئے۔ نہ شفیع اور سفارشی ہوگا جو ان کی شفاعت کے لئے زبان ہلائے، بلکہ ہر بھلائی کے اسباب کٹ چکے ہوں گے، اس خدا کا علم محیطِ کل ہے۔ تمام چھوٹی بڑی چھپی کھلی باریک باتیں اس پر یکساں ظاہر باہر ہیں اتنے بڑے علم والے سے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہر شخص کو ڈرنا چاہئے اور کسی وقت یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اس وقت وہ مجھ سے پوشیدہ ہے اور میرے حال کی اسے اطلاع نہیں۔ بلکہ ہر وقت یہ یقین کر کے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اس کا علم میرے ساتھ ہے اس کا لحاظ کرتا رہے۔ اور اس کے روکے ہوئے کاموں سے رکا رہے۔ آنکھ جو خیانت کے لئے اٹھتی ہے گو بظاہر وہ امانت ظاہر کرے لیکن ربِّ علیم پر وہ مخفی نہیں۔ سینے کے جس گوشے میں جو خیال چھپا ہوا ہو اور دل میں جو بات پوشیدگی سے اٹھتی ہو اس کا اسے علم ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مراد وہ شخص ہے جو مثلاً کسی گھر میں گیا وہاں کوئی خوبصورت عورت ہے یا وہ آجارہی ہے تو یہ کنکھیوں سے اسے دیکھتا ہے جہاں کسی کی نظر پڑی تو نگاہ پھیر لی اور جب موقعہ پایا آنکھ اٹھا کر دیکھ لیا پس خائن آنکھ کی خیانت کو اور اس کے دل کے راز کو خدائے علیم تو خوب جانتا ہے کہ اس کے دل میں تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو

تو پوشیدہ عضو بھی دیکھ لے۔ حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آنکھ مارنا اشارے کرنا اور بن دیکھی چیز کو دیکھی ہوئی یا دیکھی ہوئی چیز کو اَن دیکھی بتاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نگاہ جس نیت سے ڈالی جائے خدا پر روشن ہے۔ پھر سینے میں چھپا ہوا خیال کہ اگر موقعہ ملے اور بس ہو تو آیا یہ بدکاری سے باز رہے گا یا نہیں، یہ بھی وہ جانتا ہے۔ سدیؒ فرماتے ہیں کہ دلوں کے وسوسوں سے وہ آگاہ ہے، [illegible] وہ عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے قادر ہے کہ نیکی کا بدلہ نیک دے اور بُرائی کی سزا بُری دے، وہ سُننے دیکھنے والا ہے۔ جیسے فرمان ہے کہ وہ بُروں کو اُن کی کرنی کی سزا اور بھلوں کو اُن کی بھلائی کی جزا عنایت فرمائے گا۔ جو لوگ اُس کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں خواہ وہ بت اور تصویریں ہوں خواہ اور کچھ وہ چونکہ کسی چیز کے مالک نہیں اُن کی حکومت ہی نہیں تو حکم اور فیصلے کریں گے ہی کیا؟ اللہ اپنی مخلوق کے اقوال کو سُنتا ہے۔ اُن کے احوال کو دیکھ رہا ہے جسے چاہے راہ دکھاتا ہے جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اُس کا اس میں بھی سراسر عدل وانصاف ہے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ

کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا انجام

قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

ہوا وہ لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے بہت زیادہ تھے سو اُن کے گناہوں کی وجہ

بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ① ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

سے خدا نے ان پر دارو گیر فرمائی اور ان کا کوئی خدا (کے عذاب) سے بچانیوالا نہ ہوا۔ یہ (مواخذہ) اس سبب سے ہوا کہ ان کے پاس ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ②

رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے۔ پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالےٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے۔

سیر کر دُنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ! کیا تیری رسالت کے جھٹلانے والے کفار نے اپنے سے پہلے کے رسولوں کے جھٹلانے والے کفار کی حالتوں کو اِدھر اُدھر چل پھر کر نہیں کیا؟ جو ان سے زیادہ قوی طاقتور اور جسیم تھے جن کے مکانات اور عالیشان عمارتوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں، جو ان سے زیادہ بالتمکنت تھے، ان سے بڑی عمروں والے تھے، جب اُن کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی اُن پر آیا۔ تو نہ تو کوئی اُسے ہٹا سکا نہ کسی میں مقابلہ کی طاقت پائی گئی۔ نہ اُس سے بچنے کی کوئی صورت نکلی۔ غضبِ خدا اُن پر برس پڑنے کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ اُن کے پاس بھی اُن کے رسولؑ واضح دلیلیں اور صاف روشن حجتیں لیکر آئے باوجود اس کے اُنہوں نے کفر کیا۔ جس پر خدا نے اُنھیں ہلاک کر دیا۔ اور کفار کے لئے اُنھیں باعث عبرت بنا دیا۔ خدائے تعالےٰ پوری قوت والا، سخت پکڑ والا شدید عذاب والا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے تمام عذابوں سے نجات دے۔ آمین۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور

وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا

قارون کے پاس بھیجا تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر (اور) جھوٹا ہے پھر (اسکے بعد) جب وہ (عام) لوگوں کے پاس دین حق جو ہماری طرف سے تھا

قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا

لیکر آئے تو ان (مذکور) لوگوں نے (بطور مشورہ کے) کہا کہ جو لوگ انکے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو

كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

اور کافروں کی تدبیر محض بے اثر رہی اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

ڈالوں، اور اُس کو چاہیئے کہ اپنے رب کو (مدد کے لئے) پکارے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی (نہ)

الْفَسَادَ ﴿۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا

پھیلا دے۔ اور موسیٰ نے (جب یہ بات سنی تو) کہا کہ میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خر دماغ شخص

يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۷﴾ ع

(کے شر) سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا۔

قصہ موسیٰ علیہ السّلام

اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسولؐ کو تسلی دینے کے لئے اگلے رسولوں کے قصے بیان فرماتا ہے، کہ جس طرح انجام کار فتح وظفر اُن کے ساتھ رہی اسی طرح آپؐ بھی اُن کفار سے کوئی اندیشہ نہ کیجئے۔ میری مدد آپؐ کے ساتھ ہے۔ انجام کار آپ ہی کی بہتری اور برتری ہوگی جیسے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السّلام کا واقعہ آپؐ کے سامنے ہے کہ ہم نے انھیں دلائل وبراہین کے ساتھ بھیجا، قبطیوں کے بادشاہ فرعون کی طرف جو مصر کا سلطان تھا، اور ہامان کی طرف جو اُس کا وزیر اعظم تھا، اور قارون کی طرف جو اُس کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند تھا اور تاجروں کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا، ان بدنصیبوں نے خدا کے اس زبردست رسولؑ کو جھٹلایا اور اُن کی توہین کی اور صاف کہدیا کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔ یہی جواب اگلی اُمتوں کے کافروں کا بھی انبیاء علیہم السّلام کو ملتا رہا۔ جیسے ارشاد ہے كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ الخ یعنے اسی طرح ان سے پہلے بھی جتنے رسولؑ آئے سب سے اُن کی قوم نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا انھوں نے اس پر کوئی متفقہ تجویز کر رکھی ہے؟ نہیں بلکہ دراصل یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں، جب ہمارے رسول موسیٰ علیہ السّلام ان کے پاس حق لائے، اور اپنی رسالت پر زبردست دلیلیں قائم کردیں تو اُن لوگوں نے رسولوں کو ستانا اور دُکھ پہنچانا شروع کیا۔ اور فرعون نے حکم جاری کردیا کہ اس رسولؑ پر جو ایمان لائے ہیں ان کے ہاں جو لڑکے ہوں اُنھیں قتل کردو، اور جو لڑکیاں ہوں انھیں زندہ چھوڑ دو، اس سے پہلے بھی وہ یہی حکم جاری کر چکا تھا۔ اس لئے کہ اُسے خوف تھا کہ کہیں حضرت موسیٰ پیدا نہ ہوجائیں، یا اس لئے کہ بنی اسرائیل کی تعداد کم کردے، اور انھیں کمزور اور بے طاقت بنادے، اور ممکن ہے کہ دونوں مصلحتیں سامنے

ہوں اور اب دوبارہ حکم کی وجہ تو یہی تھی کہ یہ جماعت مغلوب ہے اور ان کی گنتی نہ بڑھے اور یہ پست و ذلیل رہے نہ کہ انھیں خیال ہو کہ ہماری اس مصیبت کا باعث حضرت موسیٰؑ ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہا بھی کہ آپؑ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں ایذا دیگئی اور آپ کے تشریف لانے کے بعد بھی ہم ستائے گئے، آپؑ نے جواب دیا تم جلدی نہ کرو بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہارے دشمن کو برباد کر دے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ حضرت قتادہؓ کا قول ہے کہ فرعون کا یہ حکم دوبارہ تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کفار کا فریب اور اُن کی یہ پالیسی کہ بنی اسرائیل فنا ہو جائیں تھی ہی بے فائدہ اور فضول، فرعون کا ایک بدترین قصد بیان ہو رہا ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰؑ کے قتل کا ارادہ کیا، اور اپنی قوم سے کہا کہ مجھے چھوڑو میں موسیٰؑ کو قتل کر ڈالوں گا وہ اپنے خدا کو بھی اپنی مدد پر پکارے مجھے کوئی پرواہ نہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر اُسے زندہ چھوڑ اگیا تو وہ تمہارے دین کو بدل دے گا تمہاری عادات و رسومات کو تم سے چھڑا دے گا اور زمین میں ایک فساد پھیلائے گا، اسی لئے عرب میں یہ مثل مشہور ہو گئی صَارَ فِرْعَوْنُ مُذَكِّرًا یعنے فرعون بھی واعظ بن گیا، بعض قرأتوں میں بجائے اَنْ يُّظْهِرَ کے يَظْهَرَ ہے حضرت موسیٰؑ کو جب فرعون کا یہ بدارادہ معلوم ہوا تو آپؑ نے فرمایا میں اس کی اور اس جیسوں کی بُرائی سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں، اے میرے مخاطب لوگو! میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اُس شخص کی ایذا رسانی سے جو حق کو تکبر کرنے والا اور قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والا ہو[عہ] ف حدیث شریف میں ہے کہ جب جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَأُبِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ یعنے اے اللہ تعالےٰ ان کی بُرائی سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں، اور ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا

اور (اس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور اب تک) ایمان پوشیدہ رکھتے تھے کہا کیا تم ایک شخص کو (محض)

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا

اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوےٰ پر) دلیلیں (بھی) لیکر آیا ہے۔ اور اگر (بالفرض) وہ

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

جھوٹا ہے تو اسکا جھوٹ اسی پر پڑیگا، اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور) ہی پڑے گا اللہ تعالےٰ

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ① يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ

کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کریگا۔ اگر (ان کے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آپڑا فرعون نے

عہ علماء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس رعایت کو پیش نظر رکھکر کہا ہے کہ آفات حوادث سے بچنے کے لئے اگر دعائیں عمومی انداز میں کیجائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو صرف فرعون کے مظالم سے محفوظ رہنے کی دعا کی ضرورت تھی لیکن انہوں نے دعا کی بالکل عام تو معلوم ہوا کہ عمومی انداز ہی میں دعا مناسب اور بہتر ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِیْکُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ (۲)

فرعون نے یہ تقریر سُن کر جواب میں کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دونگا جو خود دیکھ رہا ہوں (کہ اس کا قتل ہی مناسب ہے) اور میں تم کو عین طریق مصلحت بتاتا ہوں۔

ایک مومن کی حقیقت بیانی

مشہور تو یہی ہے کہ یہ مومن قبطی تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ اور فرعون کے خاندان میں سے تھے بلکہ سدیؒ فرماتے ہیں کہ فرعون کے یہ چچا زاد بھائی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ نجات پائی تھی، امام ابن جریرؒ بھی اسی قول کو پسند فرماتے ہیں، بلکہ جن لوگوں کا قول ہے کہ یہ مومن بھی اسرائیلی تھے، آپؒ نے اُن کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ اسرائیلی ہوتے تو نہ فرعون اس طرح صبر سے اُن کی نصیحت سُنتا نہ حضرت موسیٰؑ کے قتل کے ارادے سے باز آتا، بلکہ انھیں ایذا پہنچاتا۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آلِ فرعون میں سے ایک تو یہ مرد ایماندار تھا اور دوسرے فرعون کی بیوی ایمان لائی تھیں۔ تیسرا وہ شخص جس نے حضرت موسیٰؑ کو خبر دی تھی کہ سرداروں کا مشورہ تمہیں قتل کرنے کا ہو رہا ہے، یہ اپنے ایمان کو چھپاتے رہتے تھے لیکن قتل موسیٰؑ کی خبر سُنکر اُن سے ضبط نہ ہو سکا، اور یہی درحقیقت سب سے بہتر اور افضل جہاد ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے انسان کلمۂ حق کہدے جیسے کہ حدیث میں ہے، اور فرعون کے سامنے اس سے زیادہ بڑا کلمہ کوئی نہ تھا۔ پس یہ شخص بہت بڑے مرتبے کے مجاہد تھے۔ جن کے مقابلہ کا کوئی نظر نہیں پڑتا، البتہ صحیح بخاری شریف وغیرہ میں ایک واقعہ کئی روایتوں سے موجود ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ سب سے بڑی ایذا مشرکوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پہنچائی ہے؟ آپ نے فرمایا سُنو ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عُقبہ بن ابی مُعیط آیا اور آپؐ کو پکڑ لیا۔ اور اپنی چادر میں بل دیکر آپؐ کی گردن میں ڈال کر گھسیٹنے لگا جس سے آپؐ کا گلا مبارک گھٹنے لگا۔ اُسی وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے بھاگے آئے اور اسے دھکا دے کر دور پھینکا اور فرمانے لگے کیا تم اُس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس دلیلیں لے کر آیا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ قریشیوں کا مجمع جمع تھا جب آپؐ وہاں سے گزرے تو انھوں نے کہا کیا تو ہی ہے؟ جو ہمیں ہمارے باپ دادوں کے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، ہاں میں ہی ہوں، اس پر وہ سب آپؐ کو چمٹ گئے اور کپڑے گھسیٹنے لگے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آکر آپؐ کو بچا لیا اور آنسو بہاتے ہوئے بآوازِ بلند اُن سے یہ فرمایا اور پوری آیت اَتَقْتُلُوْنَ کی تلاوت کی۔ پس اس مومن نے بھی یہی کہا کہ اس کا قصور تو صرف اتنا ہی ہے کہ یہ اپنا رب اللہ کو بتلاتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے اس پر سند اور دلیل پیش کرتا ہے۔ اچھا مان لو بالفرض یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا، اللہ سبحانہ وتعالےٰ اسے دنیا اور آخرت میں سزا دے گا، اور اگر وہ سچا ہے اور تم نے اُسے ستایا دُکھ پہنچایا تو یقیناً تم پر عذابِ خدا برس پڑے گا جیسے کہ وہ کہہ رہا ہے[عہ]۔ پس عقلاً لازم ہے کہ تم اسے چھوڑ دو جو لوگ اس کی مان رہے ہیں مانیں۔ تم کیوں اس کے درپئے آزار ہو رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون اور فرعونیوں سے یہی چاہا تھا جیسے آیت وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَھُمْ سے فَاعْتَزِلُوْنِ تک ہے، یعنے ہم نے ان سے پہلے قومِ فرعون کو آزمایا اُن کے پاس رسولِ کریم کو بھیجا۔ اُس نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو مجھے سونپ دو۔ میں تمہاری طرف رب کا رسولِ امین ہوں۔ تم خدا سے بغاوت نہ کرو، دیکھو میں تمہارے پاس

[عہ] امام رازی نے لکھا ہے کہ میں نے جب کبھی اپنے پر جھوٹے الزام لگانے والوں کا معاملہ خدا تعالےٰ کے سپرد کر دیا تو غیب سے خدا تعالےٰ نے ایسے آدمی کھڑے کر دئے جنہوں نے میری طرف سے وہ کامیاب مدافعت کی جس کی بنا پر میرے دشمن زِچ ہو گئے روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ولقد جربت فی احوال نفسی انہ کلما قصدنی شریر بشر ولم اتعرض لہ واکتفی بتفویض ذلک الامر الی اللہ فانہ سبحانہ یقیض اقواما لا اعرفہم البتہ یبالغون فی دفع ذلک الشر۔

کھلی دلیلیں اور زبردست معجزے لایا ہوں۔ تم مجھے سنگسار کر دو گے اس سے میں خدا کی پناہ لیتا ہوں، اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھے چھوڑ دو یہی جناب رسولِ آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ خدا کے بندوں کو خدا کی طرف مجھے پکارنے دو تم میری ایذا رسانی سے باز رہو، اور میری قرابت داری کو خیال کرتے ہوئے مجھے دُکھ نہ دو۔ صلح حُدیبیہ بھی دراصل یہی چیز تھی جو کھُلی فتح کہلوائی۔ وہ مومن کہتا ہے کہ مسرف اور جھوٹے آدمی راہ یافتہ نہیں ہوتے اُن کے ساتھ خدائی نصرت نہیں ہوتی، اُن کے اقوال و افعال بہت جلد اُن کی خباثت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ برخلاف اس کے کہ یہ نبی اللہ اختلاف واضطراب سے پاک ہیں۔ صحیح سچی اور اچھی راہ پر ہیں۔ زبان کے سچے عمل کی پکے ہیں، اگر یہ حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوتے تو یہ راستی اور عمدگی ان میں ہرگز نہ ہوتی، پھر قوم کو نصیحت کرتے ہیں اور انھیں خدائی عذابوں سے ڈراتے ہیں۔ بھائیو! تمہیں اللہ نے اس ملک کی سلطنت عطا فرمائی ہے، بڑی عزت دی ہے، تمہارا حکم جاری کر رکھا ہے۔ خدا کی اس نعمت پر تمہیں اس کا شکر کرنا چاہئے۔ اور اُس کے رسولوں کو سچا ماننا چاہیئے۔ یاد رکھو اگر تم نے ناشکری کی اور رسولؑ کی طرف بُری نظریں ڈالیں تو یقیناً عذاب خدا تم پر آجائے گا۔ بتلاؤ اُس وقت کسے پکارو گے جو تمہاری مدد پر کھڑا ہو اور خدا کے عذابوں کو رد کرے یا ٹالے؟ یہ لاؤ لشکر یہ جان و مال کچھ کام نہ آئیں گے۔ فرعون سے اور تو کوئی معقول جواب بن نہ پڑا کھسیانہ بن کر قوم میں اپنی خیر خواہی جتانے لگا کہ میں تمہیں دھوکا نہیں دے رہا جو میرا خیال ہے اور میرے ذہن میں ہے وہی تم پر ظاہر کر رہا ہوں حالانکہ دراصل یہ بھی اُس کی خیانت تھی۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ حضرت موسیٰؑ خدا کے سچے رسولؑ ہیں۔ جیسے فرمان باری ہے لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ یعنے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے فرعون! تو خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان وزمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں، جو کہ بصیرت کے ذرائع ہیں اور آیت میں ہے وَجَحَدُوْا بِهَا الخ یعنے انہوں نے باوجود دلی یقین کے ازراہ ظلم وزیادتی انکار کر دیا۔ اسی طرح اس کا یہ کہنا بھی سراسر غلط تھا کہ میں تمہیں حق کی سچائی کی اور بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں۔ اس میں وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا تھا اور رعیت کی خیانت کر رہا تھا۔ لیکن اُس کی قوم اُس کے دھوکے میں آگئی اور فرعون کی بات مان لی۔ فرعون نے انھیں کوئی بھلائی کی راہ پر نہ ڈالا۔ اُس کا کام ٹھیک تھا ہی نہیں۔ اور جگہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے فرعون نے اپنی قوم کو بہکا دیا اور انھیں صحیح راہ تک نہ پہنچنے دیا نہ پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو امام اپنی رعایا سے خیانت کھیل رہا ہو وہ مر کر جنت کی خوشبو بھی نہیں پاتا۔ حالانکہ وہ خوشبو پانچسو سال کی راہ پر آتی ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ ؏

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ (۳)

اور اس مومن نے کہا صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِ

جیسا قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں (یعنی قوم لوطؑ) وغیرہ کا حال ہوا تھا

هِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (۴) وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ (۵)

اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا اور صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہونگی۔

یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے (اُس وقت تم کو خدا سے بچانیوالا نہ ہوگا اور جسکو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے

هَادٍ ⑥ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا

والا نہیں۔ اور اس سے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل توحید و نبوت کے لیکر آچکے ہیں سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے

جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ

جو وہ تمہارے پاس لیکر آئے تھے حتی کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجیگا اسی طرح اللہ تعالی

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ⑦ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

آپ سے باہر ہو جانے والوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ انکے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا

اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ

کرتے ہیں اس (کج بحثی) سے خدا تعالی کو بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کو بھی اور اسی طرح اللہ تعالی ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ⑧

کر دیتا ہے۔

جتھہ بندی کا دن

اس مومن کی نصیحت کا آخری حصہ بیان ہو رہا ہے کہ اُس نے فرمایا دیکھو تم نے خدا کے رسولؐ کی نہ مانی اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں اگلی قوموں کی طرح تم پر عذابِ خدا برس نہ پڑے، قوم نوح اور عادیوں، ثمودیوں کو دیکھ لو کہ پیغمبروں کی نہ ماننے کے وبال میں اُن پر کیسے عذاب آئے؟ اور کوئی نہ ہوا جو اُس عذاب کو ٹالتا یا روکتا، اس میں خدا کا کچھ ظلم نہ تھا اُس کی ذات بندوں پر ظلم کرنے سے پاک ہے اُن کے اپنے کرتوت تھے جو اُن کے لئے وبالِ جان بن گئے؛ مجھے تم پر قیامت کے دن کے عذاب کا بھی ڈر ہے جو ہانک پکار کا دن ہے۔ صور کی حدیث میں ہے کہ جب زمین میں زلزلہ آئے گا اور زمین پھٹ جائے گی تو لوگ مارے گھبراہٹ کے ادھر اُدھر پریشان حواس بھاگنے لگیں گے۔ اور ایک دوسرے کو آوازیں دیں گے۔ حضرت ضحاکؒ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب جہنم لائی جائے گی اور لوگ اُسے دیکھکر ڈر کر بھاگیں گے اور فرشتے اُنھیں میدانِ محشر کی طرف واپس لائیں گے، جیسے فرمانِ خدا ہے وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا یعنی فرشتے اُس کے کناروں پر ہوں گے، اور فرمان ہے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا، الخ یعنی اے انسانو! اور جنو! اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے بھاگ نکلنے کی طاقت رکھتے ہو نکل بھاگو لیکن یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔ حسن رح اور ضحاکؒ کی قرأت میں يَوْمَ التَّنَادِّ دال کی تشدید کے ساتھ ہے۔ اور یہ ماخوذ ہے نَدَّ الْبَعِيْرُ سے، جب اونٹ چلا جائے اور سرکشی کرنے لگے تو یہ لفظ کہا جاتا ہے، کہا گیا ہے کہ جس ترازو میں عمل تولے جائیں گے وہاں ایک فرشتہ ہوگا، جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی وہ باواز بلند پکار کر کہے گا کہ لوگو! فلاں کا لڑکا فلاں سعادت والا ہو گیا اور آج کے بعد سے اُس پر شقاوت کبھی نہیں آئے گی۔ اور اگر اُس کی نیکیاں گھٹ گئیں تو وہ فرشتہ آواز بلند کہیگا کہ فلاں بن فلاں بدنصیب ہو گیا۔ اور تباہ و برباد ہو گیا۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کو يَوْمَ التَّنَادِ اس لئے کہا گیا ہے کہ جنتی جنتیوں کو اور جہنمی جہنمیوں کو پکاریں گے اور اعمال کے ساتھ پکاریں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ جنتی جہنمیوں کو پکاریں گے اور کہینگے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے سچ پایا۔ تم بتلاؤ کہ کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچ پایا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہاں۔ اسی طرح جہنمی جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہمیں تھوڑا سا پانی ہی چھوا دو یا وہ کچھ دے دو جو خدا نے تمہیں دے رکھا ہے۔ جنتی جواب دیں گے کہ یہاں کے کھانے پینے کو خدا نے کافروں پر حرام کر دیا ہے، اسی طرح سورۂ اعراف میں یہ بھی بیان ہے۔ کہ اعراف والے جہنمیوں اور جنتیوں کو پکاریں گے۔ بغویؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام باتیں ہیں اور

ان سب وجوہ کی بنا پر قیامت کے دن کا نام یَوْمَ التَّنَادِ ہے۔ یہی قول مناسب ہے، واللہ اعلم، اُس دن لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہونگے لیکن بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور کہدیا جائے گا کہ آج ٹھیرنے کی جگہ یہی ہے، اُس دن کوئی نہ ہوگا جو بچا سکے اور خدا کے عذاب سے چھڑا سکے، بات یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی قادر مطلق نہیں وہ جسے گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ہے، پھر فرماتا ہے کہ اس سے پہلے اہل مصر کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے پیغمبرؑ بن کر آئے تھے۔ آپؑ کی بعثت حضرت موسیٰؑ سے پہلے ہوئی تھی، عزیز مصر بھی آپؑ ہی تھے۔ اور اپنی اُمت کو خدا کی طرف بلاتے تھے۔ لیکن قوم نے اُن کی اطاعت نہ کی، ہاں بوجہ دُنیوی جاہ کے اور وزارت کے انھیں ماتحتی کرنی پڑتی تھی۔ پس فرماتا ہے کہ تم اُن کی نبوت کی طرف سے بھی شک میں ہی رہے۔ آخر جب اُن کا انتقال ہوگیا تو تم بالکل مایوس ہوگئے اور طمع کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اب تو اللہ تعالےٰ کسی کو نبی بنا کر بھیجے گا ہی نہیں۔ یہ تھا ان کا کفر اور ان کی تکذیب اسی طرح اللہ تعالےٰ انھیں گمراہ کر دیتا ہے جو بیجا کام کرنے والے اور حد سے گزر جانے والے اور شک شبہ میں مبتلا رہنے والے ہوں، یعنے جو تمہارا حال ہے یہی حال اُن سب کا ہوتا ہے جن کے کام اسراف والے ہوں اور جن کا دل شک شبہ والا ہو، جو لوگ حق کو باطل سے ہٹاتے ہیں اور بغیر دلیل کے دلیلوں کو ٹالتے ہیں اس پر خدا اُن سے ناخوش ہے۔ اور سخت ترناراض ہے۔ ان کے یہ افعال جہاں خدا کی ناراضگی کا باعث ہیں وہاں ایمانداروں کی بھی ناخوشی کا پیش خیمہ ہیں۔ جن لوگوں میں ایسی واہی صفتیں ہوتی ہیں۔ اُن کے دل پر اللہ تعالےٰ مہر کر دیتا ہے جس کے بعد انھیں نہ اچھائی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ بُرائی بُری لگتی ہے۔ ہر وہ شخص جو حق سے سرکشی کرنے والا ہو۔ اور تکبر و غرور والا ہو۔ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جبار وہ شخص ہے جو دو انسانوں کو قتل کر ڈالے۔ ابو عمران جونیؒ اور قتادہؒ کا فرمان ہے کہ جو بغیر حق کے کسیکو قتل کرے وہ جبار ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم ۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۹ اَسْبَابَ

اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں

السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

پھر (وہاں جا کر) موسیٰ کے خدا کو دیکھ بھالوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی (اور)

سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝۱۰ ع

بدکرداریاں (بھی) اسکو مستحسن معلوم ہوتی تھیں اور (سیدھے) راستے سے رک گیا اور فرعون کی (ہر) تدبیر غارت ہی گئی۔

۴ ع ۹

فرعون کی خرمستیاں

فرعون کی سرکشی اور تکبر کا بیان ہو رہا ہے کہ اُس نے اپنے وزیر ہامان؎ سے کہا کہ میرے لئے ایک بلند بالا محل تعمیر کرا۔ اینٹوں اور چونے کی پختہ اور بہت اونچی عمارت بنا، جیسے اور جگہ ہے کہ اُس نے کہا اے ہامان! اینٹیں پکا کر میرے لئے ایک اونچی عمارت بنا۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قبر کو پختہ بنانا اور اُسے چونہ گچ کرنا سلف صالحین مکروہ جانتے تھے۔ (ابن ابی حاتم) فرعون کہتا ہے کہ یہ محل میں اس لئے بنوا رہا ہوں کہ آسمان کے دروازوں اور آسمان کے راستوں تک میں پہنچ جاؤں، اور موسیٰؑ کے خدا کو دیکھ لوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ موسیٰؑ ہے جھوٹا۔ وہ جو کہہ رہا ہے کہ خدا نے اسے بھیجا ہے یہ بالکل غلط ہے، دراصل فرعون کا یہ ایک مکر تھا اور وہ اپنی رعیت پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ دیکھو

؎ شاید آپ کو معلوم نہ ہو ہامانؔ کسی متعین شخص کا نام نہیں، بلکہ فرعون کیطرح یہ بھی ایک لقب ہے جو دیوتا آمن کے مندر کا سب سے بڑا پجاری ہوتا اسی کو ہامان کہتے، اور یہی شخص سلطنت کا چیف انجینیر بھی ہوتا۔

میں ایسا کام کرتا ہوں جس سے موسیٰؑ کا جھوٹ بالکل کھل جائے اور میری طرح تمھیں بھی یقین آجائے کہ موسیٰؑ غلط گو مفتری اور کذاب ہے فرعون راہ خدا سے روک دیا گیا۔ اُس کی ہر تدبیر اُلٹی ہی رہی۔ اور جو کام وہ کرتا ہے وہ اُس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اور وہ خسارے میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ ① یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ
اور اس مومن نے کہا اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں اے بھائیو یہ

الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ② مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً
دنیوی زندگانی محض حظ چند روزہ ہے اور (اصل) ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے (جہاں جزا کا یہ قانون ہوگا) جو شخص گناہ کرتا ہے اُس کو

فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ
تو برابر سرابری بدلہ ملتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو

فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ③
ایسے لوگ جنت میں جاوینگے (اور) وہاں بے حساب اُن کو رزق ملے گا۔

نیک راہ

فرعون کی قوم کا مومن مرد جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اپنی قوم کے سرکشوں خود پسندوں اور متکبروں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میری بات مانو میری راہ پر چلو میں تمہیں راہ راست پر ڈال دوں گا، یہ اپنے اس قول میں فرعون کی طرح کاذب نہ تھا وہ تو اپنی قوم کو دھوکہ دے رہا تھا اور یہ اُن کی حقیقی خیر خواہی کر رہا تھا، پھر اُنھیں دنیا سے بے رغبت کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کہتا ہے کہ دنیا ایک ڈھل جانے والا سایہ اور ختم ہو جانے والا فائدہ ہے۔ لازوال اور قرار و ہمیشگی والی جگہ تو اس کے بعد آنے والی آخرت ہے، جہاں کی رحمت و زحمت ابدی اور غیر فانی ہے، جہاں بُرائی کا بدلہ تو اُس کے برابر ہی دیا جاتا ہے، ہاں نیکی کا بدلہ بے حساب دیا جاتا ہے۔ نیکی کرنے والا مرد ہو چاہے عورت ہو۔ ہاں یہ شرط ہے کہ ہو باایمان۔ اُسے اُس نیکی کا ثواب اس قدر دیا جائے گا جو بے حد و حساب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۭ ④ تَدْعُوْنَنِیْ
اور اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو (طریق) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔ (یعنی) تم مجھ کو اس بات

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ
کی طرف بلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس کے ساجھی ہونے کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تم کو خدائے زبردست خطا بخش کی طرف

الْغَفَّارِ ⑤ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا
بلاتا ہوں۔ یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ

فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ⑥
آخرت ہی میں اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں وہ سب دوزخی ہوں گے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ

سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کروگے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا

بِالْعِبَادِ ﴿٧﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ

نگراں ہے پھر خدا تعالےٰ نے اُس مومن کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہوا

الْعَذَابِ ﴿٨﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ

(جس کا آگے بیان ہے کہ) وہ لوگ (برزخ میں) صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٩﴾

فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت عذاب میں داخل کرو۔

مردِ مومن کا ایک سوال

قومِ فرعون کا مردِ مؤمن اپنا وعظ جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں توحید کی طرف یعنے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی طرف بُلا رہا ہوں۔ میں تمہیں خدا کے رسولؑ کی تصدیق کرنے کی دعوت دے رہا ہوں، اور تم مجھے کفر و شرک کی طرف بُلا رہے ہو؟ تم چاہتے ہو کہ میں جاہل بن جاؤں اور بے دلیل خدا کے اور اس کے رسولؐ کے خلاف کروں۔ غور کرو کہ تمہاری اور میری دعوت میں کس قدر فرق ہے؟ میں تمہیں اُس خدا کی طرف لیجانا چاہتا ہوں جو بڑی عزّت اور کبریائی والا ہے، باوجود اس کے وہ ہر اُس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اُس کی طرف جھکے اور استغفار کرے۔ لَا جَرَمَ کے معنے حق و صداقت کے ہیں۔ یعنے یہ یقینی سچ اور حق ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بُلا رہے ہو یعنے بتوں اور سوائے خدا کے اوروں کی عبادت کی طرف وہ ہیں جنھیں دین و دنیا کا کوئی اختیار نہیں، جنھیں نفع نقصان پر کوئی قابو نہیں، جو اپنے پکارنے والے کی پکار کو نہ سُن سکیں نہ قبول کر سکیں نہ یہاں نہ وہاں جیسے فرمانِ خداوندی ہے۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ یعنے اُس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔ جو خدا کے سوا اوروں کو پکارتا ہے۔ جو اُس کی پکار کو قیامت تک نہیں سُن سکتے، جنھیں مطلق خبر نہیں کہ کون ہمیں پکار رہا ہے؟ جو قیامت کے دن اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت سے بالکل انکار کر جائیں گے۔ گو تم اُنھیں پکارا کرو لیکن وہ نہیں سُنتے۔ اور بالفرض اگر سُن بھی لیں۔ تو قبول نہیں کر سکتے۔ مردِ مومن آلِ فرعون سے کہتا ہے کہ ہم سب کو لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے، وہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کا بدلہ بھگتنا ہے۔ وہاں حد سے گزر جانے والے، خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے والے ہمیشہ کے لئے جہنّم واصل کر دیئے جائیں گے تم اس وقت گو میری باتوں کی قدر نہ کرو۔ لیکن ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا میری باتوں کی صداقت و حقانیت تم پر واضح ہو جائے گی۔ اُس وقت ندامت حسرت اور افسوس کرو گے لیکن وہ محض بے سود ہوگا میں تو اپنا کام سپردِ خدا کرتا ہوں۔ میرا توکل اُسی کی ذات پر ہے۔ میں اپنے ہر کام میں اُسی سے مدد طلب کرتا ہوں، مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں، میں تم سے الگ ہوں اور تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں، میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ خدا اپنے بندوں کے تمام حالات سے دانا بینا ہے۔ مستحقِ ہدایت جو ہیں اُن کی وہ رہنمائی کریگا۔ اور مستحقینِ ضلالت اُس رہنمائی سے محروم رہیں گے۔ اُس کے ہر کام میں حکمت اور اُس کی ہر تدبیر میں اچھائی ہوتی ہے۔ اس مومن کو خدائے تعالےٰ نے فرعون کے مکر سے بچا لیا، دنیا میں بھی وہ محفوظ رہا یعنے موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ اُس نے نجات پائی۔ اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہا۔ باقی تمام فرعونی بدترین عذاب کا شکار ہوئے۔ سب دریا میں ڈبو دیئے گئے، پھر وہاں سے جہنّم واصل کر دیئے گئے۔ ہر صبح و شام اُن کی روحیں جہنّم کے سامنے لائی جاتی ہیں قیامت تک یہ عذاب انھیں ہوتا رہے گا۔ اور قیامت کے دن ان کی روحیں جسم سمیت جہنّم میں ڈال دی جائیں گی، اور اُس دن

ان سے کہا جائے گا کہ اے آلِ فرعون سخت دردناک اور بہت زیادہ تکلیف دہ عذاب میں چلے جاؤ. ف یہ آیت اہلِ سنت کے اس مذہب کی کہ عالمِ برزخ میں یعنے قبروں میں عذاب ہوتا ہے بہت بڑی دلیل ہے۔ ہاں یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بعض حدیثوں میں کچھ ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب برزخ کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے شریف کی ہجرت کے بعد ہوا اور یہ آیت مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کی روحیں صبح شام جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہے باقی رہی یہ بات کہ یہ عذاب ہر وقت جاری اور باقی رہتا ہے یا نہیں اور یہ بھی کہ آیا یہ عذاب صرف روح کو ہی ہوتا ہے یا جسم کو بھی اس کا علم آپؐ کو مدینے شریف میں کرایا گیا، اور آپ نے اُسے بیان فرما دیا پس حدیثوں قرآن کو ملا کر مسئلہ یہ ہوا کہ عذاب ثوابِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی حق ہے اب اُن حدیثوں کو ملاحظہ فرمائیے مسند احمد میں ہے کہ ایک یہودیہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت گذار تھی حضرت عائشہؓ جب کبھی اُس کے ساتھ کچھ سلوک کرتیں تو وہ دعا دیتی اور کہتی کہ اللہ تعالےٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے ایک روز حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رسول اللہؐ! کیا قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں تو، یہ کس نے کہا؟ حضرت عائشہؓ نے اُس یہودیہ عورت کا واقعہ بیان کیا، تو آپؐ نے فرمایا یہود جھوٹے ہیں اور وہ تو اس سے زیادہ جھوٹ، اللہ پر باندھا کرتے ہیں. قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہیں کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک مرتبہ ظہر کے وقت کپڑا لپیٹے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور با آواز بلند فرما رہے تھے کہ قبر مانند سیاہ رات کی اندھیریوں کے ٹکڑوں کے ہے لوگو! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو بہت زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے لوگو! قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو، یقین مانو کہ عذاب قبر حق ہے اور روایت میں ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے حضرت عائشہؓ سے کچھ مانگا جو آپ نے دیا اور اُس نے وہ دعا دی اُس کے آخر میں ہے کہ اُس کے کچھ دنوں بعد حضورؐ نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہاری آزمائش قبر میں کی جاتی ہے، پس ان حدیثوں اور آیت میں ایک تطبیق تو وہ ہے جو اُوپر بیان ہوئی دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آیت یُعْرَضُوْنَ سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ کفار کو عالم برزخ میں عذاب ہوتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کو بھی اُس کے بعض گناہوں کی وجہ سے اس کی قبر میں عذاب ہوتا ہے یہ صرف حدیث شریف سے ثابت ہوا مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت ایک یہودیہ عورت حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھی کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ تم لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے؟ اسے سُن کر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کانپ گئے اور فرمایا یہودی آزمائے جاتے ہیں پھر چند دنوں بعد آپؐ نے فرمایا لوگو! تم سب قبروں کے فتنے میں ڈالے جاؤ گے اُس کے بعد حضور علیہ السلام فتنۂ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت سے صرف روح کے عذاب کا ثبوت ہوتا تھا اس سے جسم تک اُس عذاب کے پہنچنے کا ثبوت نہیں تھا، بعد میں بذریعہ وحی حضورؐ کو یہ معلوم کرایا گیا کہ عذاب قبر جسم و روح کو ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے پھر اُس سے محفوظ رہنے کی دعا شروع کی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک یہودیہ عورت آئی اور اُس نے کہا عذابِ قبر سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس پر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضورؐ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے. اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے اُسے سُنتے ہی یہودیہ عورت کی تصدیق کی، اور اُوپر والی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس کی تکذیب کی تھی، دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ دو واقعے ہیں، پہلے واقعے کے وقت چونکہ وحی سے آپؐ کو معلوم نہیں ہوا تھا اس لئے آپؐ نے انکار فرما دیا پھر معلوم ہو گیا تو آپؐ نے اقرار کیا اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ اعلم :: قبر کے عذاب کا ذکر بہت سی صحیح حدیثوں میں آ چکا ہے. واللہ اعلم :: حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ رہتی دنیا تک ہر صبح شام فرعونیوں کی روحیں جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور اُن سے کہا جاتا ہے کہ بدکارو! تمہاری اصلی جگہ یہی ہے، تاکہ اُن کے رنج و غم بڑھیں اُن کی ذلت و توہین ہو، پس آج بھی وہ عذاب میں ہی ہیں

اور دائماً اس میں رہیں گی۔ ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں، وہ جنت میں جہاں کہیں چاہیں چگتی پھرتی ہیں اور مومنوں کے بچوں کی روحیں چڑیوں کے قالب میں ہیں اور جہاں وہ چاہیں جنت میں چگتی رہتی ہیں اور عرش کے تلے کی قندیلوں میں آرام حاصل کرتی ہیں۔ اور آلِ فرعون کی روحیں سیاہ رنگ پرندوں کے قالب میں ہیں، صبح بھی جہنم کے پاس جاتی ہیں اور شام کو بھی یہی اُن کا پیش ہونا ہے۔ معراجؐ والی ایک طویل روایت میں ہے کہ پھر مجھے ایک بہت بڑی مخلوق کی طرف لے چلے جن میں سے ہر ایک کا پیٹ مثل بہت بڑے گھر کے تھا جو آلِ فرعون کے پاس قید تھے۔ اور آلِ فرعون صبح شام آگ پر لائے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ ان فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں لے جاؤ۔ اور یہ فرعونی لوگ نکیل والے اونٹوں کی طرح مُنہ نیچے کئے ہوئے پتھر اور درخت چر رہے ہیں اور بے عقل و شعور ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو احسان کرے خواہ مسلم ہو خواہ کافر، اللہ تعالےٰ اُسے ضرور بدلہ دیتا ہے، ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کافر کو کیا بدلہ ملتا ہے؟ فرمایا اگر اُس نے صلہ رحمی کی ہے یا صدقہ دیا ہے یا اور کوئی اچھا کام کیا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کا بدلہ اُس کے مال میں اُس کی اولاد میں اُس کی صحت میں اور ایسی ہی اور چیزوں میں عطا فرماتا ہے۔ ہم نے پھر پوچھا اور آخرت میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا بڑے درجے سے کم درجے کا عذاب۔ پھر آپؐ نے اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ الخ پڑھی۔ ابن جریر میں ہے کہ حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص عہ نے پوچھا کہ ذرا ہمیں یہ تو بتلاؤ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سفید پرندوں کا غول سمندر سے نکلتا ہے اور اُس کے مغربی کنارے اُڑتا ہوا صبح کے وقت جاتا ہے۔ اس قدر زیادتی کے ساتھ کہ اُن کی تعداد کوئی گن نہیں سکتا، شام کے وقت ایسا ہی جھنڈ کا جھنڈ واپس آتا ہے لیکن اس وقت اُن کے رنگ بالکل سیاہ ہوتے ہیں، آپؒ نے فرمایا تم نے اسے خوب معلوم کر لیا؟ ان پرندوں کے قالب میں فرعونیوں کی روحیں ہیں، جو صبح شام آگ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں پھر اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ جاتی ہیں، ان کے پر جل گئے ہوئے ہوتے ہیں، اور یہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر رات کو وہ اُگ جاتے ہیں اور سیاہ جھڑ جاتے ہیں، پھر وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں، یہی حالت ان کی دنیا میں ہے، اور قیامت کے دن ان سے اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ ان فرعونیوں کو سخت عذابوں میں داخل کر دو، کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چھ لاکھ کی ہے جو فرعون کی فوج تھی۔ مسند احمد میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کبھی کوئی مرتا ہے تو ہر صبح شام اُس کی جگہ اُس کے سامنے پیش کی جاتی ہے، اگر وہ جنتی ہے تو جنت، اور اگر وہ جہنمی ہے تو جہنم۔ اور کہا جائے گا کہ تیری اصلی جگہ یہ ہے۔ جہاں تجھے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بھیجے گا۔ یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم شریف میں ہے۔

وَاِذۡ یَتَحَآجُّوۡنَ فِی النَّارِ فَیَقُوۡلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُنَّا لَکُمۡ تَبَعًا فَهَلۡ

اور جبکہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا

اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا نَصِیۡبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۱۰﴾ قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُلٌّ فِیۡهَاۤ

تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ میں

اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ حَکَمَ بَیۡنَ الۡعِبَادِ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِیۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادۡعُوۡا

ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا اور (اس کے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے جہنم کے موکل فرشتوں کو (درخواست کے طور

عہ ظاہر ہے کہ محض ایک واقعہ ہے نہ قرآن کی آیت اور نہ کوئی صحیح حدیث جس کو تسلیم کرنے پر آپ مجبور ہوں۔

رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ

کہینگے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے. فرشتے کہینگے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آئے

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

رہے دوزخی کہینگے کہ ہاں آئے تو رہے تھے فرشتے کہینگے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے

آتش نشینوں کے خرافاتی جھگڑے

جہنمی لوگ جہنم کے اور عذابوں کو برداشت کرتے ہوئے ایک اور عذاب کے بھی شکار ہوں گے جس کا یہاں بیان ہو رہا ہے. یہ عذاب فرعونیوں کو بھی ہوگا اور دوسرے دوزخیوں کو بھی یعنے آپس کے لڑائی جھگڑے، چھوٹے بڑوں سے، یعنے تابعداری کرنے والے اور حکم احکام کے ماننے والے جن کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے، اور جن کی باتیں تسلیم کیا کرتے تھے، اور جن کے کہنے پر عمل کرتے تھے، اُن سے کہینگے کہ دُنیا میں ہم تو تمہارے تابع فرمان رہے، جو تم نے کہا ہم بجا لائے، کفر اور گمراہی کے احکام بھی جو تمہاری بارگاہ سے صادر ہوئے تمہارے تقدس اور علم و فضل سرداری اور حکومت کی بنا پر ہم سب کو مانتے رہے، اب یہاں آپ ہمیں کچھ تو کام آیئے، ہمارے عذاب کا ہی کوئی حصہ اپنے اوپر اُٹھا لیجئے! یہ رؤسا، اور امراء، سادات اور بزرگ جواب دیں گے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل بھلس ہی رہے ہیں، ہمیں جو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا کم ہیں؟ جو تمہارے عذاب اٹھائیں؟ اللہ کا حکم ہو چکا ہے، رب فیصلے صادر فرما چکا ہے، ہر ایک کو اُس کے بد اعمال کے مطابق سزا دے چکا ہے. اب اس میں کمی ناممکن ہے. جیسے اور آیت میں ہے کہ ہر ایک کے لئے بڑھا چڑھا عذاب ہے گو تم نہ سمجھو، جب اہل دوزخ سمجھ لیں گے کہ خدا اُن کی دُعا قبول نہیں فرماتا بلکہ کان بھی نہیں لگاتا. بلکہ اُنھیں ڈانٹ دیا ہے اور فرما چکا ہے کہ یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام بھی نہ کرو تو وہ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے عہ جو وہاں کے ایسے ہی پاسبان ہیں جیسے دُنیا کے جیل خانوں کے نگہبان داروغے اور محافظ سپاہ ہوتے ہیں، اُن سے کہیں گے کہ تم ہی ذرا اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ کسی ایک دن ہی وہ ہمارے عذاب ہلکے کر دے؛ وہ اُنھیں جواب دیں گے کہ کیا رسولوں کی زبانی خدائی احکام دنیا میں تمہیں پہنچے نہ تھے؟ تو یہ کہیں گے کہ ہاں پہنچے تھے. تو فرشتے کہیں گے پھر اب تم آپ ہی اللہ تعالےٰ سے دُعا کرو، ہم تو تمہاری طرف سے کوئی عرض اُس جناب میں نہیں کر سکتے؛ بلکہ اب ہم تمہاری ہائے وائے کا بھی خیال نہیں کریں گے. بلکہ ہم خود تم سے بیزار اور تمہارے دشمن ہیں، ہم تمہیں کہے دیتے ہیں کہ خواہ تم دعا کرو خواہ تمہارے لئے اور کوئی دعا کرے ناممکن ہے کہ تمہارے عذاب میں کمی ہو. کافروں کی دُعا نامقبول اور مردود ہے عہ ✤

عہ کیونکہ دعا مغفرت کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے، اور ایمان کے لئے دار العمل یعنی دنیا کی ضرورت تھی دنیا میں ایمان نہیں لائے اس لئے آج مغفرت کی دعا، قبول ہو تو کیسے؟

عہ مفسرین نے اس موقع پر قرآن بلاغت کے ثبوت میں اس نکتہ کو خوب پیش کیا ہے کہ قرآن مجید یہاں یوں بھی کہہ سکتا تھا کہ "وقال الذین فی النار لخزنتھا" یعنی جہنم کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں تھی صرف خزنتہ میں ضمیر اس کو لاکر نار کیطرف راجع کر دے تو بھی مراد جہنم ہی کی فرشتے ہوئے کیونکہ نار سے بھی ظاہر ہے کہ مراد جہنم ہی ہے پھر جہنم کی تصریح کیوں کی؟ جواب اس کا یہ دیتے ہیں کہ جہنم کا صراحۃً ذکر اس لئے ہے تاکہ لوگوں کے دل میں دہشت اور خوف پیدا ہو.

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ①

ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمال

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ②

لکھتے تھے) کھڑے ہونگے جس دن کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دیگی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور اُن کے لئے اس عالم میں خرابی ہوگی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ③ هُدًى

اور (آپ کے قبل) ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں اور (پھر) ہمنے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت

وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ④ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کے لئے۔ سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا)

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ⑤ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

معافی مانگیے اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (اور) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدائی آیتوں میں جھگڑے

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ

نکالا کرتے ہیں ان کے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں سو آپ اللہ کی پناہ

بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑥

مانگتے رہیے بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا

نصرت الٰہی

آیت میں رسولوں کی مدد کرنے کا خدا کا وعدہ ہے، پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض رسولوں کو اُن کی قوموں نے قتل کر دیا، جیسے حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیا صلوات اللہ علیہم وسلامہ، اور بعض انبیاء کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا، جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کہ اُنھیں خدائے تعالےٰ نے آسمان کی طرف ہجرت کرائی، پھر کیا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وعدہ پورا کیوں نہ ہوا؟ اس کے دو جواب ہیں ایک تو یہ کہ یہاں گو عام خبر ہے لیکن مراد بعض سے ہے، اور یہ لغت میں عموماً پایا جاتا ہے کہ مطلق ذکر ہو اور مراد خاص افراد ہوں، دوسرے یہ کہ مدد کرنے سے مراد بدلہ لینا ہو، پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسے ایذا پہنچانے والوں سے قدرت نے زبردست انتقام نہ لیا ہو. چنانچہ حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیا علیہم السّلام کے قاتلوں پر خدا نے اُن کے دشمنوں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے انھیں زیر و زبر کر ڈالا۔ اُن کے خون کی ندیاں بہا دیں اور اُنھیں نہایت ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا، نمرود مردود کا مشہور واقعہ دنیا کو معلوم ہے کہ قدرت نے اسے کیسی پکڑ میں پکڑا، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو جن یہودیوں نے سولی دینے کی کوشش کی تھی اُن پر جناب باری عزیز و حکیم نے رُومیوں کو غالب کر دیا، اور اُن کے ہاتھوں اُن کی سخت ذلت و اہانت ہوئی، اور ابھی جب قیامت کے قریب آپ اتریں گے تب دجّال کے ساتھ اُن یہودیوں کو جو اُس کے لشکری ہوں گے قتل کریں گے، اور امام عادل اور حاکم باانصاف بن کر تشریف لائیں گے، صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ باطل کر دیں گے بجز اسلام کے اور کچھ قبول نہ فرمائیں گے، یہ ہے خدائے تعالےٰ کی عظیم الشان مدد، اور یہی دستورِ قدرت ہے جو پہلے سے ہے اور اب تک جاری ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی دنیوی امداد بھی فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں سے خود

انتقام لے کر اُن کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے عزّ وجلّ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے دوستوں سے دشمنی کرے اس نے مجھے لڑائی کے لئے طلب کیا، دوسری حدیث میں ہے کہ میں اپنے دوستوں کی طرف سے بدلہ ضرور لے لیا کرتا ہوں جیسے کہ شیر بدلہ لیتا ہے۔ اسی بنا پر اُس مالک الملک نے قوم نوح سے، عادیوں، اور ثمودیوں سے، اصحاب الرّس سے، قوم لوط سے، اہل مدین سے، اور اُن جیسے اُن تمام لوگوں سے جنھوں نے خدا کے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور حق کا خلاف کیا تھا بدلہ لیا، ایک ایک کو چُن چُن کر تباہ و برباد کیا، اور جتنے مومن اُن میں تھے اُن سب کو بچالیا۔ امام سدیؒ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خدا کے رسولؐ آئے، یا ایماندار بندے انھیں پیغام الٰہی پہنچانے کے لئے کھڑے ہوئے اور اُس قوم نے اُن نبیوںؑ کی یا اُن مومنوں کی بے حرمتی کی اور انھیں مارا پیٹا قتل کیا، ضرور بالضرور اُسی زمانے میں عذاب خدا اُن پر برس پڑے، نبیوںؑ کے قتل کے بدلے لینے والے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پانی کی طرح اُن کے خون سے پیاسی زمین کو سیراب کیا، پس گو انبیاءؑ اور مومنین یہاں قتل کئے گئے لیکن اُن کا خون رنگ لایا۔ ناممکن ہے کہ ایسے بندگانِ خاص کی امداد و اعانت نہ ہو اور اُن کے دشمنوں سے پورا انتقام نہ لیا گیا ہو۔ اشرف الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی دنیا اور دنیا والوں کے سامنے ہیں کہ خدا نے آپؐ کو اور آپؐ کے اصحابؓ کو غلبہ دیا، اور دشمنوں کی تمام کوششوں کو بے نتیجہ رکھا، اُن تمام پر آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا، آپؐ کے کلمے کو بلند و بالا کیا، آپؐ کا دین دُنیا کے تمام دینوں پر غالب آیا۔ قوم کی زبردست مخالفت کے وقت اپنے نبیؐ کو مدینے میں پہنچا دیا اور مدینے والوں کو سچا جاں نثار بنا کر پھر مشرکین کا سارا زور بدر کی لڑائی میں توڑ دیا، اُن کے کفر کے تمام وزنی ستون اس لڑائی میں اُکھیڑ دیئے۔ سردارانِ مشرک یا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے یا مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی بن کر نامرادی کے ساتھ گردن جھکائے نظر آنے لگے، قید و بند میں جکڑے ہوئے ذلّت و اہانت کے ساتھ مدینے کی گلیوں میں دست بدستِ دگرے پا بدستِ دگرے ہو گئے۔ حکمتِ خدا نے اُن پر پھر احسان کیا اور ایک مرتبہ پھر موقعہ دیا فدیہ لے کر آزاد کر دیئے گئے، لیکن پھر بھی جب مخالفتِ رسولؐ سے باز نہ آئے اور اپنے کرتوت پر اڑے رہے تو وہ وقت بھی آیا کہ جہاں سے نبیؐ کو چھپ چھپا کر رات کے اندھیرے میں پا پیادہ ہجرت کرنی پڑی تھی وہاں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے اور گردن پر ہاتھ باندھے ہوئے دشمنانِ رسولؐ سامنے لائے گئے، اور بلادِ حرم کی عظمت و عزت رسولِ محترمؐ کی وجہ سے پوری ہوئی، اور تمام شرک و کُفر اور ہر طرح کی بے ادبیوں سے خانۂ خدا کو پاک صاف کر دیا گیا۔ بالآخر یمن بھی فتح ہوا اور پورا جزیرۂ عرب قبضۂ رسولؐ میں آگیا۔ اور جوق در جوق لوگ دینِ خدا میں داخل ہو گئے۔ پھر ربّ العالمین نے اپنے رسول رحمۃ للعالمین کو اپنی طرف بلا لیا اور وہاں کی کرامت و عظمت سے اپنی مہمانداری میں رکھ کر نوازا صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کے نیک نہاد صحابہؓ کو آپؐ کا جانشین بنایا، جو محمدیؐ جھنڈا لئے کھڑے ہو گئے، اور خدا کی توحید کی طرف خلقِ خدا کو بلانے لگے۔ جو راہ میں حائل ہوا اُسے الگ کیا۔ جو خار چمن میں نظر پڑا اُسے کاٹ ڈالا، گاؤں گاؤں شہر شہر ملک ملک دعوتِ اسلام پہنچا دی جو مانع ہوا اُسے منع کا مزہ چکھایا اسی ضمن میں مشرق و مغرب میں سلطنتِ اسلامی پھیل گئی، زمین پر اور زمین والوں کے جسموں پر ہی صحابہؓ کرامؓ نے فتح حاصل نہیں کی بلکہ اُن کے دلوں پر بھی فتح حاصل کی اسلامی نقوش دلوں میں جما دیئے۔ اور سب کو کلمۂ توحید کے نیچے جمع کر دیا دینِ محمدیؐ نے زمین کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ دعوتِ محمدیہؐ بہرے کانوں تک بھی پہنچ چکی۔ مرادِ محمدیؐ اندھوں نے بھی دیکھ لی، خدا تعالٰے اس پاکباز جماعت کو اُن کی اولوالعزمیوں کا بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔ آمین! الحمد للہ آج تک خدا کا دین غالب و منصور ہے، آج تک مسلمانوں میں حکومت و سلطنت موجود ہے[عہ]، آج تک اُن کے ہاتھوں میں خدا کا اور اُس کے رسولؐ کا کلام

[عہ] صدیوں قبل کی یہ تحریر ہے تاہم صداقت اب بھی کسی نہ کسی درجہ میں اس میں موجود ہے، حکومت مسلمانوں کی ڈھیل ڈھالی ہی سہی تاہم ہے کئی جگہ قائم۔

موجود ہے، اور آج تک ان کے سروں پر رب کا ہاتھ ہے۔ اور قیامت تک یہ دین مظفر و منصور ہی رہے گا جو اس سے بھڑے گا منہ کی کھائے گا اور پھر کبھی منہ نہ دکھائے گا، یہی مطلب ہے اس مبارک آیت کا، قیامت کے دن بھی دینداروں کی مدد و نصرت ہوگی اور بہت بڑی اور بہت اعلیٰ پیمانہ تک، گواہوں سے مراد فرشتے ہیں، دوسری آیت میں یَوْمَ بدل ہے پہلی آیت کے اسی لفظ سے، بعض قراتوں میں یَوْمُ ہے تو یہ گویا پہلے یَوْمَ کی تفسیر ہے، ظالموں سے مراد مشرک ہیں اُن کا عذر و فدیہ قیامت کے دن مقبول نہ ہوگا، وہ رحمتِ رب سے اُس دن دور دھکیل دیئے جائیں گے۔ اُن کے لئے بُرا گھر یعنے جہنّم ہوگا، اُن کی عاقبت خراب ہوگی، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ہم نے ہدایت و نور بخشا۔ بنی اسرائیل کا انجام بہتر کیا، فرعون کے مال و زمین کا انھیں وارث بنایا، کیونکہ یہ اطاعتِ خدا اور اتباعِ رسولؐ میں ثابت قدمی کے ساتھ سختیاں برداشت کرتے رہے تھے، جس کتاب کے یہ وارث ہوئے وہ عقلمندوں کے لئے سرتاپا باعث ہدایت و عبرت تھی، اے نبیؐ! آپ صبر کیجئے، خدا کا وعدہ سچا ہے۔ آپؐ کا ہی بول بالا ہوگا انجام کے لحاظ سے اور آپؐ والے ہی غالب رہیں گے رب اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا بلاشک و شبہ دینِ خدا اُونچا ہو کر ہی رہے گا، تو اپنے رب سے استغفار کرتا رہ، آپؐ کو حکم دے کر دراصل آپؐ کی اُمّت کو استغفار پر آمادہ کرنا ہے۔ دن کے آخری اور رات کے ابتدائی وقت اور دن کے ابتدائی اور رات کے انتہائی وقت خصوصیت کے ساتھ رب کی پاکیزگی اور تعریف بیان کیا کر، جو لوگ باطل پر جم کر حق کو ہٹا دیتے ہیں، دلائل کو کٹھ حجتی سے ٹال دیتے ہیں اُن کے دلوں میں بجز تکبّر اور کچھ نہیں، ان میں اتباعِ حق سے سرکشی ہے۔ یہ رب کی باتوں کی عزت جانتے ہی نہیں لیکن جو تکبّر اور جو خودی اور جو اپنی اونچائی وہ چاہتے ہیں وہ انہیں ہرگز حاصل نہیں ہونے کی، ان کے مقصود باطل ہیں ان کے مطلوب لاحاصل ہے، اللہ تعالےٰ کی پناہ طلب کر کہ ان جیسا حال کسی بھلے آدمی کا نہ ہو، اور ان نخوت پسند لوگوں کی شرارت سے بھی خدا کی پناہ چاہا کر۔ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ کہتے تھے کہ دجّال انہی میں سے ہوگا اور اُس کے زمانے میں یہ زمانے کے بادشاہ ہوجائیں گے، پس اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ فتنۂ دجّال سے خدا کی پناہ طلب کیا کرو، وہ سمیع و بصیر ہے۔ لیکن آیت کو یہودیوں کے بارے میں نازل شدہ بتلانا اور دجّال کی بادشاہی اور اُس کے فتنے سے پناہ کا حکم یہ سب چیزیں تکلّف سے پر ہیں، مانا کہ یہ تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے مگر یہ قول نُدرت سے خالی نہیں، ٹھیک یہی ہے کہ عام ہے، واللہ سبحانہ و تعالےٰ اعلم ؛

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتداءً) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی (اتنی بات) نہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سمجھتے اور بینا نابینا اور (ایک) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور (دوسرے) بدکار

وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

برابر نہیں ہوتے تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اُس (کے آنے) میں کسی طرح کا

فِيْهَا ۡ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۹

شک ہی نہیں مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔

ع۵ انشاء اللہ تعالےٰ ۔

تخلیق زمین و آسمان

اللہ تعالےٰ قادرِ مطلق فرماتا ہے کہ مخلوق کو وہ قیامت کے دن نئے سرے سے ضرور زندہ کرے گا جب کہ اُس نے آسمان و زمین جیسی زبردست مخلوق کو پیدا کر دیا تو انسان کا پیدا کرنا یا اُسے بگاڑ کر بنانا اُس پر کیا مشکل ہے؟ اور آیت میں ارشاد ہے کہ کیا ایسی بات اور اتنی واضح حقیقت بھی جھٹلائے جانے کے قابل ہے کہ جس خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کر دیا اور اس اتنی بڑی چیز کی پیدائش سے نہ وہ تھکا نہ عاجز ہوا، اُس پر مُردوں کا زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟ ایسی صاف دلیل بھی جس کے سامنے جھٹلانے کی چیز ہو اُس کی معلومات یقیناً نوحہ کرنے کے قابل ہیں، اُس کی جہالت میں کیا شک ہے؟ جو ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھ سکے؟ تعجب ہے کہ بڑی سے بڑی چیز کو تو تسلیم کی جائے اور اُس سے بہت چھوٹی چیز کو محالِ محض مانا جائے! اندھے اور دیکھنے کا فرق ظاہر ہے، ٹھیک اسی طرح مسلم و مجرم کا فرق ہے۔ اکثر لوگ کس قدر کم نصیحت قبول کرتے ہیں! یقین مانو کہ قیامت کا آنا حتمی ہے پھر بھی اس کی تکذیب کرنے اور اسے باور نہ کرنے سے بیشتر لوگ باز نہیں آتے۔ ایک یمنی شیخ اپنی سُنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں کہ قربِ قیامت پر لوگوں پر بلائیں برس پڑیں گی اور سُورج کی حرارت سخت تیز ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرونگا۔ جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (۶۰)

(مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے

جہنم ٹھکانہ اُن کا

اللہ تبارک و تعالےٰ کے اس احسان پر قربان ہو جائیں کہ وہ ہمیں دعا کی ہدایت کرتا ہے اور قبولیت کا وعدہ فرماتا ہے، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے۔ "اے وہ خدا جسے وہ بندہ بہت ہی پیارا لگتا ہے جو بکثرت اُس سے دُعائیں کیا کرے، اور وہ بندہ اُسے سخت بُرا معلوم ہوتا ہے جو اُس سے دُعا نہ کرے، اے میرے رب یہ صفت تو صرف تیری ہی ہے۔" شاعر کہتا ہے ؎

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهٗ ✢ وَبُنَيُّ اٰدَمَ حِيْنَ يُسْاَلُ يَغْضَبُ

یعنے اللہ تعالےٰ کی شان یہ ہے کہ جب تُو اُس سے نہ مانگ تو وہ ناخوش ہوتا ہے، اور انسان کی یہ حالت ہے کہ اُس سے مانگو تو وہ روٹھ جاتا ہے۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اس اُمت کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ اس سے پہلے کی کسی اُمت کو نہیں دی گئیں بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ دیکھو ہر نبیؑ کو خدا کا فرمان یہ ہوا ہے کہ تو اپنی امت پر گواہ ہے۔ لیکن تمام لوگوں پر گواہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا ہے، اگلے نبیوں سے کہا جاتا تھا کہ تجھ پر دین میں کچھ حرج نہیں، اس امت سے فرمایا گیا کہ تمہارے دین میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ ہر نبیؑ سے کہا جاتا تھا کہ مجھے پکار میں تیری دعا قبول کروں گا، لیکن اس اُمت سے فرمایا گیا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول فرماؤں گا۔ (ابن ابی حاتم) ابو یعلےٰ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت سے فرمایا چار خصلتیں ہیں جن میں سے ایک میرے لئے ہے ایک تیرے اور میرے درمیان اور ایک تیرے درمیان اور میرے دوسرے بندوں کے درمیان۔ جو خاص میرے لئے ہے وہ تو یہ کہ تو صرف میری ہی عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، اور جو تیرا حق مجھ پر ہے وہ یہ کہ تیرے ہر عمل خیر کا پورا پورا بدلہ میں تجھے دوں گا، اور تیرے میرے درمیان ہے وہ یہ کہ تو دعا کر اور میں قبول کیا کروں۔ اور چوتھی خصلت جو تیرے اور میرے دوسرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ تو اُن کے لئے وہ چاہ جو اپنے لئے پسند رکھتا ہے۔ مسند احمد میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ دعا عین عبادت ہے پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث سنن میں بھی ہے، امام ترمذیؒ اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ اور حاکمؒ اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ مسند میں ہے کہ جو شخص خدا سے دعا

نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس پر غضبناک ہوتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد اُن کی تلوار کے میان میں سے ایک پرچہ نکلا جس میں تحریر تھا کہ تم اپنے رب کی رحمتوں کے مواقع کو تلاش کرتے رہو بہت ممکن ہے کہ کسی ایسے وقت تم دعائے خیر کرو کہ اُس وقت رب کی رحمت جوش میں ہو اور تمہیں وہ سعادت مل جائے جس کے بعد کبھی بھی حسرت و افسوس نہ کرنا پڑے۔ آیت میں عبادت سے مُراد دُعا اور توحید ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن متکبر لوگ چیونٹیوں کی شکل میں جمع کئے جائیں گے، چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اُن کے اُوپر ہو گی، انھیں بولس نامی جہنم کے جیل خانے میں ڈالا جائے گا، اور بھڑکتی ہوئی تحت آگ اِن کے سروں پر شعلے مارے گی، انھیں جہنمیوں کا لہو، پیپ، اور پاخانہ پیشاب پلایا جائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ملکِ روم میں کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا تھا، ایک دن میں نے سُنا کہ ہاتف غیب ایک پہاڑ کی چوٹی سے باآوازِ بلند کہہ رہا ہے، خدایا! اُس پر تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے تیرے سوا دوسرے کی ذات سے اُمیدیں وابستہ رکھتا ہے، خدایا! اُس پر بھی تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے اپنی حاجتیں دوسروں کے پاس لے جاتا ہے۔ پھر ذرا ٹھیر کر ایک پُر زور آواز اور لگائی اور کہا پورا تعجب اُس شخص پر ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے دوسرے کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے وہ کام کرتا ہے جن سے تو ناراض ہو جائے یہ سُنکر میں نے بلند آواز سے پوچھا کہ تو کوئی جن ہے یا انسان؟ جواب آیا کہ انسان ہوں، تو اُن کاموں سے اپنا دھیان ہٹالے جو تجھے فائدہ نہ دیں اور اُن کاموں میں مشغول ہو جا جو تیرے فائدے کے ہیں ؛

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع کے) لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو (دیکھنے کے لئے) روشن بنایا بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی

عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

فضل ہے لیکن اکثر آدمی (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا

شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۝۲ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ

ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ شرک کرکے کہاں اُلٹے چلے جارہے ہو اسی طرح (وہ پہلے) لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا

اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ

انکار کیا کرتے تھے اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرار گاہ بنایا اور آسمان کو (مثل) چھت (کے)

بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (پس) یہ اللہ ہے

رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۴ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ

تمہارا رب سو بڑا عالی شان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے وہی (ازلی ابدی) زندہ (رہنے والا) ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب)

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۵

خالص اعتقاد کرکے اس کو پکارا کرو تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے۔ تمام جہان کا۔

صاحب فضل عمیم

اللہ تعالیٰ اپنا احسان بیان فرماتا ہے کہ اُس نے رات کو سکون و راحت کی چیز بنائی اور دن کو روشن چمکیلا کیا تاکہ ہر شخص کو اپنے کام کاج میں سفر میں طلب معاش میں سہولت ہو،

(حاشیہ عہ صفحہ ۵۵ پر دیکھیے)

اور دن بھر کا کسل اور تھکان رات کے سکون و آرام سے اُتر جائے، مخلوق پر اللہ تعالٰے بڑے ہی فضل و کرم کرنے والا ہے، لیکن اکثر لوگ رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں، ان چیزوں کو پیدا کرنے والا، اور یہ راحت و آرام کے سامان مہیا کر دینے والا ہی اللہ واحد ہے، جو تمام چیزوں کا خالق ہے، اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، نہ اُس کے سوا اور کوئی مخلوق کی پرورش کرنے والا ہے، پھر تم کیوں اُس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو؟ جو خود مخلوق ہیں، کسی چیز کو انہوں نے پیدا نہیں کیا، بلکہ جن بتوں کی پرستش کر رہے ہو وہ خود تمہارے اپنے ہاتھوں کے گھڑے ہوئے ہیں، ان سے پہلے مشرکین بھی اسی طرح بہکے۔ اور بے دلیل و حجت غیر خدا کی عبادت کرنے لگے، خواہش نفسانی کو سامنے رکھ کر دلائل خدا کی تکذیب کی۔ اور جہالت کو آگے رکھ کر بہکتے بھٹکتے رہے، اللہ تعالٰے نے زمین کو تمہارے لئے قرار گاہ بنائی، یعنے ٹھیری ہوئی اور فرش کی طرح بچھی ہوئی کہ اُس پر تم اپنی زندگی گزارو، چلو پھرو، آؤ جاؤ، پہاڑوں کو اُس میں گاڑ کر اُسے ٹھیرا دیا کہ اب ہل جل نہیں سکتی، اُس نے آسمان کو چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے، اُسی نے تمہیں بہترین صورتوں میں پیدا کیا، ہر جوڑ ٹھیک ٹھاک اور دلفریب بنایا، موزوں قامت مناسب اعضاء، سڈول بدن، خوبصورت چہرہ عطا فرمایا۔ نفیس اور بہتر چیز کھانے پینے کو دیں، پیدا اُس نے کیا بسایا اُس نے کھلایا پلایا اُس نے، پہنایا اُڑھایا اُس نے، پس صحیح معنے میں خالق و رزاق وہی رب العالمین ہے، جیسے سُورۂ بقرہ میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ الخ یعنے لوگو! اپنے اُس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا تاکہ تم بچو۔ اُسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے بارش نازل فرما کر اُس کی وجہ سے زمین سے پھل نکال کر تمہیں روزیاں دیں، پس تم باوجود ان باتوں کے جاننے کے اللہ تعالٰے کے شریک اوروں کو نہ بناؤ، یہاں بھی اپنی یہ صفتیں بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہی اللہ تعالٰی تمہارا رب ہے، اور سارے جہان کا رب بھی وہی ہے، وہ بابرکت ہے، وہ بلندی پاکیزگی برتری اور بزرگی والا ہے، وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ وہ زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں، وہی اول آخر ظاہر و باطن ہے، اُس کا کوئی وصف کسی دوسرے میں نہیں۔ اُس کا نظیر و عدیل کوئی نہیں، تمہیں چاہیے کہ اُس کی توحید کو مانتے ہوئے اُس سے دعائیں کرتے رہو، اور اُس کی عبادت میں مشغول رہو، تمام تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہی ہے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے کو ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ بھی پڑھنا چاہیے، تاکہ اس آیت پر عمل ہو جائے۔ ابن عباسؓ سے بھی یہ مروی ہے حضرت سعد بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ جب تو فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۝ پڑھے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا کر اور اس کے ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پڑھ لیا کر۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نماز کے سلام کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے (مسلم ابوداؤد نسائی)۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ

آپ (ان مشرکوں کو سنانے کے لیے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس کی ممانعت کر دی گئی ہے کہ میں اُن (شرکاء) کی عبادت کروں جن کو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں

مِنْ رَّبِّیْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف) رب العالمین کے سامنے گردن جھکاؤں وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴ ملاحظہ ہو) ع؎ اگر یہ پیش نظر رہے کہ دنیا کی بعض احمق قوموں نے دن اور رات کو بھی مستقل معبود باور کر کے انکی بھی پرستش کی ہے تو پھر جعل لکم الیل والنھار کے ذکر کی اہمیت آپ کے سمجھ میں آئے گی۔

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ

پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو

ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى

پہنچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر

وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑦ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

(مقدر) تک پہنچ جاؤ اور یہ سب کچھ اسلئے کیا گیا تاکہ تم لوگ سمجھو (بھی) وہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کو (دفعۃً) پورا کرنا چاہتا ہے سو بس

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ⑧ ع

اُس کی نسبت (اتنا) فرما دیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے

ع ۸ ۱۴

معبودان باطل سے لو لگانا ایک بڑا جرم ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ! تم ان مشرکوں سے کہدو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے سوا ہر کسی کی عبادت سے اپنی مخلوق کو منع فرما چکا ہے۔ اُس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اس کی بہت بڑی دلیل اس کے بعد کی آیت ہے، جس میں فرمایا کہ اُسی وحدہٗ لاشریک نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، اُسی نے تمہیں ماں کے پیٹ سے بچے کی صورت میں نکالا، ان تمام حالات کو وہی بدلتا رہا پھر اُسی نے بچپن سے جوانی تک تمہیں پہنچایا وہی جوانی کے بعد بڑھاپے تک لے جائے گا۔ یہ سب کام اُسی ایک کے حکم تقدیر اور تدبیر سے ہوتے ہیں۔ پھر کس قدر نامرادی ہے کہ اُس کے ساتھ دوسرے کی عبادت کیجائے؟ بعض اس سے پہلے ہی فوت ہوجاتے ہیں یعنے کچے پنے میں ہی گر جاتے ہیں، حمل ساقط ہوجاتا ہے۔ بعض بچپن میں بعض جوانی میں بعض ادھڑ عمر میں بڑھاپے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ چنانچہ اور جگہ قرآن پاک میں ہے وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ یعنے ہم ماں کے پیٹ میں ٹھیراتے ہیں جب تک چاہیں۔ یہاں فرمان ہے کہ تاکہ تم وقت مقررہ تک پہنچ جاؤ۔ اور تم سوچو سمجھو یعنے اپنی حالتوں کے اس انقلاب سے تم ایمان لے آؤ کہ اس کے دنیا کے بعد بھی تمہیں نئی زندگی میں ایک روز کھڑا ہونا ہے، وہی جلانے مارنے والا ہے، اُس کے سوا کوئی موت زیست پر قادر نہیں؛ اُس کے کسی حکم کو کسی فیصلے کو کسی تقرر کو کسی ارادے کو کوئی توڑنے والا نہیں، جو وہ چاہتا ہے ہو کر ہی رہتا ہے اور جو وہ نہ چاہے ناممکن ہے کہ وہ ہوجائے؛

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ○ الَّذِيْنَ

کیا آپ نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں (حق سے) کہاں پھرے چلے جارہے ہیں جن لوگوں نے

كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○

اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا اور اس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دیکر بھیجا تھا سو انکو ابھی (یعنی قیامت میں جو قریب ہے) معلوم ہوا جاتا ہے

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ○ فِي الْحَمِيْمِ ۙ

جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے اور زنجیریں اُن کو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لیجاویں گے

ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ قِیْلَ لَھُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۵﴾ مِنْ دُوْنِ

پھر یہ آگ میں جھونک دیے جاویں گے پھر ان سے پوچھا جاویگا کہ وہ (معبود) غیر اللہ کہاں گئے جن کو تم شریک (خدائی) ٹھہراتے تھے

اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا ؕ كَذٰلِكَ

وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہو گئے بلکہ ہم اس کے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے اللہ تعالے اسی طرح

یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ

کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے یہ (سزا) اس کے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے

بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ

اور اس کے بدلہ میں ہے کہ تم اتراتے تھے جہنم کے دروازوں میں گھسو (اور) ہمیشہ ہمیشہ اس میں

فِیْھَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۸﴾

رہو سو متکبرین کا وہ برا ٹھکانہ ہے۔

دنیا کے بدترین قیدی

اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! کیا تمہیں ان لوگوں سے تعجب نہیں معلوم ہوتا جو اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اپنے باطل کے ساتھ حق سے رکے رہتے ہیں؟ تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ کس طرح ان کی عقلیں ماری گئی ہیں؟ اور بھلائی کو چھوڑ کر برائی کو کس طرح چمٹ گئے ہیں؟ پھر ان بدکردار کفار کو ڈرا رہا ہے کہ ہدایت و بھلائی کو جھوٹ جاننے والے کلام خدا اور کلام رسولؐ کے منکر اپنا انجام ابھی ابھی دیکھ لیں گے جیسے فرمایا "جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے۔" جبکہ گردنوں میں طوق اور زنجیریں پڑی ہوئی ہوں گی، اور داروغۂ جہنم گھسیٹے گھسیٹے پھر رہے ہوں گے، کبھی حمیم میں اور کبھی جحیم میں۔ گرم کھولتے ہوئے پانی میں سے گھسیٹے جائیں گے، اور آگ جہنم میں جھلسائے جائیں گے، جیسے اور جگہ ہے، یہ ہے وہ جہنم جسے گنہگار لوگ جھوٹا جانا کرتے تھے۔ اب یہ اس کے اور آگ جیسے گرم پانی کے درمیان مارے مارے پریشان پھرا کریں۔ اور آیتوں میں ان کا زقوم کھانا اور گرم پانی پینا بیان فرما کر فرمایا ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَھُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ ۝ یعنے پھر ان کی بازگشت تو جہنم ہی کی طرف ہے، سورۂ واقعہ میں اصحاب شمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا بائیں ہاتھ والے کسقدر برے ہیں؟ وہ آگ میں ہیں اور گرم پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ سودمند، آگے چل کر فرمایا: "اے بہکے ہوئے جھٹلانے والو! البتہ سینڈھ کا درخت کھاؤ گے اسی سے اپنے پیٹ بھرو گے پھر اس پر جلتا جلتا پانی پیو گے اور اس طرح جس طرح تونس والا اونٹ پیتا ہے۔ آج انصاف کے دن ان کی مہمانی یہی ہوگی۔ اور جگہ فرمایا ہے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِیْمِ یقیناً گنہگاروں کا کھانا زقوم کا درخت ہے جو مثل پگھلے ہوئے تانبے کے ہے، جو پیٹ کے اندر کھولتا رہتا ہے، جیسے تیز گرم پانی اسے پکڑو اور دھکیلتے ہوئے جہنم کے وسط میں پہنچاؤ، پھر اس کے سر پر تیز گرم جلتے پانی کا عذاب بہاؤ، اسے چکھ تو بڑا ہی ذی عزت اور بڑی ہی تعظیم تکریم والا شخص تھا یہی ہے جس سے تم شک شبہ میں تھے، مقصد یہ ہے کہ ایک طرف سے تو وہ یہ دکھ سہہ رہے ہوں گے جن کا بیان اوپر بیان ہوا، اور دوسری جانب سے انھیں ذلیل وخوار روسیاہ و نابکار کرنے کے لئے بطور ڈانٹ اور ڈپٹ کے بطور حقارت اور ذلت کے ان سے یہ کہا جائے گا جس کا ذکر ہوا۔ ابن ابی حاتم کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک جانب سے سیاہ ابر اٹھے گا جسے جہنمی دیکھیں گے، اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ ابر کو دیکھتے ہوئے دنیا کے انداز پر کہیں گے کہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ برسے، وہیں اس میں سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے نکلیں گے

جس کے شعلے انھیں جلائیں گے بھلسائیں گے اور جو طوق و سلاسل ہیں اُن کے طوق و سلاسل کے ساتھ اضافہ کردیئے جائیں گے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ کیوں جی دنیا میں خدا کے سوا جن جن کو پُوجتے رہے وہ سب آج کہاں ہیں؟ کیوں وہ تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے؟ کیوں تمہیں یوں بے کسی اور کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں وہ تو سب آج ناپید ہو گئے وہ تھے ہی بے فائدہ پھر اُنھیں کچھ خیال آئے گا اور کہیں گے نہیں نہیں، ہم نے تو اُن کی عبادت کبھی نہیں کی جیسے اور آیت میں ہے کہ جب اُن کے بنائے کچھ نہ بنے گی تو صاف انکار کر دیں گے اور جھوٹ بول دیں گے کہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۝ خدایا ہمیں تیری قسم ہم مشرک نہ تھے[ع۵]۔ یہ کفار اسی طرح بیکاری میں کھوئے رہتے ہیں، ان سے فرشتے کہیں گے یہ بدلہ ہے اُس کا جو دنیا میں بے وجہ اکڑتے پھرتے تھے تکبر و تجبر پر چست کمر رہتے تھے، لو اب آجاؤ جہنم کے ان دروازوں میں داخل ہو جاؤ اب ہمیشہ یہیں پڑے رہنا تم جیسے متکبرین کی ہی یہ منزل اور بُری جائے قرار ہے۔ جس قدر تکبر تھے اُتنے ہی ذلیل و خوار آج بنو گے، جتنے چڑھے تھے اُتنے ہی گرو گے، واللہ اعلم۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ج فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

(اور جب ان سے اس طرح انتقام لیا جاویگا) تو آپ (چندے) صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر جس عذاب کا ہم اُنسے وعدہ کررہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپکو دکھلا دیں

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ

یا (انکے نزول کے قبل ہی) ہم آپکو وفات دیدیں سو ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعضے تو وہ ہیں کہ

قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے قصہ بیان نہیں کیا۔ اور (اتنا امر سب میں مشترک ہے کہ) کسی رسول سے یہ

اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَ

نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر سکے پھر جس وقت اللہ کا حکم (نزول عذاب کے لئے) آویگا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جاویگا

خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ⑩ ع ۸ ۱۳

اور اس وقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاوینگے۔

ذرا آپ صبر کیجئے

اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو صبر کا حکم دیتا ہے کہ جو تیری نہیں مانتے تجھے جھوٹا کہتے ہیں تو اُن کی ایذا دہی پر صبر اور تحمل کر، ان سب پر فتح و نصرت تجھے ملے گی، آخر کار ہر طرح تیرے ہی حق میں بہتر رہے گا۔ تو اور تیری ماننے والے ہی تمام دنیا پر غالب رہیں گے۔ اور آخرت تو صرف تمہاری ہی ہے، پس یا تو ہم اپنے وعدے کی بعض چیزیں تجھے تیری زندگی میں دکھا دیں گے، اور یہی ہوا بھی، بدر والے دن کفر کا دھڑ اور سر توڑ دیا گیا قریشیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے، بالآخر مکہ فتح ہوا اور آپؐ دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک کہ تمام جزیرۂ عرب آپؐ کے زیر نگیں نہ ہو گیا۔ اور آپؐ کے دشمن

[ع۵] قرطبی کا خیال ہے کہ آیت میں شرک سے انکار یا جھوٹ بولنے کا اعلان نہیں بلکہ مطلب انکا یہ ہے کہ شرک تو ہم نے کیا لیکن آج معلوم ہوا کہ وہ قطعًا بیکار چیز تھی اور جنکو ہم خدا تعالیٰ کے سوا پوجتے تھے وہ تو کسی بھی قابل نہ تھے، قرطبی کے اپنے الفاظ یہ ہیں " ولیس ھذا انکارًا لعبادۃ الاصنام بل ھو اعتراف ان عبادۃ الاصنام کانت باطلۃ۔

آپ کے سامنے ذلیل وخوار نہ ہوئے اور آپ کی آنکھیں ربسنے ٹھنڈی نہ کردیں، یا اگر ہم تجھے فوت ہی کرلیں تو بھی ان کا لوٹنا تو ہماری ہی طرف ہے، ہم انہیں آخرت کے دردناک سخت عذاب میں مبتلا کریں گے، پھر مزید تسلی کے طور پر فرما رہا ہے کہ تجھ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تیرے سامنے بیان کردیئے ہیں۔ اور بعض کے قصے ہم نے بیان بھی نہیں کئے جیسے کہ سورۂ نساء میں بھی فرمایا گیا ہے۔ پس جن کے قصے مذکور ہیں دیکھ لو کہ قوم سے اُن کی کیسی کچھ گتھی۔ اور بعض کے واقعات ہم نے بیان نہیں کئے وہ بہ نسبت ان کے بہت زیادہ ہیں، جیسے کہ ہم نے سورۂ نساء کی تفسیر کے موقعہ پر بیان کردیا ہے۔ وللہ الحمد والمنہ۔ پھر فرمایا یہ ناممکن ہے کہ کوئی رسول علیہ السلام اپنی مرضی سے معجزات اور خوارقِ عادات دکھائے عہ۔ ہاں خدا کے حکم کے بعد کیونکہ رسول کے قبضے میں کوئی چیز نہیں۔ ہاں جب عذابِ خدا آجاتا ہے تو پھر تکذیب و تردید کرنے والے کفار بچ نہیں سکتے۔ مومن نجات پالیتے ہیں اور باطل پرست، باطل کار تباہ ہوجاتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ① وَ لَكُمْ فِیْهَا

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے مواشی بنائے تاکہ ان میں بعض سے سواری لو اور ان میں بعض (ایسے ہیں کہ اُن) کو کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں

مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ

اور بھی بہت فائدے ہیں۔ اور اسلئے بنائے، تاکہ تم اُن پر اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور اُن پر (بھی) اور کشتی پر (بھی)

تُحْمَلُوْنَ ② وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ③

لدے لدے پھرتے ہو اور (انکے علاوہ) تم کو اپنی اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے پھر تم اللہ تعالیٰ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے۔

تمہاری ضرورت کے جانور

اَنْعَامَ یعنے اُونٹ گائے بکری، خدائے تعالےٰ نے انسان کے طرح طرح کے نفع کے لئے پیدا کئے ہیں، سواریوں کے کام آتے ہیں کھائے جاتے ہیں، اونٹ سواری کا کام بھی دیتا ہے، اور کھایا بھی جاتا ہے، دودھ بھی دیتا ہے، بوجھ بھی ڈھوتا ہے۔ اور دور دراز کے سفر بآسانی طے کرا دیتا ہے عسہ۔ گائے گوشت کھانے کے کام بھی آتی ہے، دودھ بھی دیتی ہے، ہل میں بھی جتتے سہ، بکری کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے، اور دودھ بھی پیا جاتا ہے، پھر ان سب کے بال بیسوں کاموں میں آتے ہیں، جیسے کہ سورۂ انعام، سورۂ نحل وغیرہ میں بیان ہوچکا ہے۔ یہاں بھی یہ منافع بطورِ انعام گنوائے جارہے ہیں۔ دنیا جہاں میں اور اس کے گوشے گوشے میں اور کائنات کے ذرّے ذرّے میں اور خود تمہاری جانوں میں اُس خدا کی نشانیاں موجود ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اُس کی اَن گنت نشانیوں میں سے ایک کا بھی کوئی شخص انکاری نہیں ہوسکتا۔

عہ آیت میں واضح طور پر پھر اعلان اس حقیقت کا کر دیا گیا کہ نبی اور پیغمبر بھی معجزات اور خرقِ عادت کے ظاہر کرنے پر ہرگز ہرگز قادر نہیں مرشد تھانوی نے فرمایا کہ جب پیغمبر اور نبی اس سے عاجز ہیں تو اولیاء اللہ کے متعلق یہ سوچنا کہ وہ تصرفات اور کرامات پر بالاستقلال قادر ہیں قطعاً غلط ہوگا عسہ اور اس دور میں یہ تیز رفتار گاڑیاں یہ آواز سے زیادہ تیز جہاز، انسان کے تیار کئے ہوئے لیکن ان کو بنانے کی یہ عقل ان کو کس نے دی؟ اگر جواب یہی ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ خدا تعالےٰ نے! تو پھر سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح اس قدیم دور میں سواری کے جانور خدا تعالےٰ کا ایک احسان تھا آج یہ اڑتے جہاز اور دوڑتی گاڑیاں بھی اس کا احسان ہیں۔

سہ یا اس کی نسل سے یعنی بیل۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن

کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیا انجام

قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ

ہوا (حالانکہ) وہ لوگ اُن سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانیوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں، بڑھے ہوئے تھے سو ان

عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۴ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا

کی یہ تمام تر کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئی غرض جب ان کے پیغمبر اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے

بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۵ فَلَمَّا رَأَوْا

(اس) علم (معاش) پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا اور ان پر وہ عذاب آ پڑا جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے

بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۶ فَلَمْ

ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جنکو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ سو ان کو

يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ

ان کا ایمان لانا نافع نہ ہوا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اس کے بندوں

فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۷ ع ۹ ۱۲

میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے، اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

کائنات کے سفر

اللہ تعالیٰ اُن اگلے لوگوں کی خبر دے رہا ہے جو رسولوں کو اس سے پہلے جھٹلا چکے ہیں۔ ساتھ ہی بتلاتا ہے کہ اُس کا نتیجہ کیا کچھ انہوں نے بھگتا؟ باوجودیکہ وہ قوی تھے زمین میں نشانات عمارتیں وغیرہ بھی زیادہ رکھنے والے تھے اور بڑے مالدار تھے، لیکن کوئی چیز اُن کے کام نہ آئی، کسی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو نہ دفع کیا نہ کم کیا نہ ٹالا نہ ہٹایا، یہ تھے ہی غارت کئے جانے کے قابل کیونکہ جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے قاصد صاف صاف دلیلیں، روشن حجتیں کھلے معجزات، پاکیزہ تعلیمات لے کر آئے تو اُنھوں نے آنکھ بھر کر دیکھا تک نہیں، اپنے پاس کے علوم پر مغرور ہو گئے، اور رسولوں کی تعلیم کی حقارت کرنے لگے،ع کہنے لگے کہ ہم ہی زیادہ عالم ہیں، حساب، کتاب عذاب، ثواب کوئی چیز نہیں، اپنی جہالت کو علم سمجھ بیٹھے، پھر تو خدا کا وہ عذاب آیا کہ ان کے بنائے کچھ نہ بنی اور جسے جھٹلاتے تھے جس پر ناک بھوؤں چڑھاتے تھے جسے مذاق میں اُڑاتے تھے اُسی نے انھیں تہس نہس کر دیا، بالا کر دیا روئی کی طرح دھن دیا، اور بھوسی کی طرح اڑا دیا، اللہ تعالیٰ کے عذابوں کو آتا ہوا بلکہ آیا ہوا دیکھ کر ایمان کا اقرار کیا اور توحید کو تسلیم بھی کر لیا۔ اور غیر خدا سے منکر

ع متمدن قوموں نے ہمیشہ انبیاء کے مقابلہ میں اپنے باطل علوم پر یونہی اعتماد کیا اور خالص روحانی تعلیم جس میں دین و دنیا کی فلاح مضمر تھی اس کا مذاق بنایا سو پھر انکا انجام کیا ہوا تاریخ کے صفحات ان عبرت انگیز داستانوں کے امین ہیں۔ ان پر جو باطل اور خلاف شریعت علوم پر خواہ مخواہ اعتقاد اور ضرورت سے زیادہ بھروسہ کر رہے ہیں۔ اور اس میں داخل ہیں وہ جاہل صوفیہ بھی جنکا شعار قبر پرستی، پیر پرستی، قوالیاں اور عرس کی رنگینیاں ہیں۔ جن کی کائنات جہالت اور گمراہی کا طوفان اور جن کا سرمایہ بدعات کا گھناؤنا ڈھیر ہے والعیاذ باللہ۔

انکار بھی کیا لیکن اس وقت کی نہ توبہ قبول نہ ایمان قبول نہ اسلام مسلّم۔ فرعون نے بھی غرق ہوتے ہوئے کہا تھا کہ میرا اُس خدا پر ایمان ہے جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے، میں اُس کے سوا کسی کو لائقِ عبادت نہیں مانتا، میں اسلام قبول کرتا ہوں، خدا کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ اب ایمان لانا بے سود ہے۔ بہت نافرمانیاں اور شرانگیزیاں کر چکے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بھی اس سرکش کے لئے یہی بددُعا کی تھی کہ خدایا فرعونیوں کے دلوں کو اس قدر سخت کر دے کہ عذابِ الیم دیکھ لینے تک انھیں ایمان نصیب نہ ہو، پس یہاں بھی فرمانِ باری تعالٰے ہے کہ عذابوں کا معائنہ کرنے پر ایمان کی قبولیت نے انھیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا، یہ حکمِ خدا عام ہے، جو شخص بھی عذابوں کو دیکھ کر توبہ کرے اُس کی توبہ نامقبول ہے، حدیث شریف میں ہے غرغرے سے پہلے تک کی توبہ قبول ہے جب دم سینے میں اٹکا روح حلقوم تک پہنچ گئی فرشتوں کو دیکھ لیا اب کوئی توبہ نہیں۔ اسی لئے آخر میں ارشاد فرمایا کہ کفار ٹوٹے اور گھاٹے ہی میں ہیں۔ الحمد للہ سورۂ مؤمن کی تفسیر ختم ہوئی۔

* * *

تفسیر سُورۂ حمٓ السّجدۃ مکیّۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

حمٓ۔ یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن

لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④

ہے جو عربی زبان میں ہے ایسے لوگوں کے لئے (نافع) ہے جو دانشمند ہیں بشارت دینے والا ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے ڈرانے والا ہے سو اکثر لوگوں نے اس سے روگردانی کی پھر وہ (بوجہ اعراض)

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ

سنتے ہی نہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگ رہی ہے اور ہمارے

الثلثة

بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑤

آپ کے درمیان میں ایک حجاب ہے۔ سو آپ اپنا کام کئے جائیے ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

عـہ الفاظ قرآن پر نظر ہے جس چیز کو اس وقت میں نافع ہونے سے انکار ہے وہ صرف ایمان یعنی کفر سے بیزاری ہے رہی مومن گنہگار کی توبہ سو وہ اس وقت بھی انشاء اللہ تعالٰے مفید ثابت ہوگی۔ روح المعانی میں ہے کہ وھذا الحکم خاص بایمان الیاس واما توبۃ الیاس فھی مقبولۃ نافعۃ بفضل اللہ اکرمہ والفرق ظاھر۔

ایک تصنیف جسکے مصنف خود جل مجدہ ہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ عربی کا قرآن خدائے رحمان کا اُتارا ہوا ہے، جیسے اور آیت میں فرمایا اے تیرے رب کے حکم سے رُوح الامین نے حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، اور آیت میں ہے کہ روح الامین نے اسے تیرے دل پر اس لئے نازل فرمایا ہے کہ تو لوگوں کو آگاہ کرنے والا بن جائے، اس کی آیتیں مفصّل ہیں اُن کے معانی ظاہر ہیں احکام مضبوط ہیں۔ الفاظ واضح اور آسان ہیں جیسے اور آیت میں ہے كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ الخ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم و مفصّل ہیں۔ یہ کلام ہے حکیم و خبیر خدا کا۔ لفظ کے اعتبار سے معجز اور معنے کے اعتبار سے معجز۔ باطل نہ اس کے آگے سے آسکے نہ پیچھے سے حکیم و حمید رب کی طرف سے اُترا ہوا ہے۔ اس بیان و وضاحت کو ذی علم سمجھ رہے ہیں۔ یہ ایک طرف مؤمنوں کو بشارت دیتا ہے، دوسری جانب مجرموں کو دھمکاتا ہے، کفّار کو ڈراتا ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے پھر بھی اکثر قریشی مُنہ پھیرے ہوئے اور کانوں میں ٹینٹیاں بھرے ہوئے ہیں، پھر مزید ڈھٹائی دیکھو کر خود کہتے ہیں کہ تیری پکار سے تو ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ اور جو تو لایا ہے اُس سے ہم تو بہرے ہیں۔ اور تیرے اور ہمارے درمیان آڑ ہے۔ تیری باتیں نہ ہماری سمجھ میں آئیں نہ عقل میں سما سکیں، جا تو اپنے طریقے پر عمل کرتا چلا جا۔ ہم اپنا طریقۂ کار ہرگز نہ چھوڑیں گے ناممکن ہے کہ ہم تیری مان لیں۔ مسند عبد بن حُمید میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دن قریشیوں نے جمع ہو کر آپس میں مشاورت کی کہ جادو، کہانت اور شعر شاعری میں جو سب سے زیادہ ہو اُسے لیکر اس شخص کے پاس چلیں۔ (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس) جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈالدی ہے اور ہمارے کام میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ہمارے دین میں عیب گیری شروع کر دی ہے وہ اس سے مناظرہ کرے اور اُسے ہرا دے اور لاجواب کر دے، سب نے کہا کہ ایسا شخص تو ہم میں بجز عتبہ بن ربیعہ کے اور کوئی نہیں چنانچہ یہ سب مل کر عتبہ کے پاس آئے اور اپنی متفقہ خواہش ظاہر کی۔ اس نے قوم کی بات رکھ لی اور تیار ہو کر حضورؐ کے پاس آیا آکر کہنے لگا کہ اے محمدؐ! (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ تو بتا تو اچھا ہے یا عبد اللہ؟ (یعنے آپؐ کے والد صاحب) آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا، اُس نے دوسرا سوال کیا کہ اچھا جواب دے تو اچھا ہے یا تیرا دادا (عبد المطلب) حضورؐ اس پر بھی خاموش رہے۔ وہ کہنے لگا سُن، اگر تُو اپنے باپ دادوں کو اچھا سمجھتا ہے تب تو تجھے معلوم ہے کہ وہ انہی معبودوں کو پوجتے رہے جنہیں ہم سب پوجتے ہیں اور جن کی تُو عیب گیری کرتا رہتا ہے۔ اور اگر تو اپنے آپؐ کو اُن سے بہتر سمجھتا ہے تو کلام کر ہم بھی تیری بات سُنیں۔ قسم خدا کی دنیا میں کوئی انسان اپنی قوم کے لئے تجھ سے زیادہ ضرر رساں پیدا نہیں ہوا، تُو نے ہماری شیرازہ بندی کو توڑ دی تو نے ہمارے اتفاق کو نفاق سے بدل دیا، تو نے ہمارے دین کو عیب دار بتایا اور اُس میں بُرائی نکالی، تو نے سارے عرب میں بدنام اور رسوا کر دیا۔ آج ہر جگہ یہی تذکرہ ہے کہ قریشیوں میں ایک جادوگر ہے۔ قریشیوں میں کاہن ہے، اب تو یہی ایک بات باقی رہ گئی ہے کہ ہم میں آپس میں سر پھٹول ہو، ایک دوسرے کے سامنے ہتھیار لگا کر آجائے اور یونہی لڑ بھڑ کر تو ہم سب کو فنا کر دینا چاہتا ہے، سُن! اگر تجھے مال کی خواہش ہے تو لے ہم سب مِل کر تجھے اس قدر مالدار بنا دیں گے کہ سارے عرب میں تیرے برابر کوئی اور تونگر نہ نکلے گا، اور اگر تجھے عورتوں کی خواہش ہے تو ہم میں سے جس کی بیٹی تجھے پسند ہو تو بتا ہم ایک چھوڑ دس دس شادیاں تیری کرا دیتے ہیں، یہ سب کچھ کہہ کر اب اُس نے ذرا سانس لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس کہہ چکے؟ اس نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا اب میری سُنو! چنانچہ آپؐ نے بِسْمِ اللّٰهِ الخ پڑھ کر اسی سورت کی تلاوت شروع کی اور تقریبًا ڈیڑھ رکوع مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ تک پڑھا اتنا سُن کر عتبہ بول پڑا بس کیجئے بس کیجئے تیرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! اب یہ یہاں سے اُٹھ کر چل دیا، قریش کا مجمع اُس کا منتظر تھا، اُس نے دیکھتے ہی پوچھا کہو کیا بات رہی؟ عتبہ نے کہا سُنو! تم سب ملکر جو کچھ اُس سے کہہ سکتے تھے میں نے اکیلے نے ہی وہ سب کچھ کہہ ڈالا۔ اُنہوں نے کہا پھر اُس نے کچھ جواب بھی دیا، کہا ہاں جواب تو دیا لیکن بخدا میں تو ایک حرف بھی اُس کا سمجھ نہیں سکا، البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ اُنہوں نے ہم سب کو عذابِ آسمانی سے ڈرایا ہے جو عذاب عادیوں اور ثمودیوں

پر آیا تھا، اُنھوں نے کہا تجھے خدا کی مار ایک شخص عربی زبان میں جو تیری اپنی زبان ہے تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تو کہتا ہے کہ میں سمجھا ہی نہیں کہ اُس نے کیا کہا؟ عتبہ نے جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ بجز ذکرِ عذاب کے میں کچھ نہیں سمجھا، بغویؒ بھی اس روایت کو لائے ہیں اُس میں یہ بھی ہے کہ جب حضورؐ نے اس آیت کی تلاوت کی تو عتبہ نے آپؐ کے مُنہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور آپؐ کو قسمیں دینے لگا اور رشتے داری یاد دلانے لگا۔ اور یہاں سے الٹے پاؤں واپس جا کر گھر میں بیٹھ گیا، اور قریشیوں کی بیٹھک میں آنا جانا ترک کر دیا۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ قریشیو! میرا خیال تو یہ ہے کہ عتبہ بھی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف جھک گیا اور وہاں کے کھانے پینے میں للچا گیا، وہ تھا بھی حاجتمند، اچھا تم میرے ساتھ ہو لو میں اُس کے پاس چلتا ہوں۔ اُسے ٹھیک کر لوں گا۔ وہاں جا کر اُس نے کہا عتبہ! تم نے جو ہمارے پاس آنا جانا چھوڑا اُس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہی معلوم ہوتی ہے کہ تجھے اُس کا (محمدؐ) کا دسترخوان پسند آ گیا اور تو بھی اُسی کی طرف جھک گیا ہے، حاجتمندی بُری چیز ہے میرا خیال ہے کہ ہم آپس میں چندہ کر کے تیری حالت ٹھیک کر دیں، تاکہ اس مصیبت اور ذلت سے تو چھوٹ جائے، اُس نئے در کی اور نئے مذہب کی تجھے ضرورت نہ رہے، اس پر عتبہ بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ مجھے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی کیا غرض ہے؟ قسم خدا کی اب اُس سے کبھی بات تک نہ کروں گا۔ اور تم میری نسبت ایسے ذلیل خیالات ظاہر کرتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ قریش میں مجھ سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں، بات صرف یہ ہے کہ میں تم سب کے کہنے سے اُن کے پاس گیا سارا قصہ کہہ سُنایا بہت باتیں کہیں، میرے جواب میں پھر جو کلام اُنہوں نے پڑھا واللہ نہ تو وہ شعر تھا نہ کہانت کا کلام تھا نہ جادو وغیرہ تھا۔ جب آپؐ اُس سورت کو پڑھتے ہوئے آیت فَاِنْ اَعْرَضُوْا الخ تک پہنچے تو میں نے اُن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور انھیں رشتے ناتے یاد دلانے لگا کہ لِلّٰہ رُک جاؤ مجھے تو خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں اُسی وقت ہم پر وہ عذاب آ نہ جائے جو عادیوں اور ثمودیوں پر نازل ہوا تھا، اور یہ تو تم سب کو معلوم ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جھوٹے نہیں۔ سیرۃ ابن اسحاق میں یہ واقعہ دوسرے طریق پر ہے اُس میں ہے کہ قریشیوں کی مجلس ایک مرتبہ جمع تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتبہ قریش سے کہنے لگا کہ اگر تم سب کا مشورہ ہو تو میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں انھیں کچھ سمجھاؤں اور کچھ لالچ دکھاؤں اگر وہ کسی بات کو قبول کر لیں تو ہم اُنھیں دیدیں اور اُنھیں اُن کے کام سے روک دیں۔ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے کہ حضرت حمزہؓ مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی تعداد معقول ہو گئی تھی اور روز افزوں ہوتی جاتی تھی، سب قریشی اس بات پر رضامند ہوئے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا برادرزادے تم عالی نسب ہو۔ تم ہم میں سے ہو، ہماری آنکھوں کے تارے اور ہمارے کلیجے کے ٹکڑے ہو، افسوس کہ آپؐ اپنی قوم کے پاس ایک عجیب و غریب چیز لائے آپؐ نے اُن میں پھوٹ ڈلوا دی، آپؐ نے اُن کے عقلمندوں کو بیوقوف قرار دیا۔ آپؐ نے اُن کے معبودوں کی عیب جوئی کی، آپؐ نے اُن کے دین کو بُرا کہنا شروع کیا۔ آپؐ نے اُن کے بڑے بوڑھوں کو کافر بنایا اب سُن لو آج میں آپؐ کے پاس ایک آخری اور انتہائی فیصلے کے لئے آیا ہوں، میں بہت سی صورتیں پیش کرتا ہوں اُن میں سے جو آپؐ کو پسند ہو قبول کیجئے، خدارا اس فتنے کو ختم کر دیجئے، آپؐ نے فرمایا جو کچھ تمہیں کہنا ہو کہو میں سُن رہا ہوں، اُس نے کہا سنو! اگر آپؐ کا ارادہ اس چال سے مال جمع کرنے کا ہے تو ہم سب مل کر آپؐ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپؐ سے بڑھ کر مالدار سارے قریش میں کوئی نہ ہو، اور اگر آپؐ کا ارادہ اس سے اپنی سرداری کا ہے تو ہم سب مل کر آپؐ کو اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور اگر آپؐ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم ملک آپؐ کو سونپ کر رعایا بننے کے لئے بھی تیار رہیں، اور اگر آپؐ کو کوئی جن وغیرہ کا اثر ہے تو ہم اپنا مال خرچ کر کے بہتر سے بہتر طبیب اور جھاڑ پھونک کرنے والے مہیا کر کے آپؐ کے علاج کراتے ہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ بعض مرتبہ تابع جن اپنے عامل پر غالب آ جاتا ہے تو اسی طرح اُس سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔ اب عتبہ خاموش ہوا تو آپؐ نے فرمایا اپنی سب کہہ چکے؟ کہا ہاں فرمایا اب میری سُنو۔ وہ متوجہ ہو گیا آپؐ نے بِسْمِ اللّٰہِ الخ پڑھ کر اس سورت کی تلاوت شروع کی عتبہ باادب سنتا رہا یہاں تک کہ آپؐ نے سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا پھر فرمایا ابوالولید میں کہہ چکا، اب تجھے اختیار ہے، عتبہ یہاں سے

اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اس کے چہرے کو دیکھتے ہی ہر ایک کہنے لگا کہ عتبہ کا حال بدل گیا، اس سے پوچھا کہو کیا بات رہی؟ اس نے کہا میں نے تو ایسا کلام سُنا ہے جو واللہ اس سے پہلے کبھی نہیں سُنا۔ بخدا! نہ تو وہ جادو ہے نہ شعر گوئی ہے نہ کاہنوں کا کلام ہے، سُنو! قریشیو میری مان لو اور میری اس بچی تلی بات کو قبول کر لو۔ اسے اس کے خیالات پر چھوڑ دو، نہ موافقت کرو نہ مخالفت جو دعویٰ اُنکا ہے اُس میں اور جو آپ کہتے ہیں اُس میں تمام عرب ان کا مخالف ہے وہ اپنی تمام طاقت اس کے مقابلہ میں صرف کر رہا ہے یا تو وہ اُن پر غالب آ جائیں گے تو تم سستے چھوٹے یا یہ اُن پر غالب آ ئے گا تو ان کا ملک تمہارا ملک کہا جائے گا اور ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور سب سے زیادہ ان کے نزدیک مقبول تم ہی ہوگے۔ یہ سُنکر قریشیوں نے کہا کہ ابو الولید! قسم خدا کی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تجھ پر جادو کر دیا۔ اس نے جواب دیا سُنو! جو میری رائے تھی میں آزادی سے کہہ چکا، اب تمہیں اپنے فعل کا اختیار رہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اس (معبود برحق) کی طرف سیدھے

اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ⑥ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

باندھ لو اور اس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

اور آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں (اور برخلاف اُن کے) جو لوگ ایمان لے آئے اور اُنہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے (آخرت میں)

اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑧ ع ع ۱ ۱۵

ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونیوالا نہیں۔

میں ایک انسان ہوں

حکم خدا ہو رہا ہے کہ ان جھٹلانے والے مشرکوں کے سامنے اعلان کر دیجئے کہ میں تم ہی جیسا انسان ہوں، مجھے بذریعہ وحی الٰہی کے حکم دیا گیا ہے کہ تم سب کا معبود ایک اکیلا اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ تم جو متفرق اور کئی ایک معبود بنائے بیٹھے ہو یہ طریقہ سراسر گمراہی والا ہے، تم ساری عبادتیں اُسی ایک خدا کے لئے بجا لاؤ۔ اور ٹھیک اُس طرح جس طرح تمہیں اُس کے رسولؐ سے معلوم ہو، اور اپنے اگلے گناہوں سے توبہ کرو، اُن کی معافی طلب کرو، یقین مانو کہ خدا کے ساتھ شرک کرنے والے ہلاک ہونے والے ہیں: جو زکوٰۃ نہیں دیتے، یعنے بقول ابن عباسؓ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ کی شہادت نہیں دیتے عکرمہؒ بھی یہی فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ایک جگہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ یعنے اُس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا، اور وہ ہلاک ہوا جس نے اُسے دبا دیا۔ اور آیت میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ یعنے اُس نے نجات حاصل کر لی جس نے پاکیزگی کی، اور اپنے رب کا نام ذکر کیا پھر نماز ادا کی، اور جگہ ارشاد ہے هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ کیا تجھے پاک ہونے کا خیال ہے؟ ان آیتوں میں زکوٰۃ یعنے پاکی سے مطلب نفس کو واہی اخلاق سے دور کرنا ہے، اور سب سے بڑی اور پہلی قسم اس کے شرک سے پاک ہوتا ہے، اسی طرح آیت مندرجہ بالا میں بھی زکوٰۃ نہ دینے سے توحید کا نہ ماننا مراد ہے۔ مال کی زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حرمت سے پاک کر دیتی ہے، اور زیادتی اور برکت اور کثرتِ مال کا باعث بنتی ہے، اور خدا کی راہ میں اُسے خرچ کی توفیق ہوتی ہے۔ لیکن امام سدیؒ نے، معاویہ بن قرہ نے، قتادہؒ نے اور مفسرین نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ مالی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، امام ابن جریرؒ بھی اس کو مختار کہتے ہیں، لیکن یہ

قول غور طلب ہے اس لئے کہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مدینے میں جا کر ہجرت کے دوسرے سال اور یہ آیت اتری ہے کہ مکہ شریف میں، زیادہ سے زیادہ اس تفسیر کو مان کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صدقے اور زکوٰۃ کی اصل کا حکم تو نبوت کی ابتدا ہی میں تھا، جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۔ جس دن کھیت کاٹو اُس کا حق دے دیا کرو، ہاں وہ زکوٰۃ جس نصاب اور جس کی مقدار من جانب اللہ مقرر ہے وہ مدینے میں مقرر ہوئی۔ یہ قول ایسا ہے جس سے دونوں باتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ خود نماز کو دیکھئے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ابتداء نبوت میں ہی فرض ہو چکی تھی۔ لیکن معراج والی رات ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے پانچوں نمازیں باقاعدہ شروط وارکان کے ساتھ مقرر ہو گئیں۔ اور رفتہ رفتہ اُس کے تمام متعلقات پورے کر دیئے گئے، واللہ اعلم۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ خدا کے ماننے والوں اور نبیؐ کے اطاعت گزاروں کے لئے وہ اجر و ثواب ہے جو ہمیشگی والا اور کبھی ختم نہ ہونے والا ہے، جیسے اور جگہ ہے مَاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور فرماتا ہے۔ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۔ انہیں جو انعام دیا جائے گا وہ نہ ٹوٹنے والا اور مسلسل ہے۔ سدیؒ کہتے ہیں کہ گویا وہ اُن کا حق ہے جو انہیں دیا گیا نہ بطورِ احسان کے۔ لیکن بعض ائمہ نے اس کی تردید کی ہے۔ کیونکہ اہل جنت پر بھی احسانِ خدا یقیناً ہے۔ خود قرآن میں ہے بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ یعنے بلکہ خدا کا تم پر احسان ہے کہ وہ تمہیں ایمان کی ہدایت کرتا ہے جنتیوں کا قول ہے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ پس خدا نے ہم پر احسان کیا اور آگ کے عذاب سے بچا لیا۔ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں مگر یہ کہ خدا مجھے اپنی رحمت میں لے لے اور اپنے فضل و احسان میں۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ

آپ فرمایئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا (کی توحید) کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو (باوجود اتنی بڑی وسعت کے) دو روز میں پیدا کر دیا اور تم اس کے شریک ٹھہراتے

اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ① وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا

ہو یہی سارے جہان کا رب ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اس (زمین) میں فائدہ کی چیزیں

اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗئِلِيْنَ ② ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ

رکھ دیں اور اس میں اس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کر دیں چار دن میں (جو شمار میں) پورے ہیں پوچھنے والوں کیلئے۔ پھر آسمان (کے بنانے) کی طرف توجہ فرمائی

وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا

اور وہ (اس وقت) دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے دونوں نے عرض کیا کہ ہم

طَاۗىِٕعِيْنَ ③ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ

خوشی سے حاضر ہیں سو دو روز میں اس کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے

سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ

مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیجدیا اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور (استراق شیاطین سے) اس کی حفاظت کی۔

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ④

یہ تجویز ہے (خدائے) زبردست واقف الکل کی۔

یہ زمین و آسمان

ہر چیز کا خالق ہر چیز کا مالک ہر چیز پر حاکم ہر چیز پر قادر صرف خدا ہے، پس عبادت بھی صرف اسی کی کرنی چاہئیں، اُس نے زمین جیسی وسیع مخلوق کو اپنی کمالِ قدرت سے صرف دو دن میں پیدا کر دیا ہے، تمہیں نہ اُس کے ساتھ کفر کرنا چاہئے نہ شرک جس طرح سب کا پیدا کرنے والا وہی ایک ہے، ٹھیک اسی طرح سب کا پالنے والا بھی وہی ایک ہے، یہ تفصیل یاد رہے کہ اور آیتوں میں زمین و آسمان کا چھ دن میں پیدا کرنا بیان ہوا ہے، اور یہاں ان کی پیدائش کا وقت الگ بیان ہو رہا ہے، پس معلوم ہوا کہ پہلے زمین بنائی گئی۔ عمارت کا قاعدہ یہی ہے کہ پہلے بنیادیں اور نیچے کا حصہ تیار کیا جاتا ہے، پھر اوپر کا حصہ اور چھت بنائی جاتی ہے، چنانچہ کلام اللہ شریف کی اور آیت میں ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین میں جو کچھ ہے پیدا کر کے پھر آسمانوں کی طرف توجہ فرمائی اور ٹھیک سات آسمان بنا دیئے۔ ہاں سورۂ نازعات میں وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ○ سے پہلے آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے، پھر فرمایا ہے کہ زمین کو اس کے بعد بچھایا الخ اس سے مراد زمین میں سے پانی چارہ نکالنا اور پہاڑوں کا گاڑنا ہے، جیسے کہ اس کے بعد ہی بیان ہے، یعنے پیدا پہلے زمین کی گئی پھر آسمان پھر زمین کو ٹھیک ٹھاک کیا، لہٰذا دونوں آیتوں میں کوئی فرق نہیں۔ ف صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے پوچھا کہ قرآن کی بعض آیتوں میں مجھے کچھ اختلاف سا نظر آتا ہے چنانچہ ایک آیت میں ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ یعنے قیامت کے دن آپس کے نسب نہ ہوں گے اور نہ ایک دوسرے سے سوال کرے گا۔ دوسری آیت میں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ یعنے آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھ پاچھ کریں گے، ایک آیت میں ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ○ یعنے خدا سے کوئی بات چھپائیں گے نہیں دوسری آیت میں ہے کہ مشرکین کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ○ قسم خدا کی ہم نے شرک نہیں کیا۔ ایک آیت میں ہے کہ زمین کو آسمان کے بعد بچھایا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ○ دوسری آیت قُلْ اَئِنَّكُمْ الخ میں پہلے زمین کی پیدائش پھر آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے۔ ایک تو ان آیتوں کا صحیح مطلب بتائیے جس سے اختلاف اُٹھ جائے۔ دوسرے یہ جو فرمایا کَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ تو کیا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا تھا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جن دو آیتوں میں سے ایک میں آپس کا سوال و جواب ہے اور ایک میں اُس کا انکار ہے، یہ دو وقت ہیں صور میں دو نفخے پھونکے جائیں گے ایک کے بعد آپس کی پوچھ گچھ کچھ نہ ہوگی، ایک کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے سوالات ہوں گے۔ جن دو دوسری آیتوں میں ایک میں بات کے نہ چھپانے کا اور ایک میں چھپانے کا ذکر ہے، یہ بھی دو موقع ہیں جب مشرکین دیکھیں گے کہ موحدوں کے گناہ بخش دیئے گئے تو کہنے لگیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے، لیکن جب منہ پر مہر لگ جائے گی اور اعضاء بدن گواہی دینے لگیں گے تو اب کچھ بھی نہ چھپے گا، اور خود اپنے کرتوت کے اقراری ہو جائیں گے اور کہنے لگیں گے کہ کاش کہ ہم زمین کے برابر کر دیئے جاتے، آسمان و زمین کی پیدائش کی ترتیب کے بیان میں۔ دراصل کچھ اختلاف نہیں، پہلے دو دن میں زمین بنائی گئی، پھر آسمان کو دو دن میں بنایا گیا، پھر زمین کی چیزیں پانی چارہ پہاڑ کنکر ریت جمادات ٹیلے وغیرہ دو دن میں پیدا کئے یہی معنے لفظ دحٰہا کے ہیں۔ پس زمین کی پوری پیدائش چار دن میں ہوئی، اور دو دن میں آسمان، اور جو نام اللہ تعالے نے اپنے مقرر کئے ہیں ان کا بیان فرمایا ہے وہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا، خدا کا کوئی ارادہ پورا ہوئے بغیر نہیں رہتا، پس قرآن میں ہرگز اختلاف نہیں، اس کا ایک ایک لفظ خدا کی طرف سے ہے؛ زمین کو اللہ تعالے نے دو دن میں پیدا کیا ہے یعنے اتوار اور پیر کے دن، اور زمین میں زمین کے اوپر ہی پہاڑ بنا دیئے اور زمین کو اُس نے بابرکت بنائی۔ تم اُس میں بیج بوتے ہو، درخت اور پھل وغیرہ اُس سے پیدا ہوتے ہیں، اور اہلِ زمین کو جن چیزوں کی احتیاج ہے وہ اسی سے پیدا ہوتی رہتی ہیں، کھیتوں اور باغات کی جگہیں اس میں اُس نے بنا دی ہیں۔ زمین کی یہ درستی منگل بدھ کے دن ہوئی۔ چار دن میں زمین کی پیدائش ختم ہوئی۔ جو لوگ اس کی معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے انھیں پورا جواب مل گیا، زمین کے ہر حصے میں اُس نے وہ چیز مہیا کر دی جو وہاں کے لائق تھی۔ مثلاً عصب یمن میں، سابوری سابور میں۔ طیالسہ رے میں۔ یہی مطلب آیت کے آخری جملے کا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس کی جو حاجت تھی اللہ تعالے نے اُس کے لئے مہیا کر دی۔ اس معنے کی تائید اللہ تعالے کے اس فرمان سے

ہوتی ہے۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۔ تم نے جو کچھ مانگا اللہ تعالےٰ نے تمہیں دیا۔ واللہ اعلم۔ پھر جناب باری تعالےٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی وہ دھوئیں عہ کی شکل میں تھا، زمین کے پیدا کئے جانے کے وقت پانی جو ابخرات اُٹھے تھے۔ اب دونوں سے فرمایا کہ یا تو میرے حکم کو مانو اور جو میں کہتا ہوں ہو جاؤ خوشی سے یا ناخوشی سے عہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں مثلاً آسمانوں کو حکم ہوا کہ سورج چاند ستارے طلوع کرے، زمین سے فرمایا کہ اپنی نہریں جاری کر اپنے پھل اُگا وغیرہ، دونوں فرمانبرداری کے لئے راضی خوشی تیار ہو گئے، اور عرض کیا کہ ہم مع اُس تمام مخلوق کے جسے تو رچانے والا ہے تابع فرمان ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ انھیں قائم مقام کلام کرنے والوں کے کیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین کے اُس حصّے نے کلام کیا جہاں کعبہ بنایا گیا ہے، اور آسمان کے اُس حصّے نے کلام کیا جو ٹھیک اُس کے اوپر ہے۔ واللہ اعلم۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین اطاعت گزاری کا اقرار نہ کرتے تو انھیں سزا ہوتی جس کا حس بھی اُنھیں ہوتا۔ پس دو دن میں ساتوں آسمان اُس نے بنا دیئے یعنی جمعرات اور جمعہ کے دن۔ اور ہر آسمان میں اُس نے جو جو چیزیں اور جیسے جیسے فرشتے مقرر کرنے چاہے مقرر فرما دیئے اور آسمانِ دنیا کو اُس نے ستاروں سے مزین کر دیا جو زمین پر چمکتے رہتے ہیں اور جو اُن شیاطین کی نگہبانی کرتے ہیں جو ملاءِ اعلیٰ کی باتیں سُننے کے لئے اوپر چڑھنا چاہتے ہیں۔ یہ تدبیر و اندازہ اُس خدا کا ہے جو سب پر غالب ہے جو کائنات کے ایک ایک چپّے کی ہر چھپی کھُلی حرکت کو جانتا ہے۔ ابن جریرؒ کی روایت میں ہے کہ یہودیوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آسمان و زمین کی پیدائش کی بابت سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اتوار اور پیر کے دن اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو منگل کے دن پیدا کیا اور جتنے منافع اُس میں ہیں، اور بدھ کے دن درختوں کو پانی کو شہروں کو اور آبادی اور ویرانے کو پیدا کیا تو چار دن ہوئے اسے بیان فرما کر پھر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ جمعرات کے دن آسمان کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ستاروں کو اور سورج چاند کو اور فرشتوں کو پیدا کیا تین ساعت کے رہنے تک۔ پھر دوسری ساعت میں ہر چیز میں آفت ڈالی جس سے لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور تیسری ساعت میں حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اُنھیں جنّت میں بسایا ابلیس کو اُنھیں سجدہ کرنے کا حکم دیا، اور آخری ساعت میں اُنھیں وہاں سے نکال دیا۔ یہودیوں نے کہا اچھا حضورؐ! پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ انہوں نے کہا آپ نے سب ٹھیک فرمایا لیکن آخری بات نہ کہی کہ پھر آرام حاصل کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے یہ آیت اُتری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ۝ یعنے ہم نے آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تکان نہیں ہوئی، تو ان کی باتوں پر صبر کر! یہ حدیث غریب ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا کی اُس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن رکھے درخت پیر والے دن پیدا کئے مکروہات کو منگل کے دن نور بدھ کے دن پیدا کیا اور جانور کو زمین میں جمعرات کے دن پھیلائے، اور جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور تخلیق پوری ہوئی مسلم شریف اور نسائی شریف میں بھی یہ حدیث ہے لیکن یہ بھی غرائب صحیح میں سے ہے۔ اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں اسے معلّل بتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے بعض راویوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور حضرت ابوہریرہؓ نے اسے کعب احبارؒ سے روایت کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

عہ یعنی اس کا مادہ دھوئیں کی شکل میں تھا یہاں وہ دھواں مراد نہیں جو آگ کی گرمی سے پیدا ہوتا ہے۔

عہ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے بعد جتنا ان کو شعور و ادراک دیا گیا تھا اس کے مطابق ان سے سوال ہوا کہ اچھا بتاؤ جو کچھ چیزیں عائد کی جائیں گی (اگرچہ وہ یقیناً ان کے شعور اور ادراک کے مطابق ہوں گی) کیا تم ان کو پورا کرو گے ان سب نے کہا کہ ہم تعمیل حکم کے لئے برضا و رغبت حاضر ہیں۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ⑤ اِذْ جَآءَ

پھر اگر (دلائل توحید سُن کر بھی) یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر (شرک و کفر کی بدولت) آفت آئی تھی جبکہ ان کے

تْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

پاس اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے کہ بجز اللہ کے اور کسی کو مت پوجو

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ⑥

اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو (یہ) منظور ہوتا (کہ کسی کو پیغمبر بنا کے بھیجے) تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اس (توحید) سے بھی منکر ہیں جسکو دیکر (بزعم خود تم

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ

پھر وہ عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے اور کہنے لگے وہ کون ہے جو

مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

قوۃ میں ہم سے زیادہ ہے (آگے جواب ہے کہ) کیا ان کو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ⑦ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا

اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے تو ہم نے ان پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں

فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

میں بھیجی جو منحوس تھے تاکہ ہم ان کو اس دنیوی حیات میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑧ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ

اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور ان کو مدد نہ پہنچے گی اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے ان کو پیغم

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ

کے ذریعے رستہ بتلایا سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس اُن کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑ لیا

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑨ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ⑩

ان کی بدکاریوں کی وجہ سے اور ہم نے (اس عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور (ہم سے) ڈرتے تھے۔

ع ۲ ۱۶

عاد و ثمود کی حیرت انگیز داستان کے چند حصے

حکم ہوتا ہے کہ جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ کفر کر رہے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ میری تعلیم سے روگردانی تمہیں کسی اچھے نتیجے پر نہیں پہنچائے گی، یاد رکھو کہ جس طرح انبیاء کی مخالف امتیں تم سے پہلے زیروزبر کر دی گئیں، کہیں تمہاری شامت اعمال بھی تمہیں انہیں میں سے نہ کر دے، عادیوں اور ثمودیوں کے اور اُن جیسے اورو کے حالات تمہارے سامنے ہیں، اُن کے پاس پے در پے رسول آئے اس گاؤں میں اُس گاؤں میں اس بستی میں اس بستی میں خدا تعالےٰ کے پیغمبر خدا کی منادی کرتے پھرتے لیکن ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا اور دماغ اس طرح تکبر اور تجبر کی جکڑ میں تھے

کر کسی ایک کو بھی مان کر نہ دی۔ اپنے سامنے اللہ والوں کی بہتری اور دشمنانِ رسولؐ کی ابتری دیکھتے تھے لیکن پھر بھی تکذیب سے باز نہ آئے حجت بازی اور کج حجتی سے نہ ہٹے اور کہنے لگے کہ اگر خدا کو رسولؐ بھیجنا ہوتا تو کسی اپنے فرشتے کو بھیجتا تم انسان ہو کر رسولؐ کیسے بن بیٹھے؟ ہم تو اسے ہرگز باور نہ کریں گے؟ ان عادیوں نے زمین میں فساد پھیلا دیا، ان کی سرکشی ان کا غرور حد کو پہنچ گیا، ان کی لاابالیاں اور بے پرواہیاں یہاں تک پہنچ گئیں کہ پکار اُٹھے کہ ہم سے زیادہ زور آور کوئی نہیں، ہم طاقتور مضبوط اور ٹھوس ہیں، عذابِ خدا ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ اس قدر پھولے کہ خدا کو بھی بھولے، یہ بھی خیال نہ رہا کہ ہمارا پیدا کرنے والا تو اتنا قوی ہے کہ اُس کی زور آوری کا اندازہ بھی ہم نہیں کر سکتے، جیسے فرمان ہے۔ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ یعنے ہم نے اپنے ہاتھوں آسمان کو پیدا کیا اور ہم بہت ہی طاقتور اور زور آور ہیں، پس ان کے اس تکبر پر، اور خدا کے رسولوںؑ کے جھٹلانے پر، اور خدا کی نافرمانی کرنے پر، اور رب کی آیتوں کے انکار پر ان پر عذابِ خدا آ پڑا۔ تیز و تند سرد و دہشت ناک سرسراتی ہوئی سخت آندھی آئی تاکہ ان کا غرور ڈھے جائے اور ہوا سے وہ تباہ کر دیئے جائیں، صَرْصَرًا کہتے ہیں ہوا کا آواز والی ہونا پایا جاتا ہے، مشرق کی طرف ایک نہر ہے جو بہت زور سے آواز کے ساتھ بہتی رہتی ہے اس لئے اُسے بھی عرب صَرصَر کہتے ہیں۔ نَّحِسَاتٍ ع سے مراد پے در پے۔ ایک دم مسلسل سات راتیں آٹھ دن تک یہی ہوائیں رہیں۔ وہ مصیبت جو ان پر مصیبت والے دن آئی۔ وہ پھر آٹھویں دن تک نہ ہٹی نہ ٹلی، جب تک کہ ان میں سے ایک ایک کو فنا کے گھاٹ نہ اُتار دیا اور ان کا بیج نہ کھو دیا۔ ساتھ ہی آخرت کے عذابوں کا لقمہ بنے جن سے زیادہ ذلت و توہین کی کوئی سزا نہیں، نہ دنیا میں کوئی ان کی امداد کو پہنچا نہ آخرت میں کوئی مدد کے لئے اُٹھے، بے یار و مددگار رہ گئے، ثمودیوں کی بھی ہم نے رہنمائی کی۔ ہدایت کی اُن پر وضاحت کر دی اُنھیں بھلائی کی دعوت دی۔ نبی خدا حضرت صالحؑ نے اُن پر حق ظاہر کر دیا، لیکن انہوں نے مخالفت اور تکذیب کی۔ اور نبی اللہؑ کی سچائی پر جس اونٹنی کو خدا تعالےٰ نے علامت بنائی تھی اس کی کوچیں کاٹ دیں، پس اُن پر بھی عذابِ خدا برس پڑا ایک زبردست کلیجے پھاڑ دینے والی چنگھاڑ اور دل پاش پاش کر دینے والے زلزلے نے ذلت و توہین کے ساتھ ان کے کرتوتوں کا بدلہ لیا، ان میں جتنے وہ لوگ تھے جنھیں ذاتِ خدا پر ایمان تھا، نبیوںؑ کی تصدیق کرتے تھے، دلوں میں خدا تعالےٰ کا خوف رکھتے تھے اُنھیں ہم نے بچا لیا اُنھیں ذرا سا بھی ضرر نہ پہنچا، اور اپنے نبی کے ساتھ ذلت و توہین سے اور عذابِ خداوندی سے نجات پالی؛

وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ① حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْ

اور (ان کو وہ دن بھی یاد دلایئے) جس (دن) اللہ کے دشمن (یعنی کفار) دوزخ کی طرف جمع کرنے (کے لئے موقف حساب میں) لائے جاویں گے پھر وہ روکے جائیں گے (تاکہ بقیہ بھی آجائیں) یہاں تک کہ جب وہ

هَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ②

اس کے قریب آجاویں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن پر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور اس وقت

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ

وہ لوگ متعجب ہو کر اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی وہ (اعضاء) جواب دیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویائی دی

ع یعنی منحوس دن اس سے مراد صرف اتنی ہے کہ ایام میں ان پر کامل اور مکمل تباہی آئی اس لئے یہ دن ان کے لئے گویا کہ منحوس تھے، نہ کہ یہ کہ وہ دن ہی منحوس تھے اسلام میں سرے سے دن اور رات کسی خاص دن اور کسی خاص گھڑی کے منحوس اور غیر منحوس ہونے کا کوئی تصور ہی نہیں اور جو اہل نجوم وغیرہ بعض دنوں کو یا بعض اوقات کو اچھا یا برا کہتے ہیں ایک راسخ العقیدہ مسلمان کو اس پر یقین ہی نہ کرنا چاہئے فقیہ ابن العربی مالکی نے خوب لکھا ہے کہ۔ " لا یحل للمسلم ان ینظر الیہا و لا یشتغل بالاتہا واللہ حسیبہم۔"

شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ③ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو اور تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے آپ کو چھپا ہی نہ

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ

سکتے تھے کہ تمہارے اوپر تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں ولیکن تم اس گمان میں رہے

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ④ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ

کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں اور تمہارے اس گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا

بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ

تم کو برباد کیا پھر تم (ابدی) خسارہ میں پڑ گئے سو (اس حالت میں) اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی

مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ⑥

دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہو گا

مجرمین کی شہادت خود اُن کے اعضا سے

یعنے ان مشرکوں سے کہو کہ قیامت کے دن کا حشر جہنم کی طرف ہوگا اور داروغۂ جہنم انھیں سب کو جمع کریں گے، جیسے فرمان ہے اَلْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا یعنے گنہگاروں کو سخت پیاس کی حالت میں ہم جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے، انھیں جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا جائیگا اور ان کے اعضاء بدن اور کان اور آنکھیں اور پوست ان کے اعمال کی گواہیاں دیں گی، تمام اگلے پچھلے عیوب کھل جائیں گے، ہر عضو بدن پکار اُٹھے گا کہ مجھ سے اس نے یہ یہ گناہ کیا، اُس وقت یہ اپنے اعضاء کی طرف متوجہ ہو کر انھیں ملامت کریں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے کہ خدائے تعالےٰ کی حکم بجا آوری کے ماتحت اُس نے ہمیں بولنے کی طاقت دی اور ہم نے سچ سچ کہہ سنایا، وہی تو تمہارا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے، اُسی نے ہر چیز کو زبان عطا فرمائی ہے، خالق کی مخالفت اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کون کر سکتا ہے؟ بزار میں ہے کہ حضور ایک مرتبہ مسکرائے یا ہنس دیئے پھر فرمایا تم میری ہنسی کی وجہ دریافت نہیں کرتے؟ صحابہؓ نے کہا فرمایئے کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جھگڑے گا، کہے گا کہ خدایا کیا تیرا وعدہ نہیں کہ تو ظلم نہ کرے گا؟ اللہ تعالےٰ اقرار کرے گا تو بندہ کہے گا کہ میں تو اپنی بد اعمالیوں پر کسی کی شہادت قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا میری اور میرے معزز فرشتوں کی شہادت ناکافی ہے؟ لیکن پھر بھی وہ بار بار اپنی ہی کہتا چلا جائے گا، پس اتمام حجت کے لئے اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے اعضاء بدن سے کہا جائے گا کہ اس نے جو جو کیا تھا اس کی گواہی تم دو۔ جب وہ صاف صاف اور سچی گواہی دیدیں گے تو یہ انھیں ملامت کرے گا اور کہے گا کہ میں تو تمہاری ہی حفاظت کے لئے لڑ جھگڑ رہا تھا (مسلم ونسائی وغیرہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کافر و منافق کو حساب کے لئے بُلایا جائے گا اُس کے اعمال اُس کے سامنے پیش ہوں گے تو قسمیں کھا کھا کر انکار کرے گا۔ اور کہے گا خدایا تیرے فرشتوں نے وہ لکھ لیا ہے جو میں نے ہرگز نہیں کیا، فرشتے کہیں گے کہ کیا فلاں دن فلاں جگہ تو نے فلاں عمل نہیں کیا؟ یہ کہے گا خدایا تیری عزت کی قسم میں نے ہرگز نہیں کیا، اب مُنہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضاء بدن گواہی دیں گے سب سے پہلے اس کی داہنی ران بولے گی عہ (ابن ابی حاتم)

عہ گویا کہ سب سے پہلے سوال شرمگاہ سے ہوگا کہ حرامکاری: زنا یا لواطت کسی تقاضائے شہوت کے ناجائز مشغلہ میں مصروف تو نہیں رہا گویا کہ یہ معاملہ تمام معاملات میں سب سے پہلے زیر بحث آئیگا افسوس کہ اسلام میں جس عفت اور پاکدامنی کو اتنی اہمیت دی گئی تھی، جدید تہذیب اور یورپ کے تمدن نے غیر معمولی طور پر اسکو سب سے زیادہ فراہم کر دیا۔ وا

ابو یعلےٰ میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کافر کے سامنے اُس کی بداعمالیاں لائی جائیں گی تو وہ انکار کرے گا اور جھگڑنے لگے گا، اللہ تعالےٰ فرمائے گا یہ ہیں تیرے پڑوسی جو شاہد ہیں یہ کہے گا سب جھوٹے ہیں:۔ فرمائے گا یہ ہیں تیرے کنبے قبیلے والے جو گواہ ہیں، یہ کہے گا یہ بھی سب جھوٹے ہیں اللہ تعالےٰ اُن سے قسم دلوائے گا وہ قسم کھائیں گے۔ع۱ لیکن یہ انکار ہی کرے گا، خدا سب کو چپ کرادے گا اور خود ان کی زبانیں ان کے خلاف گواہی دیں گی پھر انھیں جہنم داخل کردیا جائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک وقت تو وہ ہوگا نہ کسی کو بولنے کی اجازت ہوگی، نہ عذر معذرت کرنے کی۔ پھر اجازت دی جائیگی تو بولنے لگیں گے اور جھگڑے کریں گے اور انکار کریں گے اور جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ پھر گواہوں کو لایا جائے گا آخر زبانیں بند ہوجائیں گی اور خود اعضاء بدن ہاتھ پاؤں وغیرہ گواہی دیں گے۔ پھر زبانیں کھول دی جائیں تو اپنے اعضاء بدن کو ملامت کریں گے وہ جواب دیں گے کہ ہمیں خدانے قوتِ گویائی دی اور ہم نے ٹھیک ٹھیک کہا پس زبانی اقرار بھی ہوجائے گا۔ ابن ابی حاتم میں حضرت رافع ابوالحسنؓ سے منقول ہے کہ اپنے کرتوت کے انکار پر زبان اتنی موٹی ہوجائے گیع۲ کہ بولا نہ جائے گا۔ پھر جسم کے اعضاء کو حکم ہوگا تم بولو تو ہر ایک اپنا اپنا عمل بتادے گا، کان آنکھ کھال شرمگاہ ہاتھ پاؤں وغیرہ اور بھی اسی طرح کی بہت سی روایتیں سورۂ یٰسٓ کی آیت اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ الخ کی تفسیر میں گزر چکی ہیں:۔ جنھیں دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہم سمندر کی ہجرت سے واپس آئے تو اللہ تعالےٰ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے پوچھا کہ تم نے حبشے کی سرزمین پر کوئی تعجب خیز بات دیکھی ہو تو سُناؤ۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا ایک مرتبہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے اُن کے علماء کی ایک بڑھیا عورت ایک پانی کا گھڑا سر پر لئے ہوئے آرہی تھی اُنہی میں سے ایک جوان نے اُسے دھکا دیا جس سے وہ گر پڑی، اور گھڑا ٹوٹ گیا، وہ اٹھی اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہنے لگی کہ مکار! تجھے اس کا حال اُس وقت معلوم ہوگا جب کہ اللہ تعالےٰ اپنی کرسی بچھائے گا اور سب اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا اور ہاتھ پاؤں گواہیاں دیں گے۔ اور ایک ایک عمل کھل جائے گا اُس وقت تیرا اور میرا فیصلہ بھی ہوجائے گا۔ یہ سُنکر حضورؐ فرمانے لگے اُس نے سچ کہا اُس قوم کو خدائے تعالےٰ کس طرح پاک کرے؟ جس میں زور آور سے کمزور کا بدلہ نہ لیا جائے؟ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا میں یہی روایت دوسری سند سے موجود ہے۔ جب یہ اپنے اعضاء کو ملامت کریں گے تو اعضاء جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہیں گے کہ تمہاری اعمال دراصل کچھ پوشیدہ نہ تھے خدا کے دیکھتے ہوئے اُس کے سامنے تم کفر و معاصی میں مستغرق رہتے تھے اور کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے، کیونکہ تم سمجھے ہوئے تھے کہ ہمارے بہت سے اعمال اُس سے مخفی ہیں، اسی فاسد خیال نے تمہیں برباد کردیا اور آج کے دن تم برباد ہوگئے، مسلم ترمذی وغیرہ میں حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں کعبۃ اللہ شریف کے پردے میں چھپا ہوا تھا جو تین شخص آئے بڑے پیٹ والے کم عقل والے، ایک نے کہا کیوں جی؟ ہم جو بولتے چالتے ہیں اسے اللہ تعالےٰ سُنتا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اگر اونچی آواز سے بولیں تو تو سُنتا ہے اور آہستہ آواز سے باتیں کریں تو نہیں سُنتا۔ تیسرے نے کہا اگر کچھ سنتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ میں نے آکر حضورؐ سے یہ واقعہ بیان کیا اس پر آیت وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الخ نازل ہوئی۔ عبد الرزاق میں ہے کہ مُنہ بند ہونے کے بعد سب سے پہلے پاؤںع۳ اور ہاتھ بولیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری عزاسمہٗ کا ارشاد ہے کہ میرے ساتھ میرا بندہ جو گمان کرتا ہے میں اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے میں اُس کیا

ع۱ بہت ممکن ہے کہ یہ پڑوسی اور عزیز و اقارب، "مومن" جو اپنے رشتہ دار کافر کے خلاف شہادت دینے کے لئے آگے بڑھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کافر ہی ہوں لیکن اس لالچ میں کہ دنیا کی طرح وعدہ معاف گواہ کا بیان بھی کوئی شعبہ ہوگا۔ خلاف شہادت دیں حالانکہ بچنے کا ان کا بھی کوئی سوال نہیں۔ ع۲ جیسا کہ دنیا میں بھی بعض اوقات انسان اپنے کرتوت پر جھوٹ بول کر پردہ ڈالنا چاہتا ہے لیکن اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ ع۳ اس لئے کہ انسان تمام اچھے اور برے کام اکثر ہاتھ اور پاؤں ہی سے کرتا ہے۔

ہوتا ہوں، حضرت حسنؒ اتنا فرما کر کچھ تامل کر کے فرمانے لگے کہ جس کا جیسا گمان خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے ویسا ہی اُس کا عمل بھی ہوتا ہے مومن چونکہ خدا کے ساتھ نیک ظن[لہ] رکھتا ہے وہ اعمال بھی اچھے کرتا ہے اور کافر و منافق چونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بدظن ہوتے ہیں وہ اعمال بھی بد کرتے ہیں، پھر آپؒ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک ظن ہو، جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ بُرے خیالات رکھے خدا تعالیٰ نے انھیں تہ و بالا کر دیا۔ پھر یہی آیت آپؐ نے پڑھی، آگِ جہنم میں صبر سے پڑے رہنا اور بے صبری کرنا ان کے لئے یکساں ہے، نہ ان کی عذر معذرت قبول ہوگی نہ ان کے گناہ معاف کئے جائیں گے، یہ دنیا کی طرف اگر لوٹنا چاہیں تو وہ راہ بھی بند، جیسے اور جگہ ہے جہنمی کہیں گے خدایا ہم پر ہماری بدبختی چھا گئی، یقیناً ہم بے راہ تھے، خدایا اب تو یہاں سے نجات دے، اب اگر ایسا کریں تو پھر ہمیں ہمارے ظلم کی سزا دینا، لیکن جنابِ باری تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا کہ اب یہ منصوبے بے سود ہیں، دھتکارے ہوئے یہیں پڑے رہو خبردار جو مجھ سے بات کی ہوگی۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ

اور ہم نے (دنیا میں) ان کے لئے کچھ ساتھ رہنے والے (شیاطین) مقرر رکھے تھے سو انہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال انکی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے اور ان کے حق میں بھی ان

الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ⑦ ع ۳ ۱۷

لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدۂ عذاب) پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن و انسان (کفار) ہو گذرے ہیں بیشک وہ سب بھی خسارہ میں رہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ①

اور یہ کافر (باہم) یہ کہتے تھے کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر پیغمبر سنانے لگیں تو) اس کے بیچ میں غل مچا دیا کرو شاید اس تدبیر

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا

تم ہی غالب رہو سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے اور ان کو ان کے (ایسے) بُرے بُرے کاموں کی سزا دیں

يَعْمَلُونَ ② ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً

گے۔ یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ ان کے لئے وہ ہمیشگی کا مقام ہوگا اس بات کے

بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ③ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ

بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں انکار کیا کرتے تھے۔ اور (جب مبتلائے عذاب ہونگے تو) وہ کفار کہینگے کہ ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں شیطان

أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ④

اور انسان دکھا دیجئے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم ان کو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تا کہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

[لہ] نیک ظن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارا خالق ہے، رب ہے، پروردگار ہے احکم الحاکمین ہے، تمہاری عبادت اسی کے لئے ہونی چاہیے پرستش اور رہمندگی اس کی ہو، وہ یقیناً اسلام قبول کرنے پر نجات عطا فرمائے گا کیونکہ اس نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ خلاف نہیں کرتا۔ رحم الراحمین ہے اس کی رحمت کا تقاضا بھی یہی ہے اور کافر سمجھتا ہے کہ معبودان باطل میرا کام چلاتے ہیں، سورج دیوتا، چاند دیوتا، آکاش دیوتا، پانی برسانے والا دیوتا ہی عبادت کے قابل ہیں اسکا خیال اور گمان بھی غلط اور معاملہ بھی کفر و شرک کی بنا پر اس کے ساتھ غلط ہوگا۔

کچھ فریب کچھ دھوکے

اللہ تعالٰے بیان فرماتا ہے کہ مشرکین کو اُس نے گمراہ کر دیا ہے اور یہ اُس کی مشیت اور قدرت سے ہے۔ وہ اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے۔ اُس نے کچھ جن وانس ایسے ان کے ساتھ کر دیئے تھے ھوں نے ان کے برے اعمال انھیں اچھی صورت میں دکھائے اُنھوں نے سمجھ لیا کہ دورِ ماضی کے لحاظ سے اور آئندہ آنے والے زمانے کے لحاظ سے بھی ان کے اعمال اچھے ہی ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ الخ ان پر کلمۂ عذاب صادق آگیا جیسے اُن وگوں پر جو اُن سے پہلے ان جیسے تھے۔ نقصان اور گھاٹے میں یہ اور وہ یکساں ہو گئے، کفار نے آپس میں مشورہ کرکے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ کلام اللہ کو مانیں گے نہیں اس کے احکام کی پیروی نہ کریں گے، بلکہ ایک دوسرے سے کہہ رکھا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شور و ل کرو اور اُسے نہ سُنو، تالیاں بجاؤ سیٹیاں بجاؤ آوازیں نکالو۔ چنانچہ قریشی یہی کرتے تھے، عیب جوئی کرتے تھے، انکار کرتے تھے دشمنی رتے تھے اسے اپنے غلبہ کا باعث جانتے تھے، یہی حال ہر جاہل کافر کا ہے کہ اُسے قرآن کا سُننا اچھا نہیں لگتا، اسی لئے اس کے برخلاف اللہ الٰے نے مومنوں کو حکم فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ جب قرآن پڑھا جائے تو تم سُنو اور چُپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے، ان کافروں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ قرآنِ کریم سے مخالفت کرنے کی بنا پر انھیں سخت سزا دی ائے گی، اور ان کی بدعملی کا مزہ انھیں ضرور چکھایا جائے گا۔ اُن دشمنانِ خدا کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے، جس میں ان کے لئے ہیشگی کا گھر ہے۔ یہ اُس کا بدلہ ہے جو وہ آیاتِ خدا کا انکار کرتے تھے۔ اس کے بعد کی آیت کا مطلب حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جن سے مراد ابلیس اور انس سے مراد حضرت آدمؑ کا وہ لڑکا ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا۔ اور روایت میں ہے کہ ابلیس تو ہر مشرک کو پکارے گا، اور حضرت آدمؑ کا یہ لڑکا ہر کبیرہ گناہ کرنے والے کو پکارے گا، پس ابلیس شرک کی طرف اور تمام گناہوں کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والا ہے، اور اوّلِ رسولؐ حضرت آدمؑ کا یہ لڑکا جو اپنے بھائی کا قاتل ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ روئے زمین پر جو قتلِ ناحق ہوتا ہے اس کا گناہ حضرت آدمؑ کے اس پہلے فرزند پر بھی ہوتا ہے کیونکہ قتلِ بیجا کا شروع کرنے والا یہ ہے، پس کفار قیامت کے دن جن وانس جو انھیں گمراہ کرنے والے تھے انھیں نیچے کے طبقے میں داخل کرانا چاہیں گے تاکہ انھیں سخت عذاب ہوں۔ وہ درکِ اسفل میں چلے جائیں اور ان سے زیادہ سزا بھگتیں۔ سورۂ اعراف میں بھی یہ بیان گزر چکا ہے کہ یہ ماننے والے جن کی مانتے تھے اُن کے لئے قیامت کے دن دگنے عذاب کی درخواست کریں گے جس پر کہا جائے گا کہ ہر ایک دوگنے عذاب میں ہی ہے۔ لیکن تم بے شعور ہو، یعنے ہر ایک کو اُس کے اعمال کے مطابق سزا ہو رہی ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ۝ یعنے جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے روکا انھیں ہم اُن کی فساد کی وجہ سے عذاب پر عذاب کریں گے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ نہ اندیشہ کرو

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۵ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ

اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے

الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۶

دنیوی زندگی میں بھی رہیں گے۔ اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝۷ ع

یہ بطور مہمانی کے ہوگا۔ غفور رحیم کی طرف سے۔

ایمان اللہ، استقامت اور رحمت کے فرشتے

جن لوگوں نے زبانی اللہ تعالے کے رب ہونے کا یعنی اُس کی توحید کا اقرار کیا۔ پھر اُس پر جمے رہے یعنے فرمانِ خداوندی کے ماتحت اپنی زندگی گزاری۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرما کر فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے اللہ تو کے رب ہونے کا اقرار کر کے پھر کفر کر لیا۔ جو مرتے دم تک اسے کہتا ہے وہ ہے جس نے اس پر استقامت کی۔ (نسائی وغیرہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت ہوتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ اس سے مراد کلمہ پڑھ کر پھر کبھی بھی شرک نہ کرنے والے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ خلیفۃ المسلمینؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ استقامت سے مراد گناہ نہ کرنا ہے، آپ نے فرمایا تم نے اسے غلط سمجھایا۔ اس سے مراد خدا کی خدائی کا اقرار کر کے پھر دوسرے کی طرف کبھی بھی التفات نہ کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ قرآن میں حکم اور جزا کے لحاظ سے سب سے زیادہ آسان آیت کونسی ہے؟ آپ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ توحیدِ خدا پر تا عمر قائم رہنا۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ممبر پر اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ واللہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی اطاعت پر جم جاتے ہیں اور لومڑی کی چال نہیں چلتے کہ کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرائضِ خدا کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَۃَ۔ خدایا تو ہمارا رب ہے ہمیں استقامت اور پختگی عطا فرما۔ استقامت سے مراد دین اور عمل کا خلوص حضرت ابو العالیہؒ نے کہا ہے۔ ایک شخص نے حضرت مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کا کوئی ایسا امر بتلائیے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپؐ نے فرمایا زبان سے اقرار کر کہ میں اللہ تو پر ایمان لایا پھر اُس پر جم جا۔ اُس نے پھر پوچھا کہ اچھا یہ تو عمل ہوا اب بچوں کس چیز سے؟ تو آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم وغیرہ) امام ترمذیؒ اسے حسن صحیح بتلاتے ہیں، اُن کے پاس اُن کی موت کے وقت فرشتے آتے ہیں اور بشارتیں سُناتے ہیں کہ تم اب آخرت کی منزل کی طرف جا رہے ہو بے خوف رہو تم پر وہاں کوئی کھٹکا نہیں۔ تم اپنے پیچھے جو دنیا چھوڑے جا رہے ہو اُس پر بھی کوئی غم و رنج نہ کرو۔ تمہاری اہل و عیال کی مال و متاع کی دین و دیانت کی حفاظت ہمارے ذمے ہے۔ ہم تمہارے خلیفہ ہیں تمہیں ہم خوشخبری سُناتے ہیں کہ تم جنتی ہو، تمہیں سچا اور صحیح وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ پس وہ اپنے انتقال کے وقت خوش خوش ہو جاتے ہیں کہ تمام برائیوں سے بچے اور تمام بھلائیاں حاصل ہوئیں۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کی روح سے فرشتے کہتے ہیں کہ اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی چل خدا کی بخشش انعام اور اس کی نعمت کی طرف۔ چل اُس خدا کے پاس جو تجھ پر ناراض نہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ جب مسلمان اپنی قبروں سے اُٹھیں گے اُسی وقت فرشتے اُن کے پاس آئیں گے۔ اور بشارتیں سُنائیں گے حضرت ثابتؒ جب اس سورت کو پڑھتے ہوئے اس آیت تک پہنچے تو ٹھیر گئے اور فرمایا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ مومن بندہ جب قبر سے اُٹھے گا تو وہ دو فرشتے جو دنیا میں اس کے ساتھ تھے اس کے پاس آئیں گے اور اس سے کہیں گے کہ ڈرو نہیں گھبراؤ نہیں غمگین نہ ہو تو جنتی ہے خوش ہو جا تجھ سے خدا تعالے کے جو وعدے تھے وہ پورے ہوں گے۔ بغرض خوف امن سے بدل جائے گا، آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، دل مطمئن ہو جائے گا۔ قیامت کا تمام خوف دہشت اور وحشت دور ہو جائے گی۔ اعمالِ صالح کا بدلہ اپنی آنکھوں دیکھے گا۔ اور خوش ہو گا، الحاصل موت کے وقت قبر میں اور قبر سے اُٹھتے ہوئے ہر وقت ملائکہ رحمت اُس کے ساتھ رہیں گے اور ہر وقت بشارتیں سناتے رہیں گے، ان سے فرشتے یہ بھی کہینگے کہ زندگانی دنیا میں بھی ہم تمہارے رفیق و ولی تھے تمہیں نیکی کی راہ سمجھاتے تھے خیر کی رہنمائی کرتے تھے، تمہاری حفاظت کرتے رہتے تھے، ٹھیک اسی طرح آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے تمہاری وحشت و دہشت دور کرتے رہیں گے، قبر میں حشر میں میدانِ قیامت میں پل صراط پر غرض ہر جگہ ہم تمہارے رفیق اور دوست اور ساتھی ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں پہنچا دینے تک تم سے الگ نہ ہوں گے۔ وہاں کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا، جو خواہش ہو گی پوری ہو گی" یہ مہمانی یہ عطا یہ انعام یہ ضیافت اُس خدا کی طرف سے ہے، جو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اُس کا لطف و رحم اُس کی بخشش اور کرم بہت وسیع ہے۔ حضرت

سعید بن مسیبؒ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں ملائے۔ اس پر حضرت سعیدؒ نے پوچھا کہ کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ فرمایا ہاں؟ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور اپنے اپنے مراتب کے مطابق درجے پائیں گے تو دنیا کے اندازے سے جمعہ والے دن انھیں ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت ملے گی، جب سب جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر تجلی فرمائے گا۔ اس کا عرش ظاہر ہو گا۔ وہ سب جنت کی باغیچے میں نور کے اور لؤلؤ اور یاقوت کے اور سونے چاندی کے ممبروں پر بیٹھیں گے۔ بعض اور جو نیکیوں کے اعتبار سے کم درجے کے ہیں لیکن جنتی ہونے کے اعتبار سے کوئی کسی سے کمتر نہیں ہو گا وہ مشک کے اور کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے لیکن اپنی جگہ اتنے خوش ہوں گے کہ کرسی والوں کو اپنے سے افضل مجلس میں نہیں جانتے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں دیکھو گے آدھے دن کے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو جس طرح صاف دیکھتے ہو اسی طرح خدائے تعالیٰ کو دیکھو گے۔ اُس مجلس میں ایک ایک سے اللہ تبارک و تعالیٰ باتیں کرے گا۔ یہاں تک کہ کسی سے فرمائے گا یاد ہے فلاں دن تم نے میرا فلاں خلاف کیا تھا؟ وہ کہے گا کیوں جناب باریؐ تو تو وہ خطا معاف فرما چکا تھا پھر اس کا کیا ذکر؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں ٹھیک ہے اسی میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے ہی تو تو اس درجے پر پہنچا۔ یہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انھیں ایک ابر ڈھانپ لے گا اور اس سے ایسی خوشبو برسے گی کہ کبھی کسی نے نہیں سونگھی ہو گی، پھر رب العالمین عز و جل فرمائے گا کہ اٹھو اور میں نے جو انعام و اکرام تمہارے لئے تیار کر رکھے ہیں انھیں لو، پھر یہ سب ایک بازار میں پہنچیں گے جسے چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے وہاں وہ چیزیں دیکھیں گے جو نہ کبھی دیکھی تھیں نہ سنی تھیں نہ کبھی خیال میں گزری تھیں۔ جو شخص جو چیز چاہے گا لے لیگا، خرید فروخت وہاں نہ ہو گی، بلکہ انعام ہو گا۔ وہاں تمام اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، ایک کم درجے کا جنتی اعلیٰ درجے کے جنتی سے ملاقات کرے گا تو اُس کے لباس وغیرہ کو دیکھ کر جی میں خیال کرے گا وہیں اپنے جسم کی طرف دیکھے گا کہ اُس سے بھی اچھے کپڑے اس کے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسیکو کوئی رنج و غم نہ ہو گا اب ہم سب لوٹ کر اپنی اپنی منزلوں میں جائیں گے وہاں ہماری بیویاں ہمیں مرحبا کہیں گی اور کہیں گی کہ جس وقت آپ یہاں سے گئے تب یہ تروتازگی اور یہ نورانیت آپ میں نہ تھی لیکن اس وقت تو جمال و خوبی اور خوشبو اور تازگی بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ یہ جواب دیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے ہم آج خدائے تعالیٰ کی مجلس میں تھے اور یقیناً ہم بہت ہی بڑھ چڑھ گئے۔ (ترمذی وغیرہ) مسند احمد میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنے کو چاہتا ہے اور جو شخص خدا کی ملاقات کو بُرا جانے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم تو موت کو مکروہ جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا اس سے مراد موت کی کراہیت نہیں بلکہ مومن کی سکرات کے وقت اُس کے پاس خدا کی طرف سے خوشخبری آتی ہے۔ جسے سن کر اس کے نزدیک خدا تعالیٰ کی ملاقات سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں رہتی۔ پس اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور فاجر یا کافر کی سکرات کے وقت جب اُسے اُس بُرائی کی خبر دی جاتی ہے جو اُسے اب پہنچنے والی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اُس کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کی بہت سی اسناد ہیں،

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں

الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا ثمرہ جدا ہے تو اب آپ (دعوت اتباع) بلکہ جہاد کی دیدی کو

هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ② وَمَا

ٹال دیا کیجئے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات

یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ③ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ

انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل (مزاج) ہیں اور یہ بات اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے اور اگر (ایسے وقت میں) آپ کو

مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ④

شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

دعوت الی اللہ اور عمل صالح

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بُلائے، اور نیکی کرے اسلام قبول کرے اُس سے زیادہ اچھی بات اور کس کی ہوگی؟ یہ ہے جس نے اپنے آپ کو نفع پہنچایا اور خلق اللہ کو بھی اپنی ذات سے نفع پہنچایا۔ یہ اُن میں نہیں جو صرف قوال ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں مگر خود نہیں کرتے یہ تو خود بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کہتا ہے۔ یہ آیت عام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اور بہترین اس کے مصداق ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے مصداق اذان دینے والے ہیں جو نیکوکار بھی ہوں۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ قیامت کے دن مؤذن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔ سنن میں ہے کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امانتدار ہے اللہ تعالیٰ اماموں کو راہِ راست دکھائے اور مؤذنوں کو بخشے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کا حصہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثل جہاد کرنے والوں کے حصے کے ہے۔ اذان واقامت کے درمیان اس کی وہ حالت ہے جیسے کوئی جہاد میں راہِ خدا میں اپنے خون میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہو۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو پھر مجھے حج و عمرے اور جہاد کی اتنی زیادہ پرواہ نہیں رہتی۔ ف حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو میری آرزو پوری ہو جاتی۔ اور میں رات کے نفلی قیام کی اور دن کے نفلی روزوں کی اس قدر کوشش نہ کرتا۔ میں نے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار مؤذنوں کی بخشش کی دعا مانگی اس پر میں نے کہا حضورؐ آپؐ اپنی دعا میں ہمیں یاد نہ فرمایا حالانکہ ہم اذان کہنے پر تلواریں تان لیتے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں، لیکن اے عمرؓ ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ مؤذنی غریب مسکین لوگوں تک رہ جائے گی[عہ] سنو عمرؓ! جن لوگوں کا گوشت پوست جہنم پر حرام ہے اُن میں مؤذن بھی شامل ہیں۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ اس آیت میں بھی مؤذنوں کی تعریف ہے، اُس کا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہنا خدا کی طرف بُلانا ہے۔ ابن عمرؓ اور عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مؤذنوں کے بارے میں اتری ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ عمل صالح کرتا ہے اس سے مراد اذان وتکبیر کے درمیان دو رکعت پڑھنا ہے۔ جیسے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو چاہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اذان واقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ صحیح بات یہ ہے کہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے مؤذن غیر مؤذن ہر اُس

[عہ] اور بدقسمتی سے وہ زمانہ آگیا، آج اذان دینا کتنا چھوٹا اور حقیر کام سمجھا جاتا ہے اور مساجد میں متولیوں اور منتظمین کے ہاتھوں امام اور مؤذن کی کیا کچھ درگت بنتی ہے الامان والحفیظ، مسجد کی بے حرمتی ائمہ مساجد اور مؤذنوں کی بے وقاری یہ سب کچھ دین سے ناواقفیت کی کھلی علامتیں ہیں۔

شخص کو شامل ہے جو خدا کی طرف دعوت دے۔ یہ یاد رہے کہ آیت کے نازل ہونے کے وقت تو سرے سے اذان شروع ہی نہ ہوئی تھی، کیونکہ آیت مکہ شریف میں اُتری ہے اور اذان مدینے پہنچ جانے کے بعد مقرر ہوئی ہے جب کہ عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ نے اپنے خواب میں اذان دیتے دیکھا اور سُنا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ کو سکھاؤ اُن کی آواز بلند ہے پس صحیح بات یہی ہے کہ آیت عام ہے اس میں مؤذن بھی شامل ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ اس آیت کو پڑھ کر فرماتے ہیں کہ یہی لوگ حبیب اللہ ہیں۔ یہی اولیاء اللہ ہیں۔ یہی سب سے زیادہ خدا کے پسندیدہ ہیں۔ یہی سب سے زیادہ خدا کے محبوب ہیں کہ انہوں نے خدا کی باتیں مان لیں پھر دوسروں سے منوانے لگے اور اپنے ماننے میں نیکیاں کرتے رہے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے رہے یہی خدا کے خلیفہ ہیں۔ بھلائی اور بُرائی نیکی اور بدی برابر برابر نہیں بلکہ ان میں بعید فرق ہے، جو تجھ سے بُرائی کرے تو اُس سے بھلائی کر اور اُس کی بُرائی کو اس طرح دفع کر۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ تیرے بارے میں جو شخص خدا کی نافرمانی کرے تو تُو اُس کے بارے میں خدا کی فرمانبرداری کر، اس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسا کرنے سے تیرا جانی دشمن دلی دوست بن جائے گا۔ اس وصیت پر عمل اُسی سے ہوگا جو صابر ہو نفس پر اختیار رکھتا ہو، اور ہو بھی خوش قسمت کہ دین و دنیا کی بہتری اُس کی تقدیر میں ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان والوں کو حکم ہے کہ وہ غصّے کے وقت صبر کریں۔ اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بُردباری کا ثبوت دیں، اور دوسرے کی بُرائی سے درگزر کرلیں، ایسے لوگ شیطانی داؤں سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے دشمن بھی پھر تو ان کے دوست بن جاتے ہیں، یہ تو ہوا انسانی شر سے بچنے کا طریقہ، اب شیطانی شر سے بچنے کا طریقہ بیان ہو رہا ہے کہ خدا کی طرف جھک جایا کرو اُسی نے اُسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ وہ دل میں وساوس پیدا کرے اور اُسی کے اختیار میں ہے کہ وہ اُس کے شر سے محفوظ رکھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں فرماتے تھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ ۝ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ ۝ پہلے ہم بیان کرچکے ہیں کہ اس مقام جیسا ہی مقام سورۂ اعراف میں ہے۔ جہاں ارشاد ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ۝ الخ اور سورۂ مومنین کی آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ الخ میں حکم ہوا ہے کہ درگزر کرنے کی عادت ڈالو اور خدا کی پناہ میں آجایا کرو بُرائی کا بدلہ بھلائی سے کیا کرو، وغیرہ۔

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا

اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے رات اور دن ہے اور سورج اور چاند ہے (پس تم لوگ) نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ

لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ⑤ فَاِنِ

چاند کو اور (صرف) اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے پھر اگر

اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ⑥

یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ (اس سے) ملول نہیں اکتاتے۔

سجدہ

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ

اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور

رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ⑦

پھولتی ہے (اس سے ثابت ہوا کہ) جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں کو زندہ کرے گا بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ چمکتا چاند اور جگمگاتے یہ ستارے

اللہ تعالٰے نے اپنی مخلوق کو اپنی عظیم الشان قدرت اور بے مثال طاقت دکھاتا ہے کہ وہ جو کرنا چاہے کر ڈالتا ہے سورج چاند دن رات اس کی قدرتِ کاملہ کے نشانات ہیں، رات کو اُس کے اندھیروں سمیت دن کو اُس کے اُجالوں سمیت اُس نے بنایا ہے۔ کیسے یکے بعد دیگرے آجاتے جاتے ہیں؟ سورج کو اور اُس کی روشنی اور چمک کو چاند کو اور اُس کی نورانیت دیکھو ان کی بھی منزلیں اور آسمان مقرر ہیں۔ ان کے طلوع وغروب سے دن رات کا فرق ہو جاتا ہے۔ مہینے اور برسوں کی گنتی معلوم ہو جاتی ہے جس سے عبادات معاملات اور حقوق باقاعدہ ادائیگی ہوتی ہے۔ چونکہ آسمان وزمین میں زیادہ خوبصورت اور منور سورج اور چاند تھا۔ اس لئے اُنھیں خصوصیت سے ان کا اپنا مخلوق ہونا بتلایا۔ اور فرمایا کہ اگر خدا بندے ہو تو سورج چاند کے سامنے ماتھا نہ ٹیکنا کیونکہ وہ مخلوق ہیں، مخلوق سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتی سجدہ کئے جانے کے لائق وہ ہے جو سب کا خالق ہے، پس تم خدا کی عبادت کئے چلے جاؤ۔ لیکن اگر تم نے خدا تعالٰے کے سوا اُس کی کسی مخلوق کی بھی عبادت کر لی تو تم اُس کی نظروں سے گر جاؤ گے اور پھر تو وہ تمہیں کبھی نہ بخشے گا، جو لوگ صرف اُس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ کسی اور کی بھی عبادت کر لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ خدا کے عابد وہی ہیں۔ وہ اگر اس کی عبادت چھوڑ دیں گے تو اور کوئی اُس کا عابد ہی نہیں رہنے کا۔ نہیں نہیں خدا ان کی عبادتوں سے محض بے پرواہ ہے اُس کے فرشتے دن رات اُس کی پاکیزگی کے بیان اور اُس کی عبادت میں ہر وقت مشغول ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ اگر یہ کفر کریں تو ہم نے ایک قوم ایسی بھی مقرر کر رکھی ہے جو کفر نہ کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رات دن کو سورج چاند کو اور ہوا کو بُرا نہ کہو یہ چیزیں بعض لوگوں کے لئے رحمت ہیں اور بعض کے لئے زحمت، اُس کی اس قدرت کی نشانی کہ وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے اگر دیکھنی چاہتے ہو تو مُردہ زمین کا بارش سے جی اُٹھنا دیکھ لو، کہ وہ خشک چٹیل اور بے گھاس ہوتی ہے، مینہ برستے ہی کھیتیاں پھل سبزہ گھاس اور پھول وغیرہ اُگ آتے ہیں، اور وہ ایک عجیب انداز سے اپنے سبزے کے ساتھ لہلہانے لگتی ہے، اسے زندہ کرنے والا ہی تمہیں بھی زندہ کرے گا۔ یقین مانو کہ وہ جو چاہے اُس کی قدرت میں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ

خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۙ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن وامان کے ساتھ (جنت) میں آئے۔ جو جی چاہے کرلو وہ تمہارا سب کیا ہوا

بَصِيرٌ ﴿٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٩﴾

دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ اُن کے پاس پہنچتا ہے انکار کرتے ہیں (ان میں خود ہی کمی ہے) اور یہ قرآن بڑی باوقعت کتاب ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿١٠﴾

جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَ

آپ کو وہی باتیں (تکذیب وایذا کی) کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں آپ کا رب بڑی مغفرت والا ہے اور

ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝

دردناک سزا دینے والا ہے۔

کج روی

اِلحاد کے معنے ابن عباسؓ سے کلام کو اُس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنے کے منقول ہیں، اور قتادہؒ وغیرہ سے کفر وعناد کے معنے منقول ہیں۔ فرماتا ہے کہ ملحد لوگ ہم سے مخفی نہیں ہیں، ہمارے اسماء وصفات کو اِدھر سے اُدھر کر دینے والے ہماری نگاہوں میں ہیں۔ انھیں ہم بدترین سزائیں دیں گے سمجھ لو کہ کیا جہنم داخل ہونے والا اور تمام خطروں سے بچ رہنے والا برابر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بدکار کافرو! جو چاہو عمل کرتے رہو، مجھ سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔ باریک سے باریک چیز بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ ذِکر سے مراد بقولِ ضحاکؒ سدیؒ اور قتادہؒ قرآن ہے۔ وہ باعزت باتوقیر ہے اس کے مثل کسی کا کلام نہیں، اس کے آگے پیچھے سے یعنی کسی طرف سے اس سے باطل مل نہیں سکتا۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے، جو اپنے اقوال وافعال میں حکیم ہے، اُس کے تمام حکم احکام بہترین انجام والے ہیں، تجھ سے جو کچھ تیرے زمانے کے کفار کہتے ہیں یہی تجھ سے اگلے نبیوں کو اُن کی کافر اُمتوں نے کہا تھا، پس جیسے اُن پیغمبروںؑ نے صبر کیا تم بھی صبر کرو، جو بھی تیرے رب کی طرف رجوع کرے وہ اُس کے لئے بڑی بخششوں والا ہے، اور جو اپنے کفر وضد پر اَڑا رہے مخالفتِ حق اور تکذیبِ رسولؐ سے باز نہ آئے اُس پر وہ سخت دردناک سزائیں نازل فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر خدائے تعالےٰ کی بخشش اور معافی نہ ہوتی تو دنیا میں ایک متنفس جی نہیں سکتا تھا۔ اور اگر اُس کی پکڑ اور عذاب سزا نہ ہوتی تو ہر شخص مطمئن ہو کر ٹیک لگا کر بے خوف ہو جاتا۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ

اور اگر ہم اسکو عجمی (زبان) کا قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا بات کہ عجمی کتاب

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

اور عربی رسول۔ آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے تو رہنما اور شفا ہے، اور جو ایمان نہیں لائے اُن کے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ ۱۲ ع ۱۹

کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے۔ یہ لوگ (بوجہ عدم انتفاع کے ایسے ہیں کہ گویا) کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

کر (آواز سنتی ہوں مگر سمجھتے نہ ہوں) اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اس میں بھی اختلاف ہوا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپکے رب کیطرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا

رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

عذاب آخرت میں ملے گا) ان کا فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جسنے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے۔

کلام اللہ اور اس کے باطل پرست

قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت اس کے حکم احکام کے لفظی ومعنوی فوائد کا بیان کرکے اس پر ایمان نہ لانے والوں کی سرکشی

ضد اور عداوت کا بیان فرما رہا ہے۔ جیسے اور آیت میں ارشاد ہے وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ مطلب یہ ہے کہ نہ ماننے کے بیسیوں حیلے ہیں نہ یوں چین نہ دُوں چین۔ اگر قرآن کسی عجمی زبان میں اُترتا تو بہانہ کرتے کہ ہم تو اسے صاف صاف سمجھ نہیں سکتے۔ مخاطب جب عربی زبان کے ہیں تو اُن پر جو کتاب اُترتی ہے وہ غیر عربی زبان میں کیوں اُتر رہی ہے؟ اور اگر کچھ عربی میں ہوتی اور کچھ دوسری زبان میں تو بھی اُن کا یہی اعتراض ہوتا کہ اس کی کیا وجہ؟ حضرت حسن بصریؒ کی قرأت اَعْجَمِیٌّ ہے۔ سعید بن جبیرؒ بھی یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔ اس سے اُن کی سرکشی معلوم ہوتی ہے۔ پھر فرمان ہے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے دل کی ہدایت اور اُن کے سینوں کی شفا ہے اُن کے تمام شک اس سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اور جنھیں اس پر ایمان نہیں وہ تو اسے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جیسے کوئی بہرا ہو۔ نہ اس کے بیان کی طرف انھیں ہدایت ہو جیسے کوئی اندھا ہو۔ اور آیت میں ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ ہمارا نازل کردہ یہ قرآن ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو تو اُن کا نقصان ہی بڑھاتا ہے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی دور سے کسی سے کچھ کہہ رہا ہو کہ نہ اُس کے کانوں تک صحیح الفاظ پہنچتے ہیں نہ وہ ٹھیک طرح مطلب سمجھتا ہے جیسے اور آیت میں ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ الخ یعنے کافروں کی مثال اُس کی طرح ہے جو پکارتا ہے مگر آواز اور پکار کے سوا کچھ اور اُس کے کان میں نہیں پڑتا بہرے گونگے اندھے ہیں پھر کیسے سمجھ لیں گے؟ حضرت ضحاکؒ نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اُنھیں اُن کے بدترین ناموں سے پکارا جائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مسلمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جس کا آخری وقت تھا اُس نے یکایک لَبَّيْكَ پکاری، آپ نے فرمایا کیا تجھے کوئی دکھ رہا ہے یا کوئی پکار رہا ہے؟ اُس نے کہا ہاں سمندر کے اُس کنارے سے کوئی بلا رہا ہے تو آپؓ نے یہی جملہ پڑھا کہ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ (ابن ابی حاتم) پھر فرماتا ہے کہ ہم نے موسٰی علیہ السلام کو کتاب دی لیکن اُس میں بھی اختلاف کیا گیا، اُنھیں بھی جھٹلایا اور ستایا گیا، پس جیسے انہوں نے صبر کیا آپؐ کو بھی صبر کرنا چاہیئے، چونکہ پہلے ہی سے تیرے رب نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک وقتِ مقرر یعنے قیامت تک عذاب ہٹے رہیں گے۔ اس لئے یہ مہلت میں ہیں ورنہ ان کے کرتوت ایسے نہ تھے کہ یہ چھوڑ دیئے جائیں اور کھاتے پیتے رہیں، ابھی ہی ہلاک کر دیئے جاتے یہ اپنی تکذیب میں بھی کسی یقین پر نہیں بلکہ شک میں ہی پڑے ہوئے ہیں، لرز رہے ہیں، اِدھر اُدھر ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔ واللہ اعلم ؏

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ

جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اُس کا وبال اُسی پر پڑیگا اور آپ رب

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

عمل صالح اور اس کے منافع بُرائیاں اور انکی مضرتیں

اس آیت کا مطلب بہت صاف ہے، بھلائی کرنے والے کے اعمال کا نفع اُسی کو ہوتا ہے۔ اور بُرائی کرنے والے کی بُرائی کا وبال بھی اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ پروردگار کی ذات ظلم سے پاک ہے۔ ایک کے گناہ پر دوسرے کو وہ نہیں پکڑتا۔ ناکردہ گناہ کو وہ سزا نہیں دیتا۔ پہلے اپنے رسولؑ کو بھیجتا ہے، اپنی کتاب اُتارتا ہے۔ اپنی حجت ختم کرتا ہے، اپنی باتیں پہنچا دیتا ہے، اب بھی جو نہ مانے وہ مستحقِ عذاب و سزا ہو جاتا ہے۔

الحمد للہ چوبیسویں پارے کی تفسیر ختم ہوئی

دو علمی دینی اور تبلیغی پروگرام

مکتبہ فیض القرآن" دیوبند نے اشاعتِ قرآن پاک اور اشاعتِ علمِ حدیث کے لئے دو اہم پروگرام جاری کئے ہیں، وقت کی پوری پابندی کے ساتھ ہر دو پروگرام کا ہر ماہ ایک ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

تفہیم البخاری اردو ترجمہ صحیح بخاری

(علاوہ ڈاک خرچ)

تفسیر ابن کثیر اردو مع حواشی وتشریحات

(علاوہ ڈاک خرچ)

یس ممبری

- ہر دو پروگرام میں شرکت کیلئے ایک ایک روپیہ برائے فیس ممبری ارسال فرمائیے۔
- تفسیر ابن کثیر کا ایک پارہ منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ دو روپے کی وی پی ارسال ہوگی، البتہ ہر ماہ ہر پارے کی پانچ کاپیاں یک جا منگانے پر مع ڈاک خرچ آٹھ روپے کی وی پی ارسال ہوگی۔
- تفہیم البخاری کا ایک پارہ منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ تین روپے کی وی۔پی ارسال ہوگی، البتہ ہر ماہ ہر پارے کی پانچ کاپیاں منگانے پر بارہ روپے کی وی پی ارسال ہوگی۔
- ہر دو پروگرام کا ایک ایک پارہ یک جا منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ چار روپے پچاس نئے پیسے کی وی پی روانہ ہوتی ہے۔

(آج ہی ممبر بنئے اور ممبر بنائیے)

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

ضلع سہارنپور

(یو۔پی)

زندگی کا درس ——— ہمہ گیر پیغام

کتاب وسنت کا روشن باب ——— صہبائے شریعت کا حسین جام

دینی، علمی شہ پاروں کا دلکش امتزاج۔ فاسد ماحول کیلئے ہمہ تن احتجاج

ماہنامہ مشرب دیوبند (یو، پی)

- مطلعِ صحافت پر اُبھرتا ہوا تارا جسکی لطیف اور سکون بخش کرنیں دلوں کو نورِ ایمان سے معمور کر دیں گی۔
- مذہبی سچائیوں کا دلنشین مرقع۔ دلچسپ اور ایمان افروز حقائق۔
- ادبیت میں ڈوبی ہوئی ستھری زبان۔ سنجیدہ اور سادہ اسلوب۔
- وقت کے اہم اور نازک مسائل پر فیصلہ کن، جاندار مقالے، اسلامی تاریخ کے ہزاروں صفحات کے دل نشین خلاصے۔
- حقائق۔ خیالات۔ اور۔ واقعات کا قیمتی مجموعہ۔

ماہنامہ مشرب دیوبند (یو، پی)

جو

مناسب قیمت کے ساتھ اپنے خریداروں کی خدمت میں ماہ بہ ماہ پیش کیا جا رہا ہے

جسکا مطالعہ خود اپنی قیمت کا بہترین ثبوت اور اپنی افادیت کا واضح اعلان ہے۔

ہم آپکو ماہنامہ مشرب کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

سالانہ قیمت ——— پانچ روپے

ایک شمارہ کی قیمت ——— پچاس نئے پیسے

جملہ خط وکتابت اور ترسیل زر اس پتہ پر کیجئے۔ } **مینیجر ماہنامہ مشرب دیوبند ضلع سہارنپور (یو، پی)**